اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

ستاونواں اجلاس (چوتھی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 15/اگست 2022ء بروز سوموار مطابق 16/محرم الحرام 1444 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دُعائے مغفرت۔	04
3	وقفہ سوالات۔	05
4	رخصت کی درخواستیں۔	09
5	**مشترکہ تحریک التوا نمبر 2 منجانب:** انجینئر زمرک خان اچکزئی، ملک نعیم خان بازئی، جناب اصغر خان اچکزئی اور محترمہ شاہینہ کاکڑ، اراکین صوبائی اسمبلی۔	10
6	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	34
7	**مشترکہ قرارداد نمبر 147 منجانب:** میر اسد اللہ بلوچ، میر نصیب اللہ مری، جناب محمد خان لہڑی، صوبائی وزراء ملک نعیم بازئی، پارلیمانی سیکرٹری جناب عبدالواحد صدیقی، جناب نصراللہ خان زیرے، جناب اصغر علی ترین اور جناب قادر علی نائل، ارکین صوبائی اسمبلی۔	42
8	**قرارداد نمبر 148 منجانب:** محترمہ بشریٰ رند صاحبہ، پارلیمانی سیکرٹری۔	73
9	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	80

جلد 57 ☆☆ شمارہ 04

ایوان کے عہدیدار

قائم مقام اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 15 / اگست 2022ء بروز سوموار مطابق 16 / محرم الحرام 1444 ہجری، بوقت شام 05 بجکر 05 منٹ پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، قائم مقام اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

وَکَاَیِّنۡ مِّنۡ قَرۡیَۃٍ عَتَتۡ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّہَا وَرُسُلِہٖ فَحَاسَبۡنٰہَا حِسَابًا شَدِیۡدًا ۙ وَّعَذَّبۡنٰہَا عَذَابًا نُّکۡرًا ﴿۸﴾ فَذَاقَتۡ وَبَالَ اَمۡرِہَا وَکَانَ عَاقِبَۃُ اَمۡرِہَا خُسۡرًا ﴿۹﴾ اَعَدَّ اللّٰہُ لَہُمۡ عَذَابًا شَدِیۡدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰہَ یٰۤاُولِی الۡاَلۡبَابِ ۚ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۚ قَدۡ اَنۡزَلَ اللّٰہُ اِلَیۡکُمۡ ذِکۡرًا ۙ ﴿۱۰﴾

﴿ پارہ نمبر ۲۸ سورۃ الطلاق آیات نمبر ۸ تا ۱۰ ﴾

ترجمہ: اور کتنی بستیاں کہ نکل چکیں حکم سے اپنے رب کے اور اس کے رسولوں کے پھر ہم نے حساب میں پکڑا ان کو سخت حساب میں اور آفت ڈالی ان پر بن دیکھی آفت۔ پھر چکھی انہوں نے سزا اپنے کام کی اور آخرت کو ان کے کام میں ٹوٹا گیا۔ تیار رکھا ہے اللہ نے واسطے ان کے سخت عذاب سو ڈرتے رہو اللہ سے اے عقل والو جن کو یقین ہے بیشک اللہ نے اُتاری ہے تم پر نصیحت۔ وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

☆☆

جناب قائم مقام اسپیکر: جزاک اللہ۔ بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ جی نصراللہ زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! یہ جو واقعہ ہوا ہے موسیٰ خیل میں بہت زیادہ اور طوفانی بارشیں ہوئی ہیں جس میں کم وبیش درجن بھر لوگ شہید ہوئے ہیں، اِسی طرح ہرنائی میں ہمارے بہت ہی نوجوان اے این پی کے خالق داد بابڑ صاحب اُن کی شہادت کا المناک واقعہ ہوا ہے، اِسی طرح صوبے کے باقی علاقوں میں بھی جو شہداء ہوئے ہیں مختلف بارشوں کے دوران اُن کے لیے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیرخوراک): جناب اسپیکر! ہماری پارٹی کے سینئر کارکن تھے خالق داد بابڑ جو پرسوں فائرنگ سے شہید ہوئے ہیں، اداروں کی فائرنگ سے اور اُن کے ساتھ سات بندے زخمی ہوئے ہیں۔ قلعہ عبداللہ میں بارشیں ہوئی ہیں جس میں چھ سات casualties ہوئی ہیں اسی طرح موسیٰ خیل میں بھی۔ شہید کیلئے فاتحہ خوانی اور جو زخمی ہوئے ہیں اُن کی صحت یابی کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔ اور ہماری ایک تحریک التوا آرہی ہے دوستوں سے اور آپ سے بھی request ہے کہ صدر صاحب پیش کریں گے اور اِس پر پھر بعد میں بحث کریں گے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: خلیل جارج صاحب۔

جناب خلیل جارج بھٹو (پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور): جناب اسپیکر صاحب! مستونگ واقعہ میں جو مارے گئے ہیں اُن کے لیے بھی دُعا کروائی جائے اور اِس پر پھر مَیں بعد میں بات کروں گا۔

میر احمد نواز بلوچ: جناب اسپیکر! ہرنائی واقعہ کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے۔ اور حالیہ جو بارشیں ہوئی ہیں موسیٰ خیل اور تمام علاقوں میں اِس میں جتنی بھی جانیں ضائع ہوئی ہیں اُن سب کے لیے دُعائے مغفرت کی جائے۔

ملک نعیم خان بازئی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ٹرانسپورٹ): جناب اسپیکر صاحب! ہماری پارٹی کے کارکن خالق داد بابڑ شہید ہوئے اور ساتھ ساتھ بلیلی کے حاجی نیک محمد کاکوزئی جس کو کراچی میں ڈاکوؤں نے شہید کیا، اُن کے لیے بھی دُعائے مغفرت کی جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی مولوی صاحب! شہدائے موسیٰ خیل اور بلوچستان میں جتنی بھی فوتگیاں ہوئی ہیں سب کے لیے دُعائے مغفرت کی جائے۔

(دُعائے مغفرت کی گئی)

جناب قائم مقام اسپیکر: وقفہ سوالات۔ میرے خیال سے۔

جناب اصغر خان اچکزئی: جناب اسپیکر! آج ہرنائی کے واقعہ پر تحریک التواجمع ہے چونکہ آج آخری سیشن ہے تو آپ سے request ہے لاش وہاں روڈ پر پڑی ہے کل سے دھرنا جاری ہے تو اِس تحریک التوا کو سب سے پہلے اگر آپ نمٹائیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی آپ بیٹھیں سوالات کے بعد پھر تحریک التوا پر آتے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زابد علی ریکی آپ اپنا سوال نمبر 323 دریافت فرمائیں۔ میرے خیال سے سوال والے بھی نہیں ہیں اور منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر! سوال کرنے والا بیٹھا ہوا ہے جواب دینے والا یہاں نہیں ہے پتہ نہیں ہے کہاں ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جواب دینے والا نہیں ہے آپ لوگوں کو دو سوالات کے جواب مل گئے ہیں اور کچھ میں لکھا ہوا ہے جوابات موصول نہیں ہوئے۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! ہم مطمئن نہیں ہیں منسٹر ہوتا پھر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بس اِن کو defer کیا جاتا ہے۔ جناب نصر اللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 713 دریافت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: سوال نمبر 713۔ میرا سوال تو وزیر ٹرانسپورٹ صاحب سے ہے۔ کون ہے وزیر ٹرانسپورٹ؟

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر ٹرانسپورٹ ملک نعیم بازئی صاحب ہیں۔ جی ملک صاحب آپ سوال کریں وہ جواب دے دیں گے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: سوال نمبر 713۔

☆**713 جناب نصر اللہ زیرے، رُکن اسمبلی:** <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 17 اگست 2021ء</u>

کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ محکمہ ٹرانسپورٹ کی جانب سے سال 2018ء تا 2020ء کے دوران کتنی نئی گاڑیوں کی خریداری کی گئی ان کے نام، نمبر، ماڈل اور قیمت خرید کی گاڑی وسال وار تفصیل دی جائے۔ اور ان میں سے کل کتنی گاڑیوں کی رجسٹریشن کی گئی نیز مالی سال 22-2021ء کے بجٹ میں نئی گاڑیوں کی خریداری کی مد میں کل کسقدر رقم مختص کی گئی ہے تفصیل بھی دی جائے؟

وزیرٹرانسپورٹ: جواب موصول ہونے کی تاریخ 25 نومبر 2021ء۔

محکمہ ٹرنسپورٹ نے سال 2018ء تا 2020ء میں جو گاڑیاں لی ہیں اُنکی تفصیل ذیل ہیں:

نمبرشمار	نام	ماڈل	نمبر	قیمت	محکمہ
1	سوزکی کالٹس	2018	QBA-1494	1,891,000/-	ٹرانسپورٹ
2	ٹویٹا کرولا جی۔ایل۔آئی	2018	QBA-0444	2,047,000/,	ٹرانسپورٹ
3	ٹویٹا ریوہ	2020	GBB-045	7,071,000/,	ٹرانسپورٹ
4	ٹویٹا کرولا جی۔ایل۔آئی	2018	QBA-1973	1,987,000/,	ٹرانسپورٹ

حکومت بلوچستان محکمہ خزانہ نے محکمہ ٹرانسپورٹ کو سال 22-2021ء کے بجٹ میں جو پیسے گاڑیوں کیلئے دیئے گئے ہیں اُنکی کی تفصیل ذیل ہے اس بار سمری برائے منظوری وزیراعلی بلوچستان کو ارسال کردی ہے۔

نمبرشمار	نام	قیمت	محکمہ
1	سوزکی کالٹس	2,000,000/-	ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ
2	ٹویٹا جی۔ایل۔آئی	3,500,000/-	ایضاً
3	ٹویٹا ویگو	6,000.000/-	صوبائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی بلوچستان
4	سنگل کیبن (پیک اپ)	4.500,000/-	ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کوئٹہ ڈویژن

ملک نعیم خان بازئی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ٹرانسپورٹ): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you منسٹر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ مطمئن ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: وزیر موصوف صاحب نے جو جواب دیا ہے جو سوزوکی کلٹس گاڑی 2018 ماڈل اُنھوں نے خریدی ہے 18 لاکھ 91 ہزار تو مَیں سمجھتا ہوں کہ کیا یہ قیمت زیادہ نہیں ہے ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ٹرانسپورٹ: زیرے صاحب جواب بھی اِسکا پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جی.thank you, OK۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جناب نصراللہ خان زیرے صاحب اپنا سوال نمبر 738 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: سوال نمبر 738 وزیر ٹرانسپورٹ صاحب سے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ملک نعیم بازئی صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ٹرانسپورٹ: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆738 جناب نصراللہ زیرے، رُکن اسمبلی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 31 اگست 2021ء

کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔محکمہ ٹرانسپورٹ میں سال 2018ء تا 2020ء کے دوران تعینات کردہ گریڈ 1 تا 15 کے ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، شناختی کارڈ نمبر اور لوکل/ ڈومیسائل کی سال وضلعوار تفصیل دی جائے۔نیز مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع کوئٹہ سے تعلق رکھنے والے تعینات کردہ ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، شناختی کارڈ نمبر اور لوکل/ ڈومیسائل کی سال وار تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ: جواب موصول ہونے کی تاریخ 25 نومبر 2021ء۔

محکمہ ٹرانسپورٹ نے سال 2018ء میں کوئی تعیناتی نہیں کی ہے۔البتہ سال 2019ء میں محکمہ ٹرانسپورٹ نے صوبائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی اور ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹیز میں گریڈ 1 تا 15 کے منظور شدہ 31 پوسٹوں پر جو تعیناتیاں کی ہیں جن کی مفصل تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام	ولدیت	عہدہ مع گریڈ	تعلیمی قابلیت	شناختی کارڈ نمبر	ڈویژن
1	سحرش خان کبزئی	زوجہ نجم الدین	اسسٹنٹ کمپیوٹر آپریٹر (بی۔12)	بی۔اے	5440095742898	ژوب
2	زاہد حسین	گل محمد	اسسٹنٹ کمپیوٹر آپریٹر (بی۔12)	ایف۔اے	5320410611739	جعفرآباد
3	عبدالشاکر	عبدالقدوس	اسسٹنٹ کمپیوٹر آپریٹر (بی۔12)	بی۔اے	5410219725687	مستونگ
4	محمد نعیم	عبدالکریم	اسسٹنٹ کمپیوٹر آپریٹر (بی۔12)	بی۔اے	5230125547745	پنجگور
5	مرزا حسین	قربان علی	اسسٹنٹ کمپیوٹر آپریٹر (بی۔12)	ایم بی اے	5440079453173	کوئٹہ
6	محمد عثمان	محمد عاصم	اسسٹنٹ کمپیوٹر آپریٹر (بی۔12)	ایم۔اے	5440022012371	ژوب
7	محمد عمران خان	ٹنگو خان	اسسٹنٹ کمپیوٹر آپریٹر (بی۔12)	بی ایس سی	5530220782721	سبی
8	شبیر احمد سنجرانی	میر خان جان	جونیئر کلرک (بی۔11)	ایم۔اے	5410101271231	چاغی
9	عرفان علی	میر آفتاب	جونیئر کلرک (بی۔11)	ایف ایس سی	5410150352615	چاغی
10	سجاد حسین	محمد عیسیٰ	جونیئر کلرک (بی۔11)	ایف ایس سی	5440055067197	کوئٹہ
11	سعید احمد	عبدالمالک	جونیئر کلرک (بی۔11)	ایف اے	5440048560207	کوئٹہ
12	تیمور شاہ	سید محمد شفیق	جونیئر کلرک (بی۔11)	ایف۔اے	5440199733412	کوئٹہ
13	جنید منظور	منظور احمد	جونیئر کلرک (بی۔11)	ایم۔اے	5440005520311	کوئٹہ
14	بابو میر احمد	شبیر احمد	جونیئر کلرک (بی۔11)	بی۔اے	5340323195407	جعفرآباد
15	حق نواز	عبدالعزیز	جونیئر کلرک (بی۔11)	ایم۔اے	5160239454703	مستونگ
16	عبدالجبار	عبدالستار	جونیئر کلرک (بی۔11)	ایف ایس سی	5440047974499	سبی

17	سکندر علی	غلام سرور	جونیئر کلرک (بی۔11)	ایم سی ایس	5230115219813	پنجگور
18	شیخ محمد ایوب	شیخ خدائیداد	جونیئر کلرک (بی۔11)	ایف ایس سی	5650386787865	ژوب
19	سید نسیم حسن شاہ	سید یقین شاہ	جونیئر کلرک (بی۔11)	ایف۔اے	5650324020125	ژوب
20	تاج الدین	نظر خان	جونیئر کلرک (بی۔11)	بی۔اے	5650344260223	ژوب
21	محمد شریف	گل محمد	ڈرائیور (بی۔04)	مڈل	5440108905509	کوئٹہ
22	آکاش	شالومال	نائب قاصد (بی۔01)	مڈل	5320143390149	جعفر آباد
23	فضل حکیم	محمد خان	نائب قاصد (بی۔01)	بی۔اے	5630211353075	لورالائی
24	عزیز اللہ	نور محمد	نائب قاصد (بی۔01)	پرائمری	5630267900607	لورالائی
25	علی شیر	محمد عالم	چوکیدار (بی۔01)	بی۔اے	54101811681673	چاغی
26	شکیل احمد	غلام فاروق	چوکیدار (بی۔01)	ایف ایس سی	5160292440945	مستونگ
27	عبدالمالک	روزی خان	چوکیدار (بی۔01)	پرائمری	5630224012345	ژوب
28	احسن علی	منظور حسین	چوکیدار (بی۔01)	میٹرک	5320114872705	جعفر آباد
29	اعجاز احمد	محمد جان	چوکیدار (بی۔01)	میٹرک	5230174897715	پنجگور
30	عبدالنبی	محمد جان	چوکیدار (بی۔01)	پرائمری	5530277776887	سبی
31	محمد اسلم	محمد اکبر	چوکیدار (بی۔01)	مڈل	5160286762321	کوئٹہ

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! وزیر موصوف صاحب نے جو جوابات دیئے ہیں کیا اِنکی تعیناتیاں proper طریقے سے ہوئی ہیں؟ اِن میں سے بعض گریڈ 12 کے ہیں اور 11 کے بھی ہیں کیا یہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہوئی ہیں؟ NTS کے ذریعے ہوئی ہیں؟ کس ذریعے کے یہ تعیناتیاں ہوئی ہیں؟ یا سفارش سے ہوئی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ٹرانسپورٹ: اگر آپ مطمئن نہیں ہیں اِنکو دوبارہ پھر اسمبلی میں لائیں گے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: چونکہ جناب اسپیکر! آج اِس لئے وزیر موصوف صاحب سے میں ضمنی سوالات نہیں کرونگا چونکہ ایک بہت بڑا واقعہ ہوا ہے ہرنائی کا اور لاش پڑی ہوئی ہے، ہرنائی کے عوام سراپا احتجاج اور غمگین ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اُسی کی طرف آتے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: اِس لئے میں منسٹر صاحب کو آج رعایت دیتا ہوں، اگلے اُس پر پھر ضمنی question کرونگا آپ تحریک التوا پیش کرنے کی ہمیں اجازت دے دیں تاکہ ہمارے دوست تحریک التوا پیش کرسکیں اور ہم ہرنائی کے واقعہ پر اپنے خیالات کا اظہار کرسکیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: صحیح ہے زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: کوئی ضمنی سوال نہیں۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: سیکرٹری صاحب! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): جام کمال خان صاحب نے سیلاب کے باعث کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر نصیب اللہ مری صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر اکبر آسکانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب نور محمد دُمڑ صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالرشید صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ملک سکندر خان ایڈووکیٹ صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔مٹھا خان کاکڑ میں آپ سے پوچھ رہا ہوں۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ایک دفعہ تحریک التوا کی طرف آتے ہیں اراکین اسمبلی بول رہے ہیں کہ پہلے اِس کو، انجینئر زمرک خان اچکزئی صوبائی وزیر، ملک نعیم بازئی پارلیمانی سیکرٹری، جناب اصغر خان اچکزئی اور محترمہ شاہینہ کاکڑ، اراکین اسمبلی کی جانب سے مشترکہ تحریک التوا کا نوٹس موصول ہوا ہے۔قواعدوانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 75(ا) کے تحت پڑھ کے سُنا تا ہوں۔تحریک یہ ہے کہ کل مورخہ 14 اگست بروز اتوار 2022ء کوضلع ہرنائی کے علاقے کھوسٹ میں پُرامن احتجاج کرنے والے سیاسی کارکنوں پر سرکاری اہلکاروں کی فائرنگ کے نتیجے میں عوامی نیشنل پارٹی کے ایک کارکن خالق دادشہید اور متعدد دیگر افراد زخمی ہوئے ہیں۔ اِس واقعہ کے خلاف آج تمام ضلعی ہیڈکوارٹرز میں احتجاج کیا جارہا ہے (اخباری تراشہ منسلک ہے) لہٰذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم اورفوری عوامی نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جواراکین مشترکہ تحریک التوا نمبر 2 کو پیش کرنے کے حق میں ہے وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک کو قاعدہ 75(۲) کے تحت مطلوبہ اراکین اسمبلی کی حمایت حاصل ہوگئی ہے لہٰذا محرکین میں سے کوئی ایک اپنی **مشترکہ تحریک التوا نمبر 2** پیش کریں۔

جناب اصغرخان اچکزئی: شکریہ جناب اسپیکر! ہم ذیل اراکین اسمبلی قواعدوانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی بلوچستان مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل مشترکہ تحریک التوا نمبر 2 کا نوٹس دیتے ہیں۔ تحریک یہ ہے کہ کل مورخہ 14 اگست بروز اتوار 2022ء کوضلع ہرنائی کے علاقے کھوسٹ میں پُرامن احتجاج کرنے والے سیاسی کارکنوں پر سرکاری اہلکاروں کی فائرنگ کے نتیجے میں عوامی نیشنل پارٹی کے ایک کارکن خالق دادشہید اور متعدد دیگر افراد زخمی ہوئے ہیں۔ اِس واقعہ کے خلاف آج تمام ضلعی ہیڈکوارٹرز میں احتجاج کیا جارہا ہے (اخباری تراشہ منسلک ہے) لہٰذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اِس اہم اورفوری عوامی نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: مشترکہ تحریک التوا نمبر 2 پیش ہوئی۔لہٰذا اِسے آج کی نشست میں بحث کے لئے منظور کیا جاتا ہے۔جی اصغرخان اچکزئی صاحب۔

جناب اصغرخان اچکزئی: مہربانی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بحث کا آغاز کریں اس پر۔اورآج سرکاری کارروائی ہے مہربانی کرکے۔

جناب اصغرخان اچکزئی: شکریہ جناب اسپیکر۔یقیناً کل کے اِس دردناک واقعہ کا نہ صرف اِس ایوان میں

تشریف فرما معزز اراکین بلکہ اِس صوبے کے ہر شخص کو علم ہے کہ کل ایک انتہائی بربریت، وحشت اور دہشت کے ذریعے سے عام لوگوں پر فائرنگ کی گئی ہے اور جناب اسپیکر! آج ہم خود گئے تھے، کل پوری پارٹی بلکہ پورے بلوچستان کی تمام سیاسی جماعتوں نے hospital کا visit کیا تھا ٹراما سینٹر میں وہاں جتنے بھی زخمی لائے گئے تھے اُنکا حال واحوال معلوم کیا اور ساتھ ہی پھر پوسٹ مارٹم کیلئے خالق داد شہید کی میت بھی لائی گئی تھی۔ تو جناب اسپیکر! اِس واقعہ سے related جو صورتحال ہمیں بتائی گئی آج اُس حالت میں جاتے ہوئے جہاں اِس وقت تک بھی خالق داد شہید کی لاش مطالبات منوانے کیلئے پڑی ہے یعنی ایک عجیب وغریب صورتحال ہے آپ کے علاقے کھوسٹ میں یا شاہرگ میں یا ہرنائی میں اگر میں کہوں کہ اِس پورے بیلٹ میں جہاں کوئلے کا یہ کاروبار اور یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ جناب اسپیکر! ہمارے ISPR اور اداروں کی طرف سے ایک statement آتا ہے اُس میں وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اوپر حملہ ہوا ہے اور اُس حملے میں ہمارے کچھ سپاہی شہید ہوئے ہیں ایک میجر صاحب زخمی ہوئے ہیں۔ اس بات کا تو ہمیں علم نہیں ہے 13 اگست کی رات کو وہاں کس time پر اور کس حالت میں اور کس کے ساتھ کیا مقابلہ اور کیا فائرنگ ہوئی ہے اُس کے نتیجے میں فورسز کو کتنے نقصانات اُٹھانے پڑے ہیں مخالف جو فائرنگ کرنے والے ہیں اُن کو کتنا نقصان دیا گیا ہے اُس طرف سے نہ تو کوئی لاش سامنے لائی گئی ہے جبکہ عام لوگوں کا کہنا یہ تھا کہ اُس رات کو رات بھر فائرنگ اور شیلنگ اور وہ بھی خاص کر ہمارے گھروں کی طرف تھی تو اِس دوران رات کو کوئی ڈیڑھ دو بجے وہاں ایک بچے کو گولی لگی تھی اور ساتھ ہی کچھ دوسرے لوگوں کو بھی گھروں کے اندر سوتے ہوئے گولیاں لگی تھیں تو صبح جب ساڑھے سات، آٹھ بجے جب ہم نکلے تو پورا علاقہ گھیرے میں لیا ہوا تھا اور ہمیں اجازت نہیں دی جارہی تھی کہ آپ اپنے زخمیوں کو hospital تک مقامی DHQ ہو یا دوسرے RHCs یا BHUs ہیں وہاں علاج معالجے کیلئے پہنچادیں۔ تو اِس درمیان لوگ آنا شروع ہوگئے لوگوں نے احتجاج کیا اور اِس احتجاج پر پھر جس وحشانہ طریقے سے straight firing ہوئی ہے جس کے نتیجے میں خالق داد شہید ہوئے ہیں۔ جناب اسپیکر! جو غم اور غصہ، عوامی نیشنل پارٹی اپنی جگہ وہاں کے تمام لوگوں کی اور بلکہ بلوچستان بھر کی تمام سیاسی جماعتوں کی وہ videos تقریباً سارے میڈیا پر viral ہوئی ہیں کہ کس طریقے سے straight firing ہورہی ہوتی ہے۔ تو ہم نے لوگوں سے کہا کہ مسئلہ کیا ہے؟ آج جب ہم اُدھر گئے چار بنیادی اُن کے مطالبے تھے جو اُنہوں نے ہمارے سامنے پیش کیے۔ ایک تو یہ کہ ہم نے FIR کے لیے درخواست دے رکھی ہے کم سے کم وہ FIR تو ہمیں کٹوا کے دی جائے اور اُس FIR کی ایک کاپی ہمیں مل جانی چاہیے۔ اگر کوئی یہ کہتے ہیں کہ FIR کے لیے جو درخواست دی گئی ہے وہ غلط ہے تو وہ پھر کورٹ ثابت

کر سکتا ہے کہ کیا یہ FIR صحیح ہے یا غلط ہے۔ دوسری بات جو وہاں ہمیں بتائی گئی وہ پورے علاقے کے لوگوں کے مطالبات میں سے تھے ان کا مطالبہ یہ تھا کہ کم سے کم اِن کی ایسی صاف وشفاف جوڈیشل انکوائری ہونی چاہیے کہ تمام کے تمام حقائق سامنے لائے جائیں۔اور تیسری بات اُنہوں نے یہ کہی کہ کم ازکم اگر بلوچستان میں واقعی یا پورے پاکستان میں واقعی جمہوری حکومتیں ہیں اور یہاں ہماری ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن ہے جو ایک سسٹم کے تحت تحصیلدار سے لے کر اسسٹنٹ کمشنر اور stepwise ڈپٹی کمشنر، کمشنر ہوم سیکرٹری تک ایک حیثیت کے ساتھ ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔تو کم سے کم یہ اختیارات اُن کو سونپے جائیں۔کم سے کم وہاں جو معاملات مقامی لوگوں کے ساتھ deal کرنے ہوں، وہ مقامی انتظامیہ کے ذریعے سے ہوں۔ چوتھا اُن کا خاص مطالبہ یہ تھا کہ اِن فورسز نے ہمارے لوگوں اور سویلین آبادی میں جو کیمپس بنائے ہیں جو تھانے بنائے ہیں اُن کا ادھر کیا کام ہے۔اگر واقعی وہاں کوئی مزاحمت کار ہیں، کوئی اِن کی نظروں میں دہشت گرد ہیں وہ تو پہاڑوں کی طرف سے آتے ہیں۔لیکن آج تک وہاں جتنے بھی دھماکے ہوئے ہیں جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں اُن میں سے کسی کو آج تک نہ پکڑا گیا ہے نہ لوگوں کے سامنے لایا گیا ہے۔اور ایک اور بات جناب اسپیکر! جو اُنہوں نے ہمارے سامنے گوش گزار کی کہ کہا یہ جاتا ہے کہ یعنی دوطرفہ وہاں لوگ اُن کو کوئی ٹیکس کا نام دیتے ہیں، دوطرفہ بھتہ لیا جاتا ہے۔ ایک بھتہ سرکار لے رہی ہے۔یعنی باقاعدہ ایک نظام کے تحت کبھی چار سو فی ٹن کے حساب سے، کبھی آٹھ سو فی ٹن کے حساب، کبھی ہزار روپے فی ٹن کے حساب سے لیتے ہیں۔دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو اِن واقعات میں ملوث ہیں اُن کا بھی بھتہ جناح روڈ پر مختلف بینک کی برانچز کے اکاؤنٹ سے لیا جاتا ہے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔اور سب سے عجیب وغریب صورتحال یہ تھی کہ وہ لوگ ہمیں بتا رہے تھے کہ اس وقت تک جو ہم دھرنے میں بیٹھے ہیں ہمیں مختلف calls آ رہی ہوتی ہیں کہ آپ کے خلاف ہم یہ ایکشن لیں گے آپ کے خلاف ہم یہ کارروائی کرینگے ہم آپ کو دیکھ رہے ہیں آپ جا رہے ہیں آپ آ رہے ہیں۔لیکن جب اِنہی نمبرز کو ہم اپنے وہاں کے جو سیکورٹی ادارے ہیں اُن کے حوالے کر دیتے ہیں کہتے ہیں'' کہ ہمیں پتہ ہے لیکن ہم کچھ نہیں کر سکتے''۔تو جناب اسپیکر! ایک انتہائی مشکل صورتحال سے اس وقت کھوسٹ ہرنائی، شاہرگ کے لوگ گزر رہے ہیں۔ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک pre-plan ایک منصوبہ ہے کہ کیسے یہاں کے مقامی لوگوں کے وسائل کو لُوٹا جائے، کیسے اُس کو اپنی گرفت میں لایا جائے۔یہی صورتحال آپ کے پورے بلوچستان میں ہے۔آج جب ہم وہاں تھے جوانوں میں غصہ دیکھ رہا تھا تو خدانخواستہ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جان بوجھ کے اِس پُرامن بیلٹ کو جنگ اور جھگڑے کی طرف کوئی سازش کے تحت لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔تو کم سے کم چار بنیادی مطالبات اِن لوگوں کے اگر یہ حل نہ

ہوں، یہ لاش کب تک پڑی رہے گی؟ اور اس وقت تک کوئی بھی حکومتی یا اداروں کا کوئی حساس پوزیشن میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے اس واقعہ کا نوٹس نہیں لیا ہے۔ نہ کوئی مذاکرات کے لیے نہ کوئی کسی کے ساتھ بات کرنے کے لیے وہاں گیا ہے۔ نہ یہاں ہسپتال میں کوئی گیا ہے۔ تو ہمیں بتا دیا جائے جناب اسپیکر! جب لاش پڑی ہوا اور وہ بھی رات کی تاریکی میں کسی واقعہ کی زد میں آ کے شہید نہیں ہوا ہو، بلکہ دن دیہاڑے صبح سویرے پُر ہجوم لوگوں کے سامنے straight firing کے نتیجے میں ایک بندہ شہید ہوا ہو۔ تو اُس علاقے کے احساسات انکے جذبات کیا ہونگے۔ تو جناب اسپیکر! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بلوچستان کو مزید ایک سازش کے تحت آگ میں دھکیلنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ بلوچستان میں آپ کے وہ علاقے جو ایک حد تک پرامن علاقے ہیں اُن کو بھی اس آگ میں دھکیل کے پورے بلوچستان کو حالتِ جنگ میں تبدیل کرنے کی ایک pre-plan سازش ہو رہی ہے۔ ابھی اس مطالبے میں حرج کیا ہے کہ کم از کم جو FIR ہم نے دی ہے اُس کے مطابق اُس پر عملدرآمد ہو۔ اور اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ میں اس میں involve نہیں ہوں میرا اس میں کوئی قصور نہیں ہے تو ہماری یہاں عدالتیں موجود ہیں، عدالتوں کے ذریعے سے اپنے آپ کو بری کروا دیں۔ اور ساتھ اس میں کیا حرج ہے یعنی ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ خدانخواستہ مقامی گورنمنٹ کے اختیارات عام پبلک کو دی جائیں وہ کہتے ہیں کہ already ایک سسٹم کے تحت یہاں جو نظام چل رہا ہے۔ یہاں کا با اختیار DC ہو، یہاں کا با اختیار AC ہو، یہاں با اختیار وہاں کی جو مقامی انتظامیہ ہے وہ ہو اور سب سے بڑھ جناب اسپیکر! آپ کے نوٹس میں اور پورے اس ہاؤس کے نوٹس میں یہ بات لاؤں کہ وہاں تمام کی تمام مقامی لیویز سے اسلحہ جمع کر کے اُن سے کہا گیا ہے ''کہ بس آپ ابھی نہیں آسکتے ''۔ یعنی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ ایک طرف سرعام پرامن جلوس پر گولیاں چلا کے آٹھ دس بندے زخمی کر کے اور ایک کو شہید کر دیا جائے اور ساتھ ہی رویہ آپ کا اُن لوگوں کے ساتھ اس حد تک جارحانہ ہو کہ آپ اُس کی بات بھی نہ سنے اور اُن کے ہاں گھروں میں جو بھی وہاں تو زیادہ سے زیادہ لوگوں کی ملازمتیں لیویز میں ہیں اُن سے بھی آپ کہیں کہ آپ اپنا اسلحہ جمع کر کے مزید آپ کی ہمارے ہاں خدمات دینے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تو جناب اسپیکر! جو حالات ہم نے وہاں دیکھے ہیں تو کم از کم آپ ایک ایسی رولنگ دے دیں کہ FIR توفی الفور کٹ جانی چاہیے اور ساتھ ہی اس کے لیے ایک ایسی جوڈیشل انکوائری ہو تا کہ سب کے سامنے حقائق آجائیں۔ اور اس پوری صورتحال کا، یہاں ایک واقعہ نہیں ہے جناب اسپیکر! کہ صرف ایک واقعہ ہے اِس سے پہلے واقعات ہوئے ہیں تا کہ بلوچستان کے لوگوں کو اِن واقعات کے اصل حقائق تک پہنچنے کا ایک موقع مل جائے کہ جان بوجھ کہ جو صورتحال یہاں پیدا کی جارہی ہے اس کا کل بلوچستان کے مستقبل پر پھر کیا اثرات مرتب ہونگے۔ جان

بوجھ کے پرامن علاقوں کو اگر آپ جنگ کی طرف دھکیلیں گے اور ساتھ ہی میں آپ کو بتادوں کہ یہ بات بھی ہماری سمجھ میں نہیں آرہی ہے وہاں جتنے بھی غیر پشتون مائنز اونرز ہیں آج تک جو کہتے ہیں کہ وہاں مزاحمت ہورہی ہے اُن مزاحمت کاروں نے اُن غیر پشتونوں کی آج تک ایک مائنز کو نہیں جلایا ہے۔ پوری دنیا کو پتہ ہے۔ جبکہ مقامی لوگوں کے ساتھ اُن کا یہ رویہ ہے جو اکثر و بیشتر نیشنلسٹ سیاست سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں پشتونخوا (میپ) کو ہونگے یا بی این پی کے ہونگے، یا اے این پی ہونگے۔ تو ہم کیسے سمجھیں اُن لوگوں کی اِن نیشنلسٹ لوگوں کیساتھ کیا دشمنی ہوسکتی ہے؟ اور جن کو اپنی سیاست کے ذریعے اپنی سوچ و افکار کے ذریعے سے دشمن سمجھتے ہیں جو غیر پشتون ہیں وہاں جو غیر بلوچ ہیں جو لاہور، اسلام آباد، فیصل آباد اور کراچی میں بیٹھ کے ہمارے اِن کالے قوانین کے ذریعے سے اُنہوں نے وہاں الاٹمنٹ کر رکھی ہوئی ہے اُن کو پیسے سیدھا فیصل آباد میں سیدھا کراچی میں سیدھا لاہور میں اُن کی کاؤنٹس میں جارہے ہیں آج تک اُن میں سے کسی کی ایک مائنز نہیں جلائی گئی ہے۔ جب کہ مقامی لوگوں کی مائنز ہر روز جلتی رہتی ہیں مقامی لوگ ہر وقت مشکلات سے دوچار رہتے ہیں۔ اگر کوئی مزاحمت کرتا ہے تو جناب اسپیکر! اگلے دن اُن کے آگے یا مائن رکھی جاتی ہے اُس پر رات کی تاریکی میں کوئی فائر ہوجاتا ہے اور کوشش کسی نہ کسی طریقے میں اس طرح کی کی جاتی ہے کہ اُس کو ٹارگٹ کر کے سامنے سے ہٹایا جائے۔ اسی طرح ہمارے دو تین ساتھی تھے تین سال پہلے عبدلرزاق عالی زئی اور اُن کا بھائی عبدلرازق عالی زئی جو پارٹی کے جلسے میں شرکت کے لیے آرہے تھے، جس نے کچھ دن پہلے صاف انکار کیا تھا کہ میں کسی بھی فریق کو بھتہ نہیں دوں گا۔ اُس کے راستے میں مائنز رکھ کے دونوں کو شہید کیا گیا۔ تو جناب اسپیکر! اس وقت تک کم سے کم اس لاش کو دفنانے کے لیے وہاں جتنی بھی پارٹیاں اُس میں شامل تھے۔ بی این پی، پی ٹی آئی، جے یو آئی، اے این پی اور پشتونخوا (میپ) وہاں کی مقامی جتنی بھی وجود رکھنے والی سیاسی جماعتیں تھیں اُنہوں نے ایک مشترکہ کمیٹی بنائی تھی، اُس کمیٹی کے بنیادی یہ چار مطالبات تھے کہ سب سے پہلے FIR کے لیے ہم نے جو درخواست دے رکھی ہے اُس پر عملدرآمد ہو۔ پھر اس کا ایک صاف شفاف جوڈیشل انکوائری ہو۔ مقامی انتظامیہ کو اختیارات سونپے جائیں۔ اور ساتھ ہی مقامی آبادی سے کم از کم ایف سی ہو، فوج ہو، جتنے بھی اُن کے وہاں تھانے ہیں چوکیاں ہیں ان کو وہاں سے نکال کر بے شک پہاڑوں پر جا کے اپنی پوزیشن سنبھالیں۔ تو جناب اسپیکر! آپ سے اس سلسلے میں ایک رولنگ دینے کی request ہے تاکہ اُس لاش کو بھی ایک باعزت طریقے سے اپنی روایات کے ذریعے سے اسلامی روایات کے ذریعے سے ہم دفنانے جائیں اور ساتھ ہی وہاں اس وقت جو غم و غصہ پایا جارہا ہے یہ اس ایوان کا میں سمجھتا ہوں کہ فرض بنتا ہے ہم اِن لوگوں کے منتخب نمائندے یہاں بیٹھے ہیں کم از کم ہم منتخب نمائندے

اُن کے اِن genuine مطالبات کی حمایت میں کوئی اس طرح کا قدم اُٹھالیں تا کہ وہ کم سے کم پرسکون ہوں۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ جی ثناء بلوچ صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: اَعوذُ بِاللہ مِنَ الشَّیطٰن الرَّجیم۔ بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب سب سے پہلے تو میں ہرنائی میں 14 اگست کے دوپہر کو ہرنائی میں ہونے والے اس اندوہناک واقعے پر عوامی نیشنل پارٹی کے ساتھیوں سے تعزیت بھی کرتا ہوں۔ شہید خالق داد بابڑ اور اُن کے جو خاندان کے لوگ ہیں خداوند تبارک تعالیٰ اُن کو صبر عطا کرے۔ انتہائی افسوس ناک واقعہ جناب والا! 14 اگست کو پورے پاکستان میں جب آپ نے دیکھا ہوگا ملی نغمے جاری کئے جا رہے تھے۔ ٹی وی چینل پر اگر آپ دیکھ رہے ہوں گے رنگ برنگی کپڑوں میں ملبوس باقی صوبوں میں لوگ آزادی کے اس دن کو بڑے جوش وخروش کے ساتھ منا رہے تھے۔ وہاں آپ نے دیکھا بھی ہوگا کہ جناب والا! کہیں پر کبوتر آزاد کئے جا رہے تھے تو کبھی غبارے بھی آسمان میں چھوڑے جا رہے تھے۔ تو آزادی کو ہر کوئی اپنے رَنگ سے وہاں اپنے اپنے علاقوں میں آزادی کے جشن منا رہے تھے لیکن بلوچستان میں آزادی کے پروگرام ہوئے، جشن ہوئے لیکن ایک ذی شعور بلوچستان کا رہنے والا شخص صرف رَنگ برنگی تقریبات پر متوجہ نہیں ہوسکتا۔ اُس دن خالق داد شہید کے اس واقعے نے سب کو ہلا کر رکھ دیا۔ یقیناً بلوچستان میں سیکورٹی کی جو مخدوش صورتحال ہے اُس کے تناظر میں جتنے بھی اس وقت واقعات ہو رہے ہیں دوسری طرف 14 اگست سے دو دن قبل جب ہم گئے سی ایم سیکرٹریٹ کے سامنے گزشتہ 23، 24 دن سے بیٹھے ہوئے 46 یا 47 کے قریب families ہیں جن کے لواحقین لاپتہ ہیں اُن کی ماؤں بہنوں اور بچیوں کے آنسو میں اور زمرک خان صاحب اور میری بہن شکیلہ نوید دہوار صاحبہ تھیں۔ اُن کے معصوم بچوں کے شاید آنسو زمرک خان سے بھی نہیں دیکھے جا رہے تھے۔ تو 14 اگست کا دن ویسے تو ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اگر کبوتر آزاد کئے جا رہے تھے تو کچھ بلوچستان کے لاپتہ لوگ بھی آزاد کر دیئے جاتے جناب والا! یہ بھی شاید 14 اگست کے لیے ایک اچھا نیک شگون ہوتا۔ جہاں آسمان میں غبارے چھوڑے جا رہے تھے تو وہاں کچھ ایسے حالات بلوچستان میں بنائے جاتے کچھ ایسے قیدیوں کو بھی رہا کر دیا جاتا یا ایسے لاپتہ افراد کو بھی رہا کر دیا جاتا صرف اس جرم میں لاپتہ ہیں کہ اُن کا کوئی بھائی یا اُن کا کوئی کزن یا اُن کا کوئی چاچا ذات وہ کسی نہ کسی تحریک کسی جدوجہد میں یا کسی دوسری چیز کا حصہ ہے۔ اگر کبوتر آزاد کئے جا رہے تھے قبائلی علاقوں میں میں نے دیکھا تو جناب والا! علی وزیر کو بھی رہا کر دیا جاتا۔ اگر ریاست کے حوالے سے ریاست کا دل بہت بڑا ہونا چاہیے میں نے ہمیشہ یہی کہا ہے کہ ریاست

میں اور قبائلی سردار میں یا قبائلی میر و معتبر مزاج میں ایک فرق ہوتا ہے۔ پوری دنیا میں تنقید سیاسی تنقید جمہوری تنقید انسانی حقوق کے حوالے سے اگر کسی معاملات پر کوئی زیادتی ہوتی ہے۔ اُس کے حوالے سے تنقید کی پوری دنیا میں کھل کر اجازت ہے۔ پوری دنیا میں لوگ اپنے اداروں کی کارکردگی پر سوالیہ نشان اٹھاتے ہیں۔ پوری دنیا میں لوگ وہ اپنے اداروں کو چاہیے کوئی بھی ادارہ ہو عدلیہ سے لیکر فوج تک کا ادارہ ہو۔ وہ مثبت criticism سے ماورا نہیں ہے۔ تو جناب والا! اگر کوئی کسی نے تنقید کر لی کسی شخص نے کسی رکن اسمبلی نے کسی پہاڑ کے چرواہے نے کسی پڑھے لکھے بلوچ نے کسی پڑھے لکھے پشتون نے یا کسی نہ کسی چیک پوسٹ کے سامنے آ کر احتجاج بھی کر لیا تو جناب والا! اس کا علاج اُس کو سلاخوں کے پیچھے سولہویں صدی کی پالیسیوں کے تحت کھلی کیمپوں میں ڈال کر اُس کو اور اُس کے خاندان کو سزا دینا نہیں ہوتا۔ یا اُس کو خدانخواستہ گولیوں کا نشانہ بنانا نہیں ہوتا۔ جب تک یہ mindset یہ پالیسی بدلتی نہیں ہے بلوچستان میں 14 اگست پر بھی خون خرابہ ملے گا۔ آپ کو غبارے اور کبوتر چھوڑتے ہوئے نظر نہیں آئینگے۔ یہ سب کچھ جب ہو رہا ہے، ہم بڑے ذمہ دار لوگ ہیں جناب والا! ہم ان اسمبلیوں میں ہم نے پہلے بھی کہا ہے کہ اس بنا پر نہیں بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہمارے کوئی ذاتی مفادات ہیں۔ ہم اس وطن کے غریب اس وطن کے شریف النفس اس وطن کے والی و وارث اس وطن کے باسی بلوچ، پشتون، سندھی، ہزارہ، پنجابی، اردو بولنے والے کوئی بھی ہے جو اس وطن کی مٹی کے ساتھ اپنا لگاؤ رکھتے ہیں اس کو own کرتے ہیں یا اس کو اپناتے ہیں۔ جناب والا! ہم نے سب کی عزت کے اُن کے سروں کی اُن کی جان و مال کے تحفظ کی قسم اٹھائی ہے یہ جب آئین کے تحت یہاں جب ہم پہلے دن حلف اٹھاتے ہیں۔ تو بعد میں جب ہم یہاں یہ بات کرتے ہیں میں آپ کو کیا دہراؤں آپ کو یاد ہوگا۔ آج سے تقریباً تین سے چار سال تک مسلسل کوئی ایسا اجلاس مجھے بتائے، کوئی ایسا مہینہ بتائے جہاں ہم نے صرف یہ بات نہیں کی ہو کہ صرف جوڈیشل کمیشن بنائیں، قتل ہو گیا غارت گری ہو گئی لاشیں گر گئیں فائرنگ ہو گئی چیک پوسٹ ہٹائیں ہم نے مسلسل توجہ دلاؤ نوٹس اور تحریک التوا۔ کوئی بھی حکومت ہو پچھلی حکومت تھی موجودہ حکومت ہے یہ سلسلہ اس لیے چل رہا ہے کہ بلوچستان کا بہت بڑا ایک سیاسی مسئلہ ہے جس کو حل کئے بغیر خالق داد بابڑ جیسے نوجوان شہید ہوتے جائینگے حیات بلوچ جیسے نوجوان تربت میں شہید ہوتے جائینگے اسی اگست کے مہینے میں ہوا ہے۔ خاران میں نوجوان شہید ہوتے جائینگے جن کا دو دن پہلے میں نے یہاں ذکر کیا۔ چمن میں معصوم نوجوان شہید ہونگے جو بارڈر پر ریڑھی اٹھائے دو وقت کی روزی اور روٹی کے لیے اپنی ماں بہن کے کھانے پینے کے لیے جو انتظام کر رہے تھے وہ بھی شہید ہونگے۔ ادھر بات یہ نہیں ہے کہ شہید وہ ہوگا جس نے اس ملک کے آئین کو قانون کو پرچم کو چیلنج کیا ہے؟ نہیں ہر غریب کا بھی خون بہہ رہا

ہے۔اس لیے کہ اس صوبے کے اندر ایک پولیٹیکل اَنارکی ہے۔اور یہ بہت افسوس ناک بات ہے ہم اس بات کو بار ہا دہراتے رہے ہیں۔پنجگور سے لیکر مطلب میں آپ کے سامنے کچھ دنوں پہلے آپ کو یاد ہوگا آج سے چار مہینے پہلے نوکنڈی میں واقعہ ہوا۔بالکل اسی طرح کا واقعہ چیک پوسٹ پر گئے یا اُنہوں نے احتجاج کیا جب اُن کی گاڑیوں کو بارڈرز پر روک دیا گیا تھا تیل کی گاڑیوں کو اُس احتجاج کے بدلے میں جب اُنہوں نے ایف سی کیمپ کے سامنے تھوڑا سا احتجاج کیا تو ان پر گولیاں برسائی گئیں دو چار لاشیں گر گئیں۔احتجاج کیا جوڈیشل کمیشن بنا ابھی تک رپورٹ نہیں آئی۔ہم کسی ادارے کے خلاف نہیں ہیں ادارے قواعد اور قوانین کے تحت اپنا کام کریں۔اور پھر شہری خود بخود پابند ہونگے آئین اور قانون کے تحت کام کرنے کے لیے ہم اور آپ سب شہری ہیں اس ملک سے جب جاتے ہیں پوری دنیا میں جہاں اُن کے قاعدے قوانین ہوتے ہیں۔میں آپ کو ایمانداری سے کہوں ایک قدم بھی ہم آگے پیچھے نہیں ہوتے۔اِس بلوچستان کے لوگ سب سے زیادہ ذی شعور ہیں۔سب سے زیادہ سیاسی بصیرت رکھنے والے لوگ ہیں سب کے اندر سب سے زیادہ حوصلہ ہے 70% غربت کے باوجود دو وقت کی روٹی سے محرومی کے باوجود 18 لاکھ جوانوں کی بیروزگاری کے باوجود سینڈک اور کوئلہ کا ذکر اصغر خان نے کیا کہ اُس سے جتنے بھی قدرتی وسائل ہیں اُن سے محرومی کے باوجود ریکوڈک کے ابھی غلط فیصلے کے باوجود گوادر پورٹ کو سی پیک کے حوالے سے دینے کے باوجود یہاں کا نوجوان ابھی تک بھی اپنے صبر اور تحمل سے سیاسی طور پر اپنے حقوق کی اور اپنے ملکیت کی بات کرتا ہے۔یہ جو سیاسی جماعتوں کے نوجوان ہیں۔یہ لہٰذا ریاست کو حکومت کو ریاستی اداروں کو سمجھنا چاہیے کہ اگلی اسمبلی میں اگلے اجلاس میں کب تک آخر ہم ہر دفعہ یہ کہہ گئے کہ جس طرح اصغر خان نے کہا اور ہم بھی کریں گے۔میرا خیال کل برسوں کوئی مسئلہ نہ ہو جائے۔خدا نہ کرے وہ دن آجائے ہم میں سے کسی کے بارے میں کہہ رہے ہونگے کہ جی فلاں کے بارے میں بھی جوڈیشل کمیشن بناؤ کیونکہ وہ بیچارہ ادھر دو بات کرتا تھا باہر جاکے اُس کا بھی اتا پتا نہیں ہے۔بلوچستان کو اس گرداب سے اس صورتحال سے ہم سب کو نکالنا ہوگا یہ ہماری ذمہ داری ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ثناء بلوچ صاحب! بات مختصر کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: میں مختصر،ختم کر رہا ہوں۔میں صرف اسی کے توسط سے یہ ساری چیزیں ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہیں لازم وملزوم ہیں۔مَیں اور زمرک خان صاحب گئے اُنہوں نے مجھے دو چار مائیں وہاں بیٹھی ہوئی تھیں ذاکر مجید کی والدہ نے مجھ سے کہا ثناء بیٹا! میرے بیٹے کا نام تو اسمبلی میں لے لو۔14 سال سے لاپتہ ہے ملک دشمن ہے غدار ہے یا اُس کے اوپر کوئی اور جرم ہے خدا کے لیے اِن تمام چیزوں کے لیے قوانین بنائے

ہوئے ہیں۔اُس کو اُس قوانین کے تحت برآمد کر کے کسی تھانے میں جیل میں قیدخانے میں ڈال دو اُس کو سزائیں دو۔ڈاکٹر دین محمد کی بیٹی سیمی دین بلوچ وہ چھ سال کی عمر سے لیکر ابھی خدا اُس کو زندگی دے حیاتی دے عزت دے پردہ دے ایک جوان سال لڑکی جو سڑکوں پر جوان ہوئی ہے اپنے باپ کی بازیابی کے لیے۔میرے خاران سے بچیاں بیٹھی ہوئی تھیں غلام جیلانی ابھی کوئی پندرہ بیس مہینے ہوئے پتہ نہیں خدا کرکے جلدی آجائے ورنہ پتہ نہیں اُس کی بچیاں بھی یہاں جوان نہ ہو جائیں ہمیں یہ ڈر لگنے لگا ہے۔یہ ہمارے لیے شرم کی بات ہے ہم 24 دنوں سے اور اُنہوں نے بڑی صحیح بات کی ہے۔

کل جب وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ بات کی کہ ہم ناراض بلوچوں کے ساتھ بات کریں گے۔بھئی ناراض بلوچ تو ہم سے بھی بات نہیں کرتے شاید آپ سے بھی نہ کریں۔کیونکہ اگر اُن کا ایک اپنا political motive ہے ایجنڈا ہے اُس کا ایک مقصد ہے ان کا اپنا ایک مؤقف ہے۔لیکن کم از کم جو آپ کے اور میرے دروازے کے پاس بیٹھی ہوئی بچیاں ہیں بچے ہیں یا لاپتہ افراد 40 سے 45 خاندان کے بچے اور بچیاں ہیں۔ہم ریاست اور ہم سب مل کر کم از کم یہ تو کر سکتے ہیں کہ آپ کے بچے کو ہم فلاں تھانے میں جیل میں دے رہے ہیں جائیں اس کے لیے وکلاء کا بندوبست کریں۔

اسپیکر صاحب! یہ بات کہنے کی نہیں ہے، خدا وہ وقت کسی کے اوپر نہ لائے اس مجلس میں ہمیں اُس بچی نے جب کہا ڈاکٹر دین محمد کی بیٹی نے اُس کے آنسو نکل آئے۔کہتا ہے ''اِدھر اِس احتجاج میں شریک 23 دن سے ایسی families بھی ہیں، اُن کے ایسے بچے بھی ہیں اُنہوں نے کبھی اچھا کھانا نہیں دیکھا، جب کھانا آتا ہے جس طرح وہ کھانا کھاتے ہیں آپ تصور نہیں کر سکتے ایسی مائیں بھی میں نے دیکھیں اُن کے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ان کی جیب میں کرایہ تک کے پیسے نہیں ہیں کہ وہاں آکے بیٹھے ہوئے ہیں''۔اس صوبے پر خدا کا عذاب نازل ہوگا اگر ہم اپنی ماؤں کو اس طرح 24 دن سے اُن کے آنسو نکلنے کی طرح بہتے رہیں اور ہم یہاں کہیں کہ بلوچستان اُبھرتا جا رہا ہے ترقی کرتا جا رہا ہے خوشحالی آتی جا رہی ہے، 25 سو، 30 ہزار بلین کا ریکوڈک آ رہا ہے۔نہیں، میں آپ کو ایک بات اور بتاؤں آج سے گزشتہ چار دن پہلے ہم جب گئے چینی سفیر نے ایک عشائیہ دیا۔ہم سب نے الگ الگ جس میں عبدالخالق ہزارہ صاحب، جعفر مندوخیل صاحب اور ڈاکٹر مالک صاحب بھی تھے۔یہی بات ہوئی الگ الگ اگر کسی نے اپنی پارٹی کا موقف پیش کیا جب ہم بیٹھے ہم نے کہا جناب والا! سی پیک دور کی بات ہے آپ ہمیں ذرا سی پیک کا کوئی ایک project تو بلوچستان میں دکھائیں پھر آپ کہیں کہ جی بلوچستان کے لوگ سی پیک کے حق میں ہیں کہ نہیں۔یہی جو سوال ہوتا ہے افغانستان کے تناظر میں

دیکھ لیں پوری دنیا میں ہونے والی تبدیلیاں دیکھ لیں۔ بلوچستان کے لوگ دو وقت کے نان شبینہ کے محتاج ہیں۔ پاکستان میں سی پیک سے بننے والی بجلی سے، آج کوئٹہ سے لیکر پورے بلوچستان میں لوگوں کو چار سے پانچ گھنٹے بجلی میسر نہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ثناء بلوچ صاحب! conclusion کی طرف آئیں۔

جناب ثناءاللہ بلوچ: سر! میں آ رہا ہوں۔ دیکھیں یہ محرومیاں خالق داد بابڑ جیسے نوجوان اور شہید پیدا کرتے ہیں۔ ہم نے واضح الفاظ میں یہی کہا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اذان شروع ہے۔

(خاموشی۔اذان)

جناب ثناءاللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! مَیں ختم کرتا ہوں۔ مَیں یہ اُن لاپتا افراد کی جانب سے ان کے لواحقین کی تفصیلات ہیں جو یہاں بیٹھی ہیں، مناسب نہیں تھا کہ وہ دوبارہ اسمبلی کے سامنے آتیں۔ مَیں آپ کے حوالے کرتا ہوں اور آپ سے گزارش کرتا ہوں کم از کم ایک چٹ آپ بھی لگا دیں، تاریخ کا حصہ بنے گا پتہ نہیں ہماری اور آپ کی بات کوئی سنتا ہے نہیں سنتا ہے۔ ہم کل پرسوں جب وزیراعظم سے ملے تھے کہتے ہیں ''کہ سیلاب کی کیا صورتحال ہے؟'' میں نے کہا ''وزیراعظم صاحب! سیلاب سات سال بعد بلوچستان میں آیا ہے، ہم تو بڑے خشک سالی والے لوگ ہیں، وہ کوئی ہمارے چالیس پچاس لوگ کو بہا کر لے گیا لیکن بلوچستان میں 20 سال سے سیلاب ہے، روز ہمارے نوجوان نکلتا ہے پتہ بھی نہیں چلتا کہ کدھر چلے گئے ہیں۔ ہمارے یہاں سیاسی سیلاب ہے ہمارے یہاں بدامنی کا سیلاب ہے ہمارے یہاں ظلم جبر کا سیلاب ہے''۔

جناب اسپیکر! بہت افسوس ہوتا ہے کہ ہرنائی میں کل 14 اگست ہونا نہیں چاہیے تھا اور ہم اس بات پر بھی چاہے کوئی بھی بندوق کے زور پر چاہے کوئی پہاڑوں میں رہتا ہے یا کوئی زمین پر رہ کر چیک پوسٹ بناتا ہے بندوق سے کوئی سیاسی مسئلے کا حل نہیں ہے بلوچستان کے مسئلے کا واحد حل نیک نیتی، ڈائیلاگ مذاکرات اور بلوچستان کے عوام کو حق ملکیت دینے سے ہوگا اور یہ تمام اداروں کو سمجھنا چاہیے کہ بیس سال کا ہمارا تجربہ طاقت کا، خوف و ہراس پھیلانے کا، ایک دوسرے کے اوپر زور چلانے کا، یہ پالیسی جب ہماری ناکام ہو رہی ہے تو وقت ہے realisation ہونی چاہیے تھی۔ یہ کل 14 اگست کو یہ realisation ہمارے یہاں ہونی چاہیے تھی اگر کل نہیں ہوئی ہے تو کم از کم آج پندرہ اگست ہے جناب والا! یہ realisation آ جانی چاہیے کہ بیس سال میں جس سڑک پر، جس راستے پر ہم نکلے تھے وہ ہمیں منزل تک نہیں لے جا سکتا، وہ منزل ہے

امن کا۔تو آیئے پھر کم از کم بلوچستان میں جس طرح انہوں نے کہا کوئلہ کی کانوں کے بھتہ سے لے کر سینڈک اور ریکوڈک کے غلط معاہدہ سے لے کر سی پیک کے غلط معاہدہ سے لے کر سب پر آئیں کھل کے بلوچستان میں ڈائیلاگ کریں، اِدھر کا نوجوان بھوکا رہے گا لیکن وہ آپ کے ساتھ امن کے ایجنڈے پر ضرور بیٹھے گا بات کرے گا۔شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ ثناء بلوچ صاحب۔

جناب ثناءاللہ بلوچ: میں آخر میں صرف یہ کہوں گا کہ میں اس حق میں ہوں جوڈیشل کمیشن بننا چاہیے، خاران کے حوالے سے جوڈیشل کمیشن کا وعدہ ہوا وہ ابھی تک نہیں بنا، ہرنائی کے حوالے سے جوڈیشل کمیشن بننا چاہیے اعلیٰ سطحی عدالتی تحقیقاتی کمیٹیاں بنی چاہئیں۔ جو تمام اضلاع میں نوکنڈی میں جو بنا تھا واقعے کے حوالے سے ان تمام کی رپورٹس آنی چاہئیں تاکہ لوگوں کا قانون اور آئین پر اعتماد بحال ہو۔شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب! تحریک التواء پر مختصر بات کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر۔ سب سے پہلے جو واقعہ 14 اگست کے دن ہرنائی کے کھوسٹ کے علاقے میں ہوا جس میں خالق داد بابڑ جوان سال فورسز کی گولیوں سے شہید ہوا۔اور اِس کے علاوہ جمعہ خان، ثاقب اللہ، فاروق، حمیداللہ، امیر محمد اور لعل گل زخمی ہوئے، جس میں سے ایک کی عمر پانچ سال ہے بچہ ہے۔مَیں خالق داد بابڑ شہید کو اپنی جانب سے، اپنی پارٹی پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کی جانب سے خراج عقیدت پیش کرتا ہوں، اُسے سرخ سلام پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! یہ واقعات مسلسل ہو رہے ہیں، ہم یہاں چار، پانچ سال سے چیخ چیخ کر بولے ہیں۔اور ریاست اور اس کے ادارے نے مکمل طور پر مجرمانہ خاموشی اختیار کی ہے۔ جناب اسپیکر! حالیہ واقعہ بارہ، تیرہ اگست کی درمیانی شب کھوسٹ کے گاؤں پر تمام محلوں پر بڑے بڑے مارٹر گولوں سے وہاں فائرنگ ہوتی ہے پھر تیرہ، چودہ اگست کی رات کو دوبارہ عام لوگوں پر فائرنگ کی جاتی ہے جس میں نوجوان زخمی ہوتے ہیں۔ مجھے خود ثاقب اللہ نے، کل جب میں اسپتال گیا انہوں نے کہا کہ میں صبح سویرے نکلا گھر سے، وہ بیچارہ بھی آنکھوں سے کچھ معذور تھا تو مجھ سے اُس نے خود کہاں کے مجھے وردی میں ملبوس آرمی کے آدمی نے مارا۔اُس کے بعد دوسرے نے کہا میں نے فائرنگ کی آواز سنی میں نکلا تو ثاقب اللہ وہاں کھڑا تھا تو انہوں نے فائرنگ کر کے مجھے بھی زخمی کیا۔ جناب اسپیکر! آج دوسرا دن آج اس کی تیسری رات ہونے والی ہے۔خالق داد شہید کی میت وہاں کھوسٹ میں، وہاں دھرنا دیا جا رہا ہے جس میں تمام لوگ شریک ہیں، تمام سیاسی جمہوری پارٹیاں وہاں موجود ہیں۔ اِس سے پہلے مانگی ڈیم میں واقعہ ہوا، کتنے دن تک وہاں تین شہداء زیارت

کراس پر لوگوں نے رکھے۔ لال کٹائی ہرنائی میں واقعہ ہوا چھ لیویز والے شہید ہوئے۔ جوڈیشل کمیشن کا یہاں وعدہ کیا گیا لیکن کوئی جوڈیشل کمیشن نہیں بنا۔ اِسی طرح ابھی چند دن پہلے ثناء صاحب نے یہاں request کی کہ خاران میں جو لوگ شہید کیے گئے ہیں اُس کے لیے جوڈیشل کمیشن بناؤ۔ جناب اسپیکر! ہمارا مدعا یہ ہے کہ یہ جو واقعات ہو رہے ہیں، ہرنائی میں واقعات ہو رہے ہیں۔ زیارت اور باقی علاقوں میں ہوئے ہیں۔ اِس کی کم از کم آپ ایک جوڈیشل انکوائری کرائیں۔ تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے کہ آخر یہ واقعات کیونکر ہو رہے ہیں کیا دہشتگرد آ رہے ہیں آپ جا کر کے کھوسٹ کو آپ دیکھ لیں اُس کا جغرافیہ آپ دیکھ لیں دونوں طرف پہاڑ ہے نیچے آبادی پڑی ہوئی ہے دہشتگرد کہاں سے آتے ہیں یہاں لوگوں کو مارتے ہیں اور پھر اُس کے بعد یکا یک وہ غائب ہو جاتے ہیں۔ جناب اسپیکر! اگر آپ جوڈیشل کمیشن نہیں بنائیں گے جس طرح یہاں دھرنا کے لوگوں کا مطالبہ تھا کہ اس واقعہ کی ایف آئی آر کاٹی جائے۔ ابھی تک ایف آئی آر درج نہیں ہوئی نہ خالق داد شہید کی شہادت کی ایف آئی آر درج ہوئی اور نہ ان زخمیوں کی ایف آئی آر ابھی تک درج ہوئی ہے۔ دوسرا اُن کا مطالبہ یہ ہے کہ ہائی کورٹ کے جج صاحب سے یا کسی بھی جوڈیشل انکوائری کی جائے اِن تمام واقعات کا، ہرنائی ڈسٹرکٹ کے تمام واقعات جو پیش آئے ہیں، تمام واقعات کے، زیارت کے واقعات کے، خاران کے واقعات کے باقی جو missing persons ہیں، جو لوگ یہاں ریڈزون میں خواتین بیٹھی ہوئی ہیں، جو خواتین ابھی ان کو بیس دن سے زائد ہو گئے ہیں وہ اپنے بچوں کیلئے، جو غائب کیے گئے ہیں سالہا سال سے غائب ہیں، چودہ سال سے مجید ذاکر غائب ہے، اُس کی والدہ یہاں رو رہی ہے۔ آپ خود اندازہ لگائیں جس کا لختِ جگر چودہ سال سے غائب ہو اُس پر کیا گزرتی ہوگی۔

جناب اسپیکر! یہ واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ریاست کو ماں باپ کا درجہ حاصل ہے۔ اسی لئے دنیا بھر کی ریاستیں اپنے عوام کو تحفظ دیتی ہیں۔ یہ سب سے پہلا نقطہ ہوتا ہے ہر ملک کے آئین میں ہے کہ پہلے عوام کی جان و مال کا تحفظ ریاست کا اولین فریضہ ہے۔ لیکن یہاں جو فورسز جن کو ہم تنخواہیں دیتے ہیں چاہے وہ لیویز ہو چاہے وہ پولیس ہو، چاہے ایف سی ہو، چاہے فوج ہو، چاہے سرکاری ملازمین ہوں، اُن کی تنخواہیں عوام کے ٹیکسوں سے بنے ہوئے بجٹ سے بنتی ہیں۔ عوام کی وجہ سے وہ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن آج ان کی بندوق بجائے اس کے کہ بارڈر پر چلنی چاہیے نہ کہ خالق داد شہید کے سینے میں ان کی گولی پیوست ہو جاتی ہے نہ کہ ان کا حملہ شہید عثمان خان کاکڑ پر ہوتا ہے نہ کہ ان کا حملہ ملک عبیداللہ کاسی پر ہوتا ہے، اسد اچکزئی پر ہوتا ہے، پروفیسر ابراہیم لونی پر ہوتا ہے، حیات بلوچ پر ہوتا ہے، نوشکی کے سمیع مینگل پر ہوتا

ہے، جناب اسپیکر! خدارا! اِس ملک کو اس ریاست کو کہاں لے کر جارہے ہیں؟

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب! مختصر کر دیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! یہ ہماری موت اور زندگی کا مسئلہ ہے، ہم یہاں عوام کے نمائندے بیٹھے ہیں ہم سے لوگ پوچھتے ہیں۔ اس آئین کے تحت سب سے مقدس ادارہ یہ بیٹھا ہوا ہے اس صوبے کا سب سے august House یہ اسمبلی ہے اس کے ممبران ہیں اگر ہم نہیں بولیں گے تو کون بولے گا، چوکوں پر جب بولا جاتا ہے انہوں نے پرامن احتجاج کیا 14 گست کو صرف یہ کہا کہ رات کو یہ ہمارے آدمیوں کو کیوں زخمی کیا، اُن پر سامنے سامنے گولیاں چلائی گئیں، ویڈیو وائرل ہے، یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے، وہاں کھوسٹ میں سامنے گولیاں چلائی گئیں جس سے خالق داد شہید ہوا اب تک اس کی لاش وہاں پڑی ہوئی ہے اور ان کے ورثاء ان کے حقیقی ورثاء گھر کے لوگ انہوں نے کہا کہ ہم نہیں دفنائیں گے۔ لہٰذا وہاں کی سیاسی جمہوری پارٹیاں ہرنائی کے تمام عوام ڈسٹرکٹ کے تمام لوگ وہاں پہنچے ہیں ہمارے پارٹی کے بھی ذمہ داران وہاں پہنچے تھے، اے این پی کے ذمہ داران بھی وہاں ہیں، جمعیت علماء اسلام کے بھی وہاں ہیں، جتنی بھی پارٹیاں ہیں سب کے عہدیداران وہاں موجود ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب! conclude کر دیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! اب مسئلہ یہ ہے کہ آپ کے ڈسٹرکٹ میں کوئی سول اتھارٹی نہیں ہے ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس کوئی اختیار نہیں نہ آپ کے ایس پی صاحب کے پاس ہے نہ ڈسٹرکٹ پولیس آفیسران کے پاس کوئی اختیار ہے۔ سارے اختیارات ہرنائی میں ایف سی کے کرنل کے پاس ہیں۔ خدارا! ان تمام ڈپٹی کمشنر صاحبان کو کس لئے بٹھایا ہے کس لئے انہیں آپ تنخواہ دے رہے ہیں۔ جو دھرنے میں بیٹھے ہیں ان کا یہ بھی مطالبہ ہے، پہلا مطالبہ ایف آئی آر کا دوسرا جوڈیشنل انکوائری کا، تیسرا سول اتھارٹی کا کہ تمام ڈسٹرکٹ میں بالخصوص ہرنائی میں تمام اختیارات وہاں ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن کے حوالے کیے جائیں، تمام اختیارات امن وامان کے حوالے سے لیویز اور پولیس کے حوالے کیے جائیں اور جتنی بھی وہاں چیک پوسٹیں ہیں چاہے ایف سی کی ہیں، چاہے دیگر فورسز کی ہیں اُن کو وہاں سے ہٹایا جائے اور جہاں دہشتگرد ہیں ان کے پیچھے جائے نہ کہ یہ جو خالق داد ہے ان کے گھر کے ساتھ ہی انہوں نے چیک پوسٹ بنائی ہے۔ جو زخمی ثاقب ہے اُس نے کہا ''ہمارے گھر کے ساتھ ہی انہوں نے چیک پوسٹ بنائی ہے ہم نے کہا خدارا یہ ہمارا گھر ہے ہماری خواتین باہر نکلتی ہیں، دہشتگرد کس طرف سے آتے ہیں ہرنائی ایک ویلی ہے اِدھر بھی پہاڑ اُدھر بھی پہاڑ آپ پہاڑوں پر جائیں''۔ اور جس

طرح کہا گیا میں نے یہاں ڈیٹا پیش کیا تھا۔ اور جب ایف سی والے فی ٹن پانچ سو روپے بھتہ لیتے تھے پھر جو جنرل صاحب آئے تھے ابھی جو ہیلی کاپٹر میں اُن کی شہادت کا واقعہ ہوا، انہوں نے کہا'' کہ کوئی ایف سی والا پیسے نہیں لے گا'' اِس بات پر وہ ناراض ہوگئے لیتے تھے اب بھی لے رہے ہیں ایک ٹن پر پانچ سو روپے میں نے حساب لگایا ہماری حکومت مائنز اینڈ منرل ڈیپارٹمنٹ مبین صاحب کا جو ڈیپارٹمنٹ تھا وہ ایک سوتیس روپے فی ٹن ٹیکس لے رہے ہیں وہ حکومتی خزانے میں جمع ہوتا ہے۔ اور ایف سی والے پانچ سو ٹیکس لے رہے ہیں بھتہ لے رہے ہیں ٹیکس نہیں، بھتہ لے رہے ہیں، وہ نقد وہاں جمع ہو رہا ہے۔ کم از کم ہماری صوبائی حکومت کے خزانے میں دو ارب روپے جمع ہوتے ہیں۔ اس 130 کے حساب سے، اور اُن کی جیبوں میں جو ہم نے حساب لگایا ہے، 10 ارب روپے نقد جمع ہوتے ہیں۔ کس طرح وہ جائیں گے؟ کیوں جائیں گے؟

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب! conclusion کی طرف آئیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! خدارا ان چیزوں کو یہ کہ ہر دن قتل و غارت گری ہر دن ہم پر گولیاں چلانا، کل ہی ہم نے کہا کہ ہم نے آج اس ملک کی آزادی کی 75 ویں سالگرہ ہم نے منائی رات کو ہم نکلے تھے لوگ پتہ نہیں کس قسم کی شعبدہ بازیاں کر رہے تھے۔ لیکن جشن آزادی اُس وقت مکمل ہوتی ہے تو میں اُس وقت آزاد ہوتی ہیں، قوموں کی آزادی اس وقت ہوتی ہے جب سب کچھ اُن کا آزاد ہو اُن کے ہاتھ میں ہو، انہیں آزادانہ زندگی گزارنے کا حق حاصل ہو، یہاں تو ہمیں یہ حق حاصل نہیں ہے، یقیناً ہمیں حاصل نہیں ہے، 14 اگست کے دن ہرنائی کا واقعہ یہ خود ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔ جو مطالبات کھوسٹ کے عوام کے ہیں دھرنے والوں کے ہیں اس کو حکومت، وزیراعلیٰ صاحب تشریف نہیں رکھتے ان کو سب کچھ پتہ ہوگا، وزیراعلیٰ صاحب فوری طور خود جائیں ان دھرنے والوں کے پاس وزیر داخلہ صاحب کو بھیجیں، وزراء کو بھیجیں ان سے بات کریں اور ان دھرنا دینے والوں کی باتیں سنیں اور یہ جو حملے ہوتے ہیں میں کہتا ہوں کہ ان کی تحقیقات ہونی چاہیے کہ یہ حقیقی حملے ہیں یا بناوٹی؟ اسکی جوڈیشنل انکوائری ہو۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ مبین خان خلجی! مختصر بات کریں۔

جناب محمد مبین خان خلجی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب چودہ اگست کے دن جو واقعہ ہرنائی میں ہوا اور میں پاکستان تحریک انصاف کا نمائندہ ہوتے ہوئے اِس کی مذمت کرتا ہوں کہ جو بھی شہید ہوئے ہیں اور یہ بھی بتانا چاہوں کہ کہ اس چودہ اگست کے دن آٹھ اگست کا جو بلاسٹ ہوا تھا جو دہشتگردی بلوچستان کے اندر ہوئی تھی اور مزید ابھی جوائنٹ روڈ کے اوپر جو پاکستان کے جہاں جھنڈے بیچ رہے تھے وہاں

دستی بم حملہ ہوا۔اور یہ پاکستان اور بلوچستان کے لوگوں کو ٹارگٹ کیا جاتا ہے کہ جو پاکستان کا جھنڈا اُٹھاتا ہے اور جو پاکستان کے حق میں بات کرتا ہے۔

جناب اسپیکر صاحب! میں یہ بات بھی کرنا چاہونگا کہ بلوچستان لیول کی کچھ باتیں ہیں، کچھ فیڈرل لیول کی باتیں ہوتی ہیں، اب انہوں نے جو باتیں یہاں کی ہیں وہ اکثر فیڈرل لیول کی تھیں جو ہماری پاکستان تحریک انصاف کی گورنمنٹ تھی اس ٹائم لاپتہ افراد پانچ سو عمران خان صاحب نے جو ہمارے اختر مینگل صاحب ہیں ان کے ساتھ جو ایگریمنٹ ہوا تھا، پانچ سو بندوں کو چھوڑا گیا تھا آج فیڈرل میں گورنمنٹ ہماری نہیں ہے پاکستان تحریک انصاف کی آج گورنمنٹ انہی کی ہے جو یہاں اسمبلیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں بات کرنا اس کا ضرور حق بنتا ہے کہ یہ یہاں بات کریں اور عوام کے لئے کریں ظاہر ہے عوام کے نمائندے ہیں۔مگر کچھ معاملات فیڈرل کے ہیں جو نمائندگی یہ فیڈرل میں یہاں جو ساری سیاسی پارٹیاں بیٹھی ہیں اُن سب کی نمائندگی فیڈرل میں ہے اور فیڈرل کے اندر پرائم منسٹران کا ہے ان کے ساتھ بیٹھ کے، یہ بلوچستان کے لاپتہ افراد کا بھی مسئلہ حل کریں اور یہ جو بات کر رہے ہیں وہ مسئلہ بھی حل کریں کیونکہ یہاں بلوچستان گورنمنٹ ہے جو ہمارے چیف منسٹر صاحب ہیں اُس کی حد تک جو مسائل ہیں وہ ضرور حل کرلینگے۔مگر میں خدارا یہ کہونگا کہ اس ٹائم اگر اے این پی ہے یا پشتونخوا میپ ہے یا جمعیت علماء اسلام ہے یا بی این پی (مینگل) ہے اِن کو چاہیے حقیقی معنوں میں ان کی نمائندگی کریں۔اب میں اس میں کچھ اور بات کرونگا تو ان کو پھر وہ ہوگا کہ جی جو کام تھے وہ بھول گئے صرف وزارتیں لینے کی حد تک اگر بیٹھ رہے ہیں تو پھر ان کو اُدھر سے بھی ریزائن دیدینا چاہیے حقیقی معنوں میں کہ بلوچستان کے عوام کے لئے اگر پرائم منسٹر اِن کی بات نہیں مانتے ہیں۔بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بہت شکریہ مبین خان۔جی آغا صاحب مختصراً۔

سیّدعزیزاللہ آغا: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم ، بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب! جناب اصغر خان اچکزئی صاحب، محترمہ شاہینہ کاکڑ صاحبہ، انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب اور نعیم بازئی صاحب کی طرف سے جو تحریک التوا پیش کی گئی ہے، جمعیت علماء اسلام ہمیشہ سے ہر میدان میں مظلوموں کا ساتھ دیتی رہی ہے اور جمعیت علماء اسلام اس کے اصولوں میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ ہر ظالم سے بغاوت اور ہر مظلوم کی حمایت۔ ہرنائی کھوسٹ میں جو کچھ ہوا جو ہمارا مسلمان بھائی شہید ہوا ہم اس کی شہادت کی قبولیت کے لئے دعا گو ہیں اور اُس کے خاندان سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔اور جو لوگ زخمی ہوئے ہیں اُن کی جلد صحت یابی کے لئے ہم دست بہ دعا ہیں۔لیکن جناب اسپیکر! میں ایک آپ کی Chair good کے توسط سے اس معزز ایوان کے سامنے رکھنا

چاہونگا وہ یہ کہ اس میں شک نہیں کہ ظلم کا دَور دورہ ہے، بلوچستان جل رہا ہے، ایک طرف بلوچستان پسماندگی کا شکار ہے، بلوچستان بیروزگاری کا شکار ہے، بلوچستان کسمپرسی کا شکار ہے تو دوسری طرف بلوچستان میں لاء اینڈ آرڈر کی جو صورتحال ہے وہ انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ لیکن اِن سارے عوامل کے پیچھے کچھ ایسی حقیقتیں ہیں کہ جنہیں ہم نے ہمیشہ نظرانداز کیا ہے۔ جناب اسپیکر! آج سے دوتین دن پہلے ہم نے یوم آزادی بڑے جوش وخروش کے ساتھ منائی لیکن آزادی سے پہلے لاکھوں کی تعداد میں جن لوگوں نے صعوبتیں برداشت کیں جو لوگ اُن ظالموں کے ظلم کی چکی میں پسے جن لوگوں کو ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا گیا۔ پاکستان بنتے وقت ہم نے کہا کہ پاکستان کا مطلب کیا لآ اِلہٰ اِلاَّ اللہ۔ لیکن پاکستان بننے کے بعد ہم نے اپنے اس وعدے کو اس حد تک وفا کیا ہم نے اس نظام کے لئے جس نظام کی خاطر ہزاروں اور لاکھوں لوگ شہید ہوئے جنہوں نے ظلم برداشت کیا جنہوں نے مشقتیں برداشت کیں، وہ محض چند افراد کی عیاشی کے لئے نہیں بلکہ پورے نظام کو بدلنے کے لئے وہ قربانیاں دی گئی تھی اور ان بنیادی ان قربانیوں کی بنیاد لآ اِلہٰ اِلاَّ اللہ کا نظریہ تھا۔ لآ اِلہٰ اِلاَّ اللہ کا نظام تھا۔ لیکن جب ہم بکھر گئے اپنے وعدے سے ہم نے ایفا نہ کیا جب ہم اپنا مقصد بھول گئے جب ہم صحیح نظام کو یہاں نافذ نہ کر سکے تو نتیجہ آج بدامنی کی صورت میں ہمارے سامنے ہے نتیجہ آج بیروزگاری کی صورت میں ہمارے سامنے ہے آج نتیجہ لاء اینڈ آرڈر کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ آج نتیجہ ظلم اور بربریت کی صورت میں ہمارے سامنے ہے اب سے کچھ دیر پہلے ثناء بلوچ صاحب جو کہ میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں سینئر پارلیمنٹرین ہیں وہ مسنگ پرسنز کا رونا رو رہے تھے اس میں شک نہیں کہ جن کے پیارے سالوں سے miss ہیں، جو غائب کئے گئے ہیں ان کے گھر والوں پر ظاہر بات ہے بڑی تکلیف گزرتی ہوگی لیکن میں ایک سوال آپ کی good Chair کے توسط سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر عافیہ کے متعلق کیوں کوئی کچھ نہیں کہتا ڈاکٹر عافیہ دختر پاکستان آج وہ امریکہ کے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہی ہے کیوں کر رہی ہے؟ کس کے کہنے پر کر رہی ہے وہ کیوں امریکہ کے حوالے کی گئی ان کا قصور ہمیں بتایا جائے؟ ہمیں ڈاکٹر عافیہ پر فخر ہے۔ ہم ڈاکٹر عافیہ کو ''دختر پاکستان'' کا لقب دیتے ہیں اور رہتی دنیا تک ڈاکٹر عافیہ کا نام روشن رہیگا۔ ہم کیوں حالات کو نہیں سمجھتے ہم کیوں حقائق کا سامنا نہیں کرتے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آغا صاحب! مختصر کردیں۔

سیّد عزیز اللہ آغا: جی۔ مَیں conclude کرتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! آیئے اُس نظام کی طرف پلٹیں۔ آیئے اس نظریے کی طرف پلٹیں۔ آیئے اُس حقیقت کی طرف پلٹیں جو کہ قیام پاکستان کی بنیاد ہے جناب اسپیکر! جب تک آپ کے ملک میں اسلام کا عادلانہ نظام نافذ نہیں ہوتا، جب تک آپ پاکستان میں

لآ الہ اِلَّا اللہ کی رُوح کو صحیح معنوں میں نافذ نہیں کرتے بحران آتے رہیں گے، کھوسٹ ہرنائی جیسے واقعات ہوتے رہیں گے۔ لوگ غائب ہوتے رہیں گے مسنگ پرسنز کا مسئلہ چلتا رہے گا ٹیکس بھی وصول کیے جائیں گے بھتے بھی وصول کیے جائیں گے اغوابرائے تاوان بھی ہوتے رہیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کیونکہ پاکستان اپنی منزل سے دور چلا گیا ہے پاکستان کو ایک منصوبے کے تحت ایک ناپاک منصوبے کے تحت اپنی منزل کی طرف جانے سے روک دیا گیا ہے۔ تو اس لیے جب تک پاکستان میں اسلام کا عادلانہ نظام نافذ نہیں ہوگا۔ جب تک آپ لوگ اسلام کو practically یہاں اس کے حقیقی روح کے مطابق نافظ نہیں کریں گے جب تک آپ قرآن کے مطابق اور احادیث نبوی ﷺ کے نظام کو پاکستان میں اسٹیٹ کا درجہ اسٹیٹ کے نظام کا درجہ نہیں دیں گے، یہ مشکلات یہاں رہیں گی اور یہ مشکلات ختم نہیں ہوسکتیں۔ اس لیے آیئے آج کے دن تجدید عہد کرتے ہیں کہ ہم پاکستان کو حقیقی آزادی کی طرف پاکستان کو حقیقی اسلامی نظام کے نفاذ کی طرف لے چلتے ہیں۔ یہاں قرآن کا نظام ہو، یہاں محمد رسول ﷺ کی تعلیمات کے مطابق نظام ہو، ہمارا سیاسی نظام اسلام کے مطابق ہو، ہمارا عدالتی نظام اسلام کے مطابق ہو۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ، آغا صاحب! آپ کا وقت پورا ہوگیا۔

سیّدعزیزاللہ آغا: ہمارا پارلیمانی نظام اسلام کے مطابق ہو۔ میں conclude کرتا ہوں جناب اسپیکر! kindly ایک دومنٹ موقع دیدیں۔ اور جب تک ہم اسلام کو یہاں نافظ نہیں کرتے یہ مسئلے مسائل یہاں موجود رہیں گے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت قائد جمیعت، مفکر اسلام فخر ایشیا، رہبر ملت اسلامیہ، حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور محسن بلوچستان جمعیت علماء اسلام بلوچستان کے روح رواں مولانا عبدالواسع صاحب اور جمعیت علماء اسلام کے دہرے اکابرین کی سربراہی میں اگر ہم ایک پُرامن اور جمہوری اور اسلامی معاشرے کی طرف commitment کے ساتھ بڑھیں۔ ہاتھوں میں ہاتھ دے کر بڑھیں انشاءاللہ العزیز مشکلات کا خاتمہ ہوگا بیروزگاری کا خاتمہ ہوگا بدامنی کا خاتمہ ہوگا یہاں اغوابرائے تاوان کا خاتمہ ہوگا جبر وظلم کا خاتمہ ہوگا ظالمانہ نظام کا خاتمہ ہوگا۔ لیکن جب تک آپ اسلام کو practically اور اسٹیٹ کے طور پر نہیں لیں گے تو مشکلات جوں کے توں رہیں گے بلکہ مشکلات مزید بڑھیں گی۔ بہرحال جو تحریک التوا آئی ہے میں اسے مکمل طور پر جمعیت علماء اسلام کی طرف سے سپورٹ کرتا ہوں ہم ہروقت مظلوم کے ساتھ ہی رہے ہیں ہم نے پوری دنیا میں جہاں بھی ظلم ہوا ہے اس کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ آغا صاحب آپ تشریف رکھیں آپ کا وقت پورا ہوگیا ہے۔ جی زمرک

خان اچکزئی صاحب۔

سیّدعزیزاللہ آغا: اور ہم ہر وقت انشاء اللہ العزیز مظلوم کے ساتھ دیتے رہیں گے بڑی نوازش جناب اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ آغا صاحب جی زمرک خان صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر خوراک): شکریہ جناب اسپیکر صاحب! تحریک التوا جو ہماری پارٹی کی طرف سے آئی ہوئی ہے جس میں ہمارے ہرنائی کھوسٹ کے جوان خالقداد شہید ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ چھ سے سات ہمارے ساتھی زخمی ہوئے ہیں پہلے تو میں شہید کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی دعا کرتا ہوں کہ اللہ ہمارے ان زخمیوں کو صحت دے۔ تفصیلی بات ہوئی مَیں زیادہ detail میں جانا نہیں چاہتا ہوں جو بھی کہانی تھی وہ اصغر خان اچکزئی نے آپ کے سامنے رکھی۔ پورے ہاؤس کے سامنے رکھی کہ کل کس طرح شہید ہوا۔ کیسے فائرنگ ہوئی۔ اور ایک پرامن احتجاج پر straight فائرنگ ہوتی ہوئی ہمارے جوان کو جو شہید کیا جناب اسپیکر صاحب! میرے سامنے ابھی ایک کاپی آئی Fifty Years of history of Provincial Assembly of Balochistan. اسی طرح ہماری قومی اسمبلی کا بھی وقت ہوا ہوگا اصل مسئلہ یہ ہے کہ جناب اسپیکر صاحب! ہم نے آج تک پچاس سال میں کبھی یہ دیکھا ہے کہ ہماری پارلیمنٹ کی بالاستی کتنی ہوئی ہے؟ ہمارے جو یہاں منتخب نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں کیا ان کی بات کو کتنی سنی گئی ہے؟ آیا ہم نے جو بلوچستان کے حوالے سے جو ہم نے ایک پرامن طریقے سے بات کی اپنے وسائل اور ساحل کی بات کی کیا ان کو مانا گیا؟ ایک جمہوری ملک میں۔ جب ہم ایک جمہوری طریقے سے بیٹھے ہوئے ہیں ہمارا یہ حق بنتا ہے کہ ہم اپنے عوام کے مسائل کو پرامن طریقے سے حل کریں۔ اور جو پاوَر جو طاقت ہوتی ہے وہ پارلیمنٹ کی ہوتی ہے۔ اور اس ملک میں جتنے بھی ادارے ہیں وہ اِس پارلیمنٹ کے ماتحت ہوتے ہیں اس سے کوئی بالاتر نہیں ہوتا۔ لیکن جب پارلیمنٹ کو ہم بائی پاس کرتے ہیں، عوامی نمائندوں کو ہم نہیں پوچھتے ہیں۔ تب ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں جس طرح کل خالق داد کو شہید کیا گیا۔ اور میں اتنا کہوں کہ یہ پارلیمنٹ کے لیے ہم نے بہت سی قربانیاں دی ہیں، ایک خالق داد شہید نہیں اگر آپ تاریخ کو دیکھ لیں عوامی نیشنل پارٹی نیب کے دور سے لے کر آج تک ہزاروں کی تعداد میں ہم نے شہداء دیئے ہیں۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ یہ کل کے شہید سے یہ پارٹی دَب جائے گی یا ہم انہی مطالبات سے یا ہم اس حق سے دستبردار ہوں گے جہاں جہاں ہم نے اپنے عوام کے لیے آواز اٹھائی ہے تو اسپیکر صاحب! یہ غلط ہوگا۔ اور اگر کوئی فائر کرتا ہے تو کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم پورے سسٹم کو چیلنج کرتے ہیں ہم اس کے

لیے حق مانگتے ہیں جو کل ہمارا ایک کارکن شہید ہوا ایف آئی آر کی کیا بات ہے ایف آئی آر تو درج ہونی چاہیے ایف آئی آر تو حق ہے اس پر تو انکوائری ہوگی اگر کوئی ایف آئی آر کو روکتا ہے یا کوئی جوڈیشل کمیشن کو روکتا ہے تو پھر یہ سمجھا جائے کہ اس پارلیمنٹ کی حیثیت ختم ہوگئی اس پارلیمنٹ کو کوئی مان ہی نہیں رہا ہے اسی لیے تو پالیسیاں کمزور ہوگئیں۔اسی لیے تو ہم دربدر کی زندگی گزار رہے ہیں اسی لیے تو ہمیں کوئی سننے والا ہے نہیں کہ جی طاقت تو یہاں ہے نہیں کہیں اور ہے۔کس طریقے سے اس کو شہید کیا گیا ہم یہ نہیں کہتے ہیں ہم اس ملک کے اس پاکستان کے رہنے والے باشندے ہیں کیا ہم اس ملک میں حق نہیں رکھتے کہ ہم اپنے حق کی بات کریں کیا ہم اس کوئلے کی بات نہیں کر سکتے کیا ہم یہاں کرومائیٹ کی بات نہیں کر سکتے کیا بلوچستان سے جو سونا نکل رہا ہے ہم اس کی بات نہیں کر سکتے ؟ کیا ہم اس ساحل کی بات نہیں کر سکتے جو گوادر پر ہیں؟ ہم تو یہاں رہ کر جو آبادی ہے گوادر پر پہلے گوادر کے لوگوں کا حق ہیں۔ ہرنائی پر پہلے ہرنائی کے لوگوں کا حق ہے دکی پر پہلے دکی کے لوگوں کا حق ہے تو تب وہ صوبے کے لیول پر آجاتا ہے۔پھر جاکر فیڈرل پر آجاتا ہے،کوئی مسئلہ یہاں فیڈرل کا نہیں ہے یہاں تمام حقوق بلوچستان کے عوام کے پاس ہونے چاہئیں۔اور عوام کے ساتھ انصاف ہونا چاہیے۔اگر ہم یہ کہتے ہیں جذبات میں کہ جی وفاق ہمارے ساتھ ظلم کر رہا ہے اسی لیے تو ہم دربدر ہیں کہ ہماری خارجہ پالیسی کس طرف جارہی ہے ہماری داخلہ پالیسی کس طرف جارہی ہے ہماری امن وامان کا مسئلہ کہاں جارہا ہے تو ظلم بڑھتا رہا جب تک یہ نہ کہیں کہ وہاں عوام بیٹھے ہوئے ہیں۔اور یہ بھی تمام اسٹیٹ والے سن لیں۔کہ عوام کی طاقت پر یہاں ملک چلتے ہیں۔اداروں کی طاقت پر ملک نہیں چل سکتے ہیں۔جب تک میں ساتھ دوں گا تو یہاں انصاف ہوگا۔جب تک یہ پارلیمنٹ ساتھ ہوگا تو یہاں انصاف ہوگا۔یہاں جتنے بھی نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں کوئی باہر سے نہیں آیا ہوا ہے۔تمام ملک پاکستان سے تعلق رکھتے ہیں کوئی باہر ملک کا نمائندے نہیں بیٹھا ہے کہ ہمیں اس پر شک ہو کہ جی ہم غلط بات کریں گے ہم نے ہمیشہ عدم تشدد کی بات کی ہے۔ہم پرامن طریقے سے اس ملک کا مسئلہ اس عوام کا مسئلہ حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔لیکن چھوڑتے نہیں ہیں تو میں نے آج بھی کہا ہرنائی میں، ہماری ساری پارٹی بیٹھی ہوئی ہے کہ آج مل کر اس بلوچستان کے بچوں کے یہاں کے رہنے والوں کے لئے تو حق کی بات کریں۔اور بندوق کے ذریعے نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ہم باچا خان کے وہ پیروکار ہیں جو انھوں نے ہمیں سبق دیا ہے، جب پرامن طریقے سے انھوں نے نکالا۔جب ہم انگریزوں کے سامنے نہیں جھکے تو ہم کسی اور کے سامنے تو نہیں جھک سکتے ہیں۔یہی تو ہماری سزا ہے کہ ہم نہ بکے ہیں نہ جھکے ہیں اور نہ ہم نے اپنے سر کا اور اپنے بچوں کا سودا کیا ہے۔جس بنیاد پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جو شہداء ہوئے ہیں۔ان شہداء کے ساتھ انصاف ہونا

چاہیے۔انصاف کے تقاضے جناب اسپیکر! پورے ہونے چاہیے۔مطالبے ہمارے صدر صاحب رکھیں گے، میں آپ کے توسط سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔جناب اسپیکر! لمبی تقریر نہیں کرنا چاہتا ہوں۔جناب اسپیکر صاحب! اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اس کو غور سے سنیں۔ذرا ایف آئی آر کا کیا طریقہ ہوتا ہے یہاں سے اگر روکا جائے تو ہائی کورٹ ان کو آرڈر دے دینگے اگر نہیں دینگے۔تو یہ لوگ مایوس ہو جائیں گے جناب اسپیکر صاحب! ہم نے کسی غلط آدمی کو nominate اگر کیا بھی ہے تو جوڈیشل کمیشن کے through ان کی انکوائری کرلیں۔ہم اس کو تسلیم کرینگے۔آیا کیا یہ جو فورسز، لوکل آبادی میں، کوئی قانون بتادیں دنیا کا کہ کوئی بھی تھانہ، لوکل آبادی میں بن سکتا ہے؟ نہیں۔چاہے لیویز ہو چاہے پولیس ہو چاہے ایف سی ہو، ان کا حق یہ بنتا ہے کہ وہ پورے علاقے کی حفاظت کریں۔ان لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کریں۔نہ کہ ان کے گھروں میں گُھس جائیں نہ کہ ان کے شہر میں گُھس جائیں۔مطالبہ تو صحیح ہے۔پورے بلوچستان میں بلکہ پورے پاکستان میں ہونی چاہیے۔دہشتگرد آتے ہیں کہاں سے آتے ہیں کوئی تو بتادے؟ ہم یہاں سے ان کو ڈھونڈ رہے ہیں۔بھائی بارڈر کو بند کرلو اس طرح بند کرلو دہشتگردوں کے لئے۔آپ لوگوں نے تجارت کے لئے بند کرلیا۔آپ روزگا ہمارے چمن پر بند کررہے ہیں۔آپ تفتان ہمارے لوگوں پر بند کررہے ہیں۔آپ تربت ہمارے لوگوں پر بند کررہے ہیں پانچ لیٹر ڈیزل لاتے ہیں آپ ان کے لئے بند کرتے ہیں جو دو بوری آٹے لاتے ہیں ان کے لئے بند کرتے ہیں۔اصل بند ہونا چاہیے تو دہشتگردوں کے لئے۔کام تو وہی ہے ان لوگوں کا کہ وہاں بیٹھ کے وہاں سے کوئی نہیں آئے گا تو یہاں چیکنگ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ہم یہاں بلیلی پر چیک کررہے ہیں یہاں لوگوں کو تنگ کررہے ہیں یا ہم کوئٹہ کے شہر کے اندر اس روڈ پر اس کو پکڑو ہاتھ پر جیبوں میں ہاتھ ڈال دیں یہ کیا طریقہ ہے یہ کس نے آرڈر دیا ہے کہ آپ اس طرح فائر کرکے کسی کو شہید کردیں۔شمشاد کاکڑ کو پرسوں ایک سپاہی نے اپنا لوکل پسٹل نکال کر اس کے سر میں گولی مار کر اس کی شہید کردیا۔کس نے ان کو آرڈر دیا؟ اگر کوئی موبائل چوری کررہا ہے تو اس طرح کسی کو مارنا چاہیے؟ اس طرح چور کو اگر وہ چور بھی ہوتا آپ کو کس نے آرڈر دیا کہ آپ اس کو ماردیں۔ان کی انکوائری ہونی چاہیے۔خالق داد کو کس بنیاد پر ایک پرامن احتجاج ایک پرامن ملک میں ہوتا ہے۔یہ ان کا حق ہوتا ہے یہ ہمارا جمہوری حق ہوتا ہے یہ ہمارا پارلیمانی حق ہے۔اُن کو کرنے دو اپنا احتجاج۔اگر کوئی غلط احتجاج ہورہا ہے کوئی بھی بتادیں کہ اگر کسی نے کوئی بھی ڈنڈا اس احتجاج میں اُٹھایا تھا تو ہماری پارٹی اس چیز کی ذمہ دار ہے ہم اس کو سزا دینگے۔لیکن جناب اسپیکر صاحب! ہم چاہتے ہیں کہ مل کر ایک اتحاد کے تحت ہم اس بلوچستان کے حقوق کی حفاظت کریں۔یہاں اگر کوئی غلط فیصلے ہوئے ہیں۔تو اس کو ٹھیک کرنے کی کوشش کریں۔یہاں سب اکھٹے

ہیں۔ چاہے جتنی اسٹیبلشمنٹ ہیں وہ بھی حکومتی ادارے کے ماتحت آتی ہیں۔ وہ بھی عوام کو سن لیں عوام کے حقوق کو پہچان لیں ان کی عزت کریں۔ ملک چلے گا۔ ہم پرامن طریقے سے اپنے چار مطالبات رکھتے ہیں۔ اگر وہاں سے ہم سارے اپنے اس کیس سے دستبردار ہونگے اگر ہمارا حق بنتا ہے تو اس پر ہمارا ساتھ دیں ہوم منسٹر نہیں ہے وزیراعلیٰ نہیں ہے یہ ساتھ آ کے اس لاش کو اس شہید کو ہم چاہتے ہیں کہ باعزت طریقے سے دفنائیں اور اس کی تحقیقات ہو اور ایک پاور جو ہوتی ہے وہ گورنمنٹ کے ساتھ ہوتی ہے۔ گورنمنٹ کا مقصد کیا ہے حکومت کون ہے حکومت وزیراعلیٰ ہے اس کی cabinet ہے اور اس کے ساتھ یہ پارلیمنٹ ہوتی ہے۔ یہ پارلیمنٹ کے ساتھ اختیارات ہونے چاہئیں۔ اور یہ جو ایڈمنسٹریشن ہے یہ حکومت کا ایک ادارہ ہے چاہے ڈی سی ہے چاہے کمشنر ہے چاہے ہوم سیکرٹری ہے وہ یہاں کے لوکل لوگ ہیں وہ جانتے ہیں ہمارے مسائل کو ہماری تکلیف کو جانتے ہیں ہمارے عوام کے حقوق کو جانتے ہیں ان کو یہ اختیارات دینے چاہئیں ہم اس کے حق میں ہیں ہم اداروں کی بھی عزت کرتے ہیں ہم کسی قوم کے مخالف نہیں ہیں ہم کسی ذات کے مخالف نہیں ہیں۔ ہم سب کی عزت کرتے ہیں ہم ترقی پسند سوچ رکھنے والی پارٹی ہیں ہم نے ہمیشہ یہاں حقوق کی بات کی ہے اور پاکستان میں رہ کر حقوق کی بات کی ہے لیکن ظلم کو ہم کبھی برداشت نہیں کرینگے ظالم کے سامنے بھی نہ جھکے ہیں اور نہ جھکیں گے۔ اور حق کی بات کرینگے اور حق پر اگر ایک ہزاروں شہداء کے اور آج بھی اگر ہزاروں شہداء ہم دے سکتے ہیں۔ اور ہم وہ بھی دینے کے لئے تیار ہیں جس میں میں تمام پارلیمنٹ سے درخواست کرتا ہوں کہ ایک پرامن طریقے سے پرامن، عدم تشدد کے طریقے سے ہمارے مطالبات پر غور کریں اور ہوم منسٹر ہوتا تو جواب دیتا اور صدر صاحب سے بعد میں بات کرتے ہیں کہ آپ اس پر رولنگ دیں تاکہ اس پر عملدرآمد ہو۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی عبدالخالق ہزارہ صاحب مختصر بات کریں۔

جناب عبدالخالق ہزارہ: اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم۔ جناب اسپیکر سب سے پہلے میں اپنی پارٹی کی جانب عوامی نیشنل پارٹی کے کارکن خالق داد شہید کی شہادت کا کہتا ہوں اور تعزیت پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! میری کوشش ہوگی کہ میں دو تین منٹ میں ختم کرلوں، سرکاری کارروائی ویسے بھی باقی ہے، اس میں بھی جانا چاہیے۔ میری گزارش بھی ہے سارے دوستوں سے کہ وہ آخر تک رہیں تاکہ یہ سرکاری بہت زیادہ ضروری ہے اس کو نمٹا دیا جائے۔ جناب اسپیکر! جب ظلم ہوتا ہے جب جبر ہوتا ہے یقینی طور پر جب ناانصافی ہوتی ہے جب لوگوں کو تحفظ نہیں ملے گا۔ لوگوں کے کچھ مراحل ہیں کچھ طریقہ کار ہے۔ آئین میں احتجاج کو مطلب جب سرکار یا سرکاری ادارے کچھ سنتے نہیں ہیں تو یقینی طور پر عوام احتجاج کی طرف جاتی ہے اور وہ ان کا آئینی اور

قانونی حق ہے کہ وہ احتجاج کو سرکار اور سرکاری اداروں تک پہنچادیں۔ مجھے یاد ہے جناب اسپیکر! چونکہ میں اس کرب سے گزرا ہوں میری ساری کیمونٹی میری قوم گزری ہے 09-2008ء کی بات ہے جب ہمارا قتل عام ہو رہا تھا کسی کو مارا گیا تھا لوگ ہمارے یوتھ بائی پاس پر جا کے وہاں احتجاج کیا تھا۔ لیکن ہماری پولیس اور ہماری اینٹی ٹیررسٹ فورس نے دس نوجوانوں کو ان کی چھاتیوں پر گولیاں ماریں مجھے معلوم ہے آج ان کی فیملیز جو یہاں اللہ تعالیٰ ان کو شفاء دے جو زخمی یہاں پڑھے ہوئے ہیں ان کی فیملیز ان کی ماؤں پر کیا گزرتی ہوگی وہ تو مجھے معلوم ہے میں احساس کررہا ہوں بلکہ ہمارے سارے ساتھی ہر باشعور شخص وہ یہ احساس رکھتا ہے وہ محسوس کررہا ہے۔ جناب اسپیکر! ہم نے اُس وقت بھی کہا تھا اب بھی کہیں گے کہ اگر کہیں پے سول لائیز دنیا میں کہیں ناانصافی ہے کہیں پے کوئی انتشار ہے یا جو آپ محسوس کررہے ہیں کہ یہ crowd یا یہ موت کوئی خطرے کی گھنٹی ہوگی یا دوسرا ہوگا وہ تو پرامن تھا۔ لیکن آپ کو کس نے اجازت دی ہے آپ کو تو یہ اجازت ہے سب سے پہلے ان کو threat کریں ان کو کچھ سنادیں کہ یہ غیر جمہوری طریقہ ہے دوسری بات یہ ہے کہ civilize دنیا میں عموماً اس طرح کے احتجاج کو منتشر کرنے کے لئے بھی آپ کو چاہیے تھا کہ بھائی وہاں ٹینکر use کرتے ہیں، پانی کا ٹینکر use کیا جاتا ہے۔ اور پانی کے ٹینکر سے اگر کچھ نہیں بنا تو آپ آنسو گیس use کرسکتے ہیں۔ اُس سے اگر کچھ نہیں بنا تو آپ ربڑ کی گولیاں use کرینگے ہماری فورسز۔ ربڑ کی گولیاں اگر آپ استعمال نہیں کرینگے آخر تک جائیں گے پھر بھی۔ آپ چھاتی اور سروں میں گولی نہیں مار سکتے۔ آپ اُن کے پاؤں پر گولی ماردیں پھر بھی صحیح ہے۔ کم از کم وہ زخمی تو ہوجائینگے بچ تو جائینگے اس میں۔ تو اس لئے ہماری کوشش یہ ہے کہ ہماری حکومت بلکہ ہمارا ملک ہمارا صوبہ اب اس چیز اکائی سے attitude کا ہم متحمل نہیں ہوسکتے۔ یہ تو direct جو عوام کو اداروں کے ساتھ confrontation میں لانے کی ایک کوشش ہے۔ اور کر کون رہا ہے اُسکے محرکات کو جاننا ہوگا۔ اُن کو point out کرنا ہوگا۔ اُن کے خلاف مطلب جو جنہوں نے غلط کی ہے خصوصاً 14 اگست کے دن۔ جس کسی نے غلط کیا ہے کم از کم اُن کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے تاکہ آنے والے دنوں میں یہ behavior کسی ہمارے ادارے میں کسی بھی ہماری فورس میں نہ رہے۔ ابھی مَیں ختم کرتا ہوں تھوڑی دیر پہلے پولیس کی طرف سے کوئی موجود نہیں تھا آپ باور کریں ایک ہمارا ڈی ایس پی مجھے شکایت ملی مَیں نے کہا آپ لوگوں نے application دی ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ جی ہم جارہے ہیں application کے لئے۔ DSP سرعام ہمارے ایک لیکچرر کو تھپڑیں رسید کرتا ہے، اگر یہ attitude اور مَیں نے فدا صاحب کو بولا بھی ہے۔ کہ بھائی ایک بندہ ہے میری اپنی کیمونٹی ہے سرعام ہمارے ساتھ شاید سی ٹی وی کیمرے سے ہم معلوم بھی کرسکتے ہیں کہ

سرعام لوگوں کوڈنڈے مار رہے ہیں روڈوں پرڈنڈے مارے ہیں لیکچررز بیٹھے ہوئے ہیں۔لیکچررکواُٹھاکے تھپڑ مار رہے ہیں۔تواس طرح کا behavior اس طرح کا mindset سب سے پہلے ہمارے اداروں کے لئے مفیدنہیں ہے بلکہ یہ نقصاندہ ہےاورہم اس چیز کے متحمل نہیں ہوسکتے ہیں۔تو میری دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ زخمیوں کو صحت دے دے اور شہیدوں کے لواحقین سے مَیں تعزیت کرتا ہوں ۔اور یہ میرا مطالبہ ہے کہ اُن کے لئے compensation بھی دیا جائے۔بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ عبدالخالق ہزارہ صاحب۔جی احسان شاہ صاحب مختصر بات کریں۔

جناب سیداحسان شاہ (وزیرصحت): شکریہ جناب اسپیکر!مَیں آپ کے تہہ دل سے ممنون ہوں آپ نے اظہارخیال کا موقع عنایت فرمایا۔جناب والا!اے این پی کا جودکھ اور درد ہے اُس میں ہم تمام اسمبلی اور تمام پارٹیوں کے دوست تقریباً شامل حال ہیں۔اورمَیں ANP کی قیادت کومبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس ماحول میں بھی اُنہوں نے جس صبراورتحمل کا مظاہرہ کیا اور اُنہوں نے جو مطالبات رکھے ہیں بالکل آئین اورقواعدوقانون کے مطابق ہیں۔توجناب والا!مَیں پاکستان نیشنل پارٹی کی جانب سے اپنی جانب سے وہ جوشہید ہوئے ہیں اُن کے لواحقین سے تعزیت کرتا ہوں اور جو ANP کا مطالبہ ہے جوڈیشل کمیشن کا۔اورآئین اورقانون کے اندر رہتے ہوئے ایک رپورٹ آنی چاہیے اور صحیح معنوں میں تحقیقات ہونی چاہیے۔مَیں اُس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔جناب والا!یہ واقعہ میرے حلقے میں بھی پیش آیا تھا۔ڈاکٹرحیات شہیداُن کو وہاں اُن کے والدہ اور والد کے سامنے شہید کیا گیا۔اور پورے پاکستان میں اور دنیا بھر میں اُس کی وِڈیو وائرل ہوئی اور اُس کے فوٹو آئے۔لیکن موقع پر جو آئی جی ایف سی شہید ابھی جوشہید ہوئے ہمارے جنرل سرفرازعلی صاحب،اُنہوں نے بروقت موقع پروہی آرڈر دیا کہ جی اب اس بندے کا ایف سی فورس سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ سپاہی اب قاتل کے سوا کچھ نہیں ہے۔اورالحمدللہ اُنہوں نے جس فراخدلی اور جس طرح سے لوگوں کا حوصلہ اوراعتماد بحال کیا اور وہ شخص اب سزائے موت اُن کو ہوچکی ہے۔سپاہی کوسیشن کورٹ تربت سے اُن کوسزائے موت کی آرڈر ہوئے ہیں اب وہ شاید ہائی کورٹ میں ہے کیس یا کہاں پر ہے۔تومَیں چاہتا ہوں کہ ذمہ داروں کا تعین ہو۔اورتاکہ آئندہ ایسے واقعات پیش نہ آئے۔شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ شاہ صاحب۔جی مٹھا خان کاکڑ صاحب۔

جناب مٹھاخان کاکڑ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مہربانی جناب اسپیکر! (پشتو) کمہ پارونئی واقعہ سی جوڑ اسوے دہ یہ ہرنائی کیی۔زہ دہ دے سخت مذمت کوم۔زکہ سی دادِنورحالات خراب شی۔سی کم حالات

خراب دیي موژ دغه نا سو کنٹرول ولے مزید نور حالات خرابه ویي ۔ زه دے ډیر مذمت کوم او پسماندگانوں ته دعا کوم ،سه خدائی پاک ده دوئی دا زړه وسیله وکیي او اللہ ده له نور و پریشانیوں سه دی اوساتی ۔ مہربانی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ جو تحریک التوا پر بحث ختم ہوگئی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تمام معزز اراکین اسمبلی کو مطلع کیا جاتا ہے کہ 1972ء میں پہلی بلوچستان اسمبلی معرضِ وجود میں آئی تھی اور اس کا باقاعدہ پہلا پارلیمانی اجلاس 2 مئی 1972ء کو منعقد ہوا تھا۔اس وقت سے لیکر اب تک بلوچستان اسمبلی کے 50 سال مکمل ہوگئے لہٰذا اسمبلی کی 50 سالہ کارکردگی کی بابت ایک مختصر رپورٹ مرتب کی گئی ہے جو آپ تمام معزز اراکین کے سامنے رکھ دی گئی ہے اُمید ہے کہ آپ اس سے استفادہ کرینگے ۔شکریہ۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر خوراک): اسپیکر صاحب یہاں کچھ رولنگ تو دے دیں کہ اگر ہماری کوئی انکوائری ٹیم بن جائے اور FIR کی اُس کے انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں۔تو آپ اس کو پھر نمٹا دیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اس پر اگر سی ایم صاحب یا وزیر داخلہ صاحب ہوتے۔ وہ اس پر جو ہے۔۔۔

میر احمد نواز بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! اس کو مشترکہ تحریک التوا کر دیں۔

وزیر خوراک: مشترکہ تحریک التوا کر دیں پھر رولنگ دے دیں۔بغیر رولنگ کے تو نہیں ہم کہہ سکتے ہیں آپ کس طرح۔۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک التوا پر بحث ہوگئی۔اور بحث ختم ہوگئی ہے۔اب اسمبلی کی کارروائی کی طرف آتے ہیں۔سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔۔۔

وزیر محکمہ خوراک: جناب اسپیکر! کچھ تو دے دیں۔کوئی جوڈیشل کمیشن کی انکوائری کی۔ کچھ تو بتا دیں کہ کیا کرنا ہے آگے ہمیں۔آپ تحریک التوا کو کس طرح نمٹائیں گے۔آپ ہمیں تسلی تو نہیں دے سکتے ہیں۔آپ کوئی تسلی تو دے دیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اس پر سی ایم صاحب اور وزیر داخلہ صاحب۔۔۔

وزیر محکمہ خوراک: آپ اُن کو ہدایات جاری کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔جب تک آپ رولنگ نہیں دینگے۔ کم از کم اُن کے مطالبات ،FIR درج کرنے کی، جوڈیشل انکوائری کا تو آپ دے سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب آپ اور زمرک خان پہلے بھی اسمبلی میں وقت گزار چکے

ہیں۔تحریک التوا پر صرف بحث ہوتی ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں، نہیں بحث بھی ہوتی ہے، آپ کی رولنگ بھی چاہیے۔ یہ خدارا اس طرح نہ کریں ۔لوگ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں لاش پڑی ہوئی ہے ۔لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ اس طرح باتیں کررہے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اس پر سی ایم صاحب یا ہوم منسٹر صاحب آپ لوگوں کو بتا سکتے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: ہمارے وزراء بیٹھے ہوئے ہیں۔اس طرح تو نہیں ہوگا ہم کس لئے اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر ہمارا یہاں بیٹھنے کا کیا فائدہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: سرکاری کارروائی برائے قانون سازی کی طرف آتے ہیں ۔تحریک التوا پر بحث مکمل ہو چکی ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں یہ بحث اس طرح مکمل نہیں ہوتی ہے۔سر! یہ جو قانون آپ لا رہے ہیں۔ اس کو بھی اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے نہیں کیا گیا ہے۔اس کو بھی آپ exempt کررہے ہیں اس کو کم ازکم اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے تو کردیں۔ یہ جو بلوچستان میڈیکل وہیکل جو آپ کا وہ ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ایک بار جو پیش ہو جائے اُس کے بعد آپ لوگوں سے رائے لی جائیگی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: پہلے آپ سے ریکویسٹ یہ ہے کہ آپ رولنگ دے دیں۔ہم پھر ہاؤس سے بائیکاٹ کریں گے۔آپ کے اُس کے خلاف۔

جناب قائم مقام اسپیکر: سی ایم صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: رولنگ تو دے دیں۔رولنگ نہیں دو گے، تو اس طرح کیا فائدہ ہوگا لوگ اُدھر بیٹھے ہوئے ہیں لاش لیکے۔ہم اپوزیشن والے یہاں بیٹھے ہیں۔کم ازکم دیکھیں! آپ رولنگ دے دیں ورنہ ہم اس ہاؤس کا حصہ نہیں بنیں گے۔ہم اپنے عوام کو بتانا چاہتے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: مولوی نور اللہ صاحب کیوں کھڑے ہوئے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: ہم واک آؤٹ کریں گے ہم ہاؤس کا حصہ نہیں بنیں گے۔نہیں بنیں گے۔آپ کے جو قوانین ہیں اس کو بھی ہم منظور نہیں کرنے دینگے۔ یہ طریقہ تو نہیں ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: **سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔ بلوچستان موٹر وہیکل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2022ء) کا پیش کیا جانا۔**

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ ٹرانسپورٹ بلوچستان موٹر وہیکل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2022ء) پیش کریں۔ملک نعیم صاحب! آپ صوبائی وزیر ہیں آپ قانون پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں پیش کرنا ملک صاحب۔آپ کی پارٹی کا بندہ شہید ہوا ہے۔آپ پیش نہ کریں چھوڑیں اس قانون کو۔ہماری جانوں کو خطرہ ہے اُدھر موٹر وہیکل ایکٹ آرہا ہے۔نہیں ہم اس طرح پیش نہیں کرینگے۔جب تک آپ رولنگ نہیں دینگے قانون پیش نہیں کرینگے ملک صاحب۔وہ پارٹی کا پابند ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ملک نعیم بازئی صاحب! قانون پیش کریں۔نعیم بازئی صاحب! آپ اسپیکر کا مانیں گے کہ آپ ایم پی اے کا۔آپ قانون پیش کریں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: اسپیکر صاحب! مَیں معاملہ کو آسان کرتا ہوں آپ چیف منسٹر اور ہوم منسٹر کو مخاطب کر کے اس مسئلے کو اُن کے حوالے کریں کہ تحقیقات ہو۔تو کوئی اتنا نہیں ہے یہ رولنگ تو دے سکتے ہیں۔اتنی رولنگ تو دے دیں آپ کسی کو مخاطب تو کریں۔آپ آئی جی کو کریں۔آپ ہوم منسٹر کو کریں۔آپ ہوم سیکرٹری کو کریں۔آپ چیف منسٹر کو کرو کسی کو تو کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! آپ اجلاس کو postpond کریں وزیر اعلیٰ صاحب کوئٹہ میں ہیں وزیر داخلہ صاحب کوئٹہ میں ہیں اجلاس دس پندرہ منٹ کے لئے postpond کریں دوبارہ آکر وہ جواب دے دیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: ابھی ایک تحریک التوا پر جب بحث ہوتی ہے پھر وہ اکثریت میں قرارداد کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ملک نعیم بازئی صاحب! آپ بل پیش کریں۔زیرے صاحب! آپ لوگ 24 گھنٹے وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ہم نے اُس کو دیکھا نہیں ہے آپ کہتے ہیں کہ چوبیس گھنٹے میں۔ہم نے اُس کو چوبیس دن ہوئے ہیں اُس کو نہیں دیکھا ہے عجیب سی بات آپ کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب چوبیس گھنٹے وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ ہوتے ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: بات سنیں،قانون یہ کہتا ہے کہ التوا پر جب بحث ہوتی ہے اور پھر وہ اکثریت رائے سے قرارداد کی شکل اختیار کرتی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اُس پر صرف بحث ہوتی ہے زمرک اچکزئی صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: complete ہوتی ہے اکثریت رائے سے وہ منظور ہوتی ہے پھر وہ قرارداد کی شکل اختیار کرتی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: کس رول کے تحت؟

انجینئر زمرک خان اچکزئی: پھر اس کو ہم قرارداد کی شکل میں لائیں گے وہ مشترکہ قرارداد بن جائے گی آپ اتنا تو آسان کرلیں کہ ہوم منسٹر کو مخاطب تو کریں کہ یہ مسئلہ حل کرلیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آپ ملک نعیم بازئی صاحب کو مشکل میں ڈال رہے ہیں۔ ملک صاحب! آپ مسودہ قانون پیش کریں۔

جناب نصر اللہ زیرے: ملک صاحب کیوں وہ دوسرے دن پیش کریں گے اس میں کونسی مشکل والی بات ہے آج پیش نہیں ہوا اگلے اجلاس میں پیش ہوگا۔ دوسرے اجلاس میں بھی پیش نہیں ہوا تھا۔ کونسا آسمان گرا تھا۔ احتجاجاً پیش نہیں کریں اسطرح نہیں ہوگا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ملک نعیم بازئی صاحب! مسودہ قانون پیش کریں ورنہ پھر ہم کارروائی کو آگے بڑھائیں گے۔

جناب نصر اللہ زیرے: بس آگے بڑھائیں ہم احتجاج کریں گے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: جناب اسپیکر! اس تحریک التوا کا کیا مطلب رزلٹ آیا کوئی رزلٹ تو دے دیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زمرک خان اچکزئی صاحب اگر اس پر کوئی رولنگ بنتی، یہ تحریک التوا ہے اس پر آپ لوگوں نے تفصیلی بحث کی۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: پھر ہم اس کو قرارداد کی شکل دے دیں؟

جناب قائم مقام اسپیکر: قرارداد کی شکل میں دے نہیں سکتے ہیں کس رول کے تحت قرارداد کی شکل دیں گے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: کونسا رول ہے نہیں ہے قانون؟ اُٹھالیں اگر قرارداد نہیں بن سکتی ہے تو پھر میں بالکل چھوڑ دوں گا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آپ 75(2) پڑھ لیں اُس میں صاف صاف لکھا ہوا ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: آپ 75(2) پڑھوا لیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: سیکرٹری صاحب اِن کو یہ بھیج دیں۔

میر اسداللہ بلوچ (وزیر زراعت وکوآپریٹوز): میرے خیال میں اِس تحریک التوا پر بحث کی اور اس کو سپورٹ بھی کیا۔ ہم نے بھی اپنی پارٹی کی جانب سے میں بھی سپورٹ کرتا ہوں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ سرکار کے مؤقف کے بغیر آپ کوئی رولنگ نہیں دے سکتے یہ سارے سینئر ہیں اس چیز کو جانتے ہیں، رول کو بھی جانتے ہیں ساری چیزیں وزیر داخلہ، وزیر اعلیٰ کی موجودگی میں وہ اپنا مؤقف حکومت کی جانب سے اپنا مؤقف رکھیں گے اس کے بعد پھر آپ کچھ کر سکتے ہیں ان کو سنے بغیر آپ کوئی رولنگ نہیں دے سکتے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: میر صاحب! آپ نے بات کی میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ دیکھیں کہ پاور ہوتا ہے اسمبلی آف پارلیمان کے پاس۔ اسپیکر صاحب نے ابھی ہماری تحریک التوا کو بحث کے لئے منظور کیا اس کے لیے بھی میں ان کا مشکور ہوں میں یہ نہیں کہتا ہوں اور یہ پاور بھی انکے پاس بھی ہوتی ہے اور ممبرز کے پاس بھی ہوتی ہے کہ وہ کسی قانون کو اکثریت رائے سے بھی منظور کر سکتے ہیں۔ آپ ایکٹ لاتے ہیں۔ آپ کسی پارلیمان میں چینج لاتے ہیں، تو وہ سب اس پارلیمان کے ممبرز کی اکثریت رائے سے ہوتی ہے اکثریت رائے یہ کہہ رہی ہے کہ میں ان سے وہ رولنگ نہیں چاہتا ہوں جس میں اُس کے لئے مسئلے بنیں۔ میں اتنا چاہتا ہوں کہ اپنے اس شہید کے لواحقین کو کچھ تسلی ملے۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جی اگر اس پر انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں۔ تو ہمیں اسکی رولنگ میں کیا خرابی ہوسکتی ہے۔ اگر ناجائز ہوا ہے تو ناجائز کو ناجائز کہیں اگر حق ہوا ہے تو حق پر حق کی بات کریں یہ خود اپنی طرف سے بھی بات کر سکتے ہیں۔ اسپیکر کو کس نے روکا ہے کہ بات نہیں کر سکتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ہم کارروائی آگے بڑھاتے ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: آپ یہ بات تو کرلیں ہمیں تھوڑی سی تسلی تو دیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: سیکرٹری صاحب! وزیر داخلہ کی معلومات کرلیں کہ وہ کہاں ہیں اگر وہ آس پاس ہیں تو انہیں بلایا جائے اور اس پر ہمیں وزیر داخلہ صاحب بتادیں گے۔ اگر وہ گھر میں ہیں یا آس پاس ہیں ان کو بول دیں کہ اسمبلی آجائیں اور اس معاملے پر ہمیں بتادیں کہ سرکار کا کیا موقف ہے اس پر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ملک نعیم بازئی صاحب میرے خیال میں تو آپ نے پیش نہیں کرنا ہے۔ آگے آتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ٹرانسپورٹ: مَیں پارلیمانی سیکرٹری ملک نعیم بازئی وزیر برائے محکمہ ٹرانسپورٹ کی جانب سے بلوچستان موٹر وہیکل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2022ء) پیش کرتا ہوں

جناب قائم مقام اسپیکر: بلوچستان موٹر وہیکل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2022ء) پیش ہوا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ ٹرانسپورٹ! بلوچستان موٹر وہیکل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2022ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ٹرانسپورٹ: میں پارلیمانی سیکرٹری ملک نعیم بازئی وزیر برائے محکمہ ٹرانسپورٹ کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان موٹر وہیکل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2022ء) کو قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے Exempt قرار دیا جائے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب اسپیکر! دیکھیں رولز اور ریگولیشن ہوتے ہیں۔ یہ اسمبلی موجود ہے اس کی سٹینڈنگ کمیٹی موجود ہے۔ تو یہ سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جائے تاکہ ہم اس کو thoroughly study کرسکیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب اس پر رائے لیتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: سٹینڈنگ کمیٹی کس لئے بنی ہوئی ہے سٹینڈنگ کمیٹیاں کس لئے بنی ہوئی ہیں۔ یہ بلڈوز کرنے والی بات ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی آیا بلوچستان موٹر وہیکل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2022ء) کو قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے Exempt قرار دیا جائے۔ جو اس کے حق میں ہیں وہ ہاتھ اٹھالیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان موٹر وہیکل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2022ء) کو قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے Exempt قرار دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ ٹرانسپورٹ بلوچستان موٹر وہیکل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانو نمبر 24 مصدرہ 2022ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ٹرانسپورٹ: میں پارلیمانی سیکرٹری ملک نعیم بازئی، وزیر برائے محکمہ ٹرانسپورٹ کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان موٹر وہیکل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2022ء) کو فی الفور زیرغور لایا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔آیا بلوچستان موٹر وہیکل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2022ء) کو فی الفور زیرغور لایا جائے؟

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان موٹر وہیکل کا ترمیمی مسودہ قانو مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2022ء) کو فی الفور زیرغور لایا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ ٹرانسپورٹ! بلوچستان موٹر وہیکل کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2022ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ٹرانسپورٹ: میں پارلیمانی سیکرٹری ملک نعیم بازئی وزیر برائے محکمہ ٹرانسپورٹ کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان موٹر وہیکل کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2022ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔آیا بلوچستان موٹر وہیکل کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2022ء) کو منظور کیا جائے۔ہاں یا ناں میں جواب دیں۔ تحریک منظور ہوئی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بلوچستان موٹر وہیکل کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2022ء) کو منظور کیا جاتا ہے۔

وزیر محکمہ صحت: جناب اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ایک بار بل پاس ہوں گے شاہ صاحب پھر آپ بات کرسکیں گے۔ بلوچستان کیڈٹ کالجز کا (ترمیمی) کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 25 مصدرہ 2022ء) کا پیش کیا جانا۔وزیر برائے محکمہ تعلیم بلوچستان کیڈٹ کالجز کا (ترمیمی) کا مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 25 مصدرہ 2022ء) پیش کریں۔

وزیر زراعت وکوآپریٹوز: وزیر تعلیم کی جانب سے میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی۔

وزیرزراعت وکوآپریٹوز: میں اسداللہ بلوچ، وزیر برائے محکمہ زراعت، وزیر تعلیم کی جانب سے بلوچستان کیڈٹ کالجز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر25 مصدرہ 2022ء) پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بلوچستان کیڈٹ کالجز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر25 مصدرہ 2022ء) پیش ہوا۔

وزیر برائے محکمہ تعلیم بلوچستان کیڈٹ کالجز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر25 مصدرہ 2022ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔ جی آپ دوسرا پڑھیں۔

وزیرزراعت وکوآپریٹوز: میں پیش کرنا چاہتا ہوں وزیر تعلیم کی جانب سے میں اسداللہ بلوچ وزیر برائے محکمہ زراعت وزیر تعلیم کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان کیڈٹ کالجز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر25 مصدرہ 2022ء) کو قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے Exempt قرار دیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان کیڈٹ کالجز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر25 مصدرہ 2022ء) کو قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے Exempt قرار دیا جائے؟ ہاں یا ناں میں جواب دیں جو حق میں ہیں ہاتھ کھڑے کریں۔

وزیرزراعت وکوآپریٹوز: اس میں جناب اسپیکر صاحب! چونکہ میں پیش بھی کر رہا ہوں اس سلسلے میں اگر اس کو ہم کمیٹی کے حوالے کریں اس میں کوئی قدغن نہیں ہے۔ کیونکہ بلوچستان ہم سب کا ہے۔۔۔(ڈیسک بجائے گئے) تعلیمی معیار کی بات ہو رہی ہے۔ ساتھیوں سے ہمیں اتنا ڈرنا نہیں چاہیے کہ کہیں کمیٹی کے ہاں جائے گا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بلوچستان کیڈٹ کالجز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر25 مصدرہ 2022ء) کو متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش ومنظور کیا جانا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: چیئرمین مجلس قائمہ برائے محکمہ لوکل گورنمنٹ بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر17 مصدرہ 2022ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

جناب قادر علی نائل: مَیں چیئر مین مجلس قائمہ برائے محکمہ لوکل گورنمنٹ تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 17 مصدرہ 2022ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ کو ایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 15 اگست 2022ء تک کی توسیع دینے کی منظوری دی جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی ۔ آیا بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 17 مصدرہ 2022ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ کو ایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 15 اگست 2022 تک کی توسیع دینے کی منظوری دی جائے؟

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 17 مصدرہ 2022ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ کو ایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 15 اگست 2022 تک کی توسیع دینے کی منظوری دی جاتی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: چیئر مین مجلس قائمہ بر محکمہ لوکل گورنمنٹ کی رپورٹ بر بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 17 مصدرہ 2022ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ کو ایوان میں پیش کریں۔

جناب قادر علی نائل: مَیں چیئر مین مجلس قائمہ بر محکمہ لوکل گورنمنٹ کی رپورٹ بر بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 17 مصدرہ 2022ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ کو ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! اس پر مَیں اپنی رائے دوں گا مَیں اپنی قوم کی رائے دوں گا مَیں اپنی پارٹی کی رائے دوں گا۔ جناب اسپیکر! جب تک آپ میری رائے نہیں لیں گے یہ نامکمل ہوگا ان کی خام خیالی ہے یہ جناب اسپیکر۔۔۔(مداخلت)

جناب قائم مقام اسپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ لوکل گورنمنٹ بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 17 مصدرہ 2022ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! اس پر میری رائے آپ سُن لیں جب تک آپ رائے نہیں سنیں گے یہ نامکمل ہوگا۔ جناب اسپیکر! پھر وہی صورتحال ہوگی جب تک آپ کوئٹہ کے تمام اسٹیک ہولڈرز کو آپ نہیں سنیں گے جب تک اُن کی منظوری سے آپ ناں اس بل پر آپ consensus پیدا نہیں کریں گے لوکل گورنمنٹ پر، بلدیات پر، پھر 1992ء کا وہ ناں وہ دوبارہ وہ دَور آئے گا جناب اسپیکر! اس بل پر ہمارا اعتراض ہے۔ اس بل پر جو ہے ناں اس پر ہماری پارٹی کا اعتراض ہے ہماری قوم کا اعتراض ہے۔ اس پر ہم آخری حد تک جائیں گے۔ ہم نے وزیر اعلیٰ سے بھی کہا ہے۔

جناب خلیل جارج بھٹو: مَیں خلیل جارج پارلیمانی سیکرٹری وزیر برائے لوکل گورنمنٹ کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 17 مصدرہ 2022ء) کی بابت مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیرغور لایا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی، آیا بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 17 مصدرہ 2022ء) کو بابت مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے؟

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! لہٰذا میں جناب اسپیکر! ابھی آپ نے اس کو غیر قانونی طور پر منظور کرانے کی کوشش کی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 17 مصدرہ 2022ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیرغور لایا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ لوکل گورنمنٹ، بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 17 مصدرہ 2022ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں ۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب خلیل جارج بھٹو: مَیں خلیل جارج پارلیمانی سیکرٹری وزیر برائے لوکل گورنمنٹ کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 17 مصدرہ 2022ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر!۔۔۔(مداخلت۔شور)

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔زیرے صاحب!اگر آپ شور کریں گے تو مجھے مجبوراً سارجنٹ ایٹ آرمز کو بھیجنا ہوگا آپ کے پاس۔تحریک پیش ہوئی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا(ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء(مسودہ قانون نمبر 17 مصدرہ 2022ء) کومجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے؟

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔بلوچستان لوکل گورنمنٹ کا(ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 17 مصدرہ 2022ء) کومجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔۔۔(مداخلت۔شور)

جناب قائم مقام اسپیکر: سرکاری قراردادیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: میر اسداللہ بلوچ، میر نصیب اللہ مری، جناب محمد خان لہڑی،صوبائی وزراء ملک نعیم بازئی پارلیمانی سیکرٹری، جناب عبدالواحد صدیقی، جناب نصراللہ خان زیرے، جناب اصغر علی ترین اور جناب قادر علی نائل، ارکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرادادنمبر **147** پیش کریں۔۔۔۔ (مداخلت۔شور)

وزیر زراعت وکوآپریٹوز: ہرگاہ کہ مورخہ 02 جولائی 2022ء سے صوبہ بھر کے تقریباً تمام اضلاع میں حالیہ تباہ کن بارشوں، سیلابی ریلوں اور طوفانی بادوباراں کی وجہ سے ہزاروں گھر،سینکڑوں گاؤں اور دیہات صفحہ ہستی سے مِٹ گئے۔ایک اندازے کے مطابق صوبہ بھر سے سو سے زائد قیمتی جانوں کا ضیاع اور سینکڑوں مال مویشی سیلاب کی نظر ہوگئے۔اور مختلف جگھوں پر سیلابی ندی نالوں میں طغیانی آنے سے مزید تباہی ہوئی،جس سے کھجور، انگور، انار اور سیب کے تیار باغات، پیاز اور کپاس کی فصلات اور بندات مکمل تباہ اور اکثر علاقوں میں بندات ٹوٹ گئے ہیں۔جس سے عوام کی معاشی زندگی بری طرح متاثر ہوئی ہے۔اِس کے علاوہ علاقے میں لگے ٹیوب ویلز تباہ جبکہ سولر سسٹم تیز آندھی اور ژالہ باری کی وجہ سے ٹوٹ گئے ہیں جو کہ استعمال کے قابل نہیں رہے۔ اور اِس کے ساتھ ساتھ رابطہ سڑکیں بھی تباہ ہوئی ہیں جن پر سفر کرنا محال ہوگیا ہے اس وجہ سے صوبہ کے تمام زمیندار نان شبینہ کے محتاج ہوگئے ہیں۔۔۔(مداخلت۔شور)

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے! آپ خاموش ہو رہے ہیں کہ سارجنٹ صاحب سے کہہ دوں کہ آپ کو نکال دے۔۔۔(مداخلت۔شور) سارجنٹ صاحب! زیرے کو ایوان سے نکال دیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: مَیں اس ایوان سے واک آؤٹ کرتا ہوں آپ کے روّیہ کے خلاف مَیں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔مَیں اِس ایوان سے واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: سارجنٹ صاحب! زیرے کو ایوان سے نکال دیں۔فوری طور پر اِس کو نکال دیں ایوان سے۔

وزیر زراعت وکوآپریٹوز: چونکہ صوبہ میں حالیہ بارشوں کے باعث بڑے پیمانے پر تباہ کاریاں ہوئی ہیں اور اِن نقصانات کا ازالہ کرنا صوبائی حکومت کے محدود وسائل کے باعث ناممکن ہے لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ صوبہ کے عوام کے نقصانات کا ازالہ کرنے کی بابت فی الفور 50 سے 60 ارب روپے کا خصوصی پیکج دینے نیز آفت زدہ اضلاع کی بجلی، گیس، پانی اور زرعی قرضوں کو معاف کرنے اور صوبہ کے زمینداروں کو سبسیڈی ریٹ پر 10 ہزار ٹریکٹرز اور 200 بلڈوزرز فراہم کرنے کو یقینی بنائیں۔تاکہ صوبہ کے عوام میں پائی جانے والی بے چینی اور احساس محرومی کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: قرارداد تو پیش بھی ہوگئی۔ آپ نے بات بھی کرلی میر صاحب! اسکی admissibility پر ابھی بات کریں گے؟

وزیر زراعت وکوآپریٹوز: اِس پر میں بات کرونگا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

وزیر زراعت وکوآپریٹوز: جناب اسپیکر صاحب! پورے پاکستان میں اِس میں کوئی شک نہیں کہ مون سون کی بارش کی جولہر تھی، نقصانات تو پورے ملک میں ہوئے ہیں، سندھ، KPK اور پنجاب، جہاں تک بلوچستان کے معاشی، معاشرتی حالات ہیں قدرت کی جانب سے یہاں طوفان زلزلے وبا بھی آتی رہتی ہے قدرت وہ طاقت ہے کہ اُنکے سامنے ہم بے بس ہیں ہم کچھ نہیں کر سکتے۔لیکن جہاں کہیں ریاست اور حکومت کی ذمہ داریاں ہوتی ہیں اُن ذمہ داریوں کو پوری کرنا وقت کے حکمران اور ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ بلوچستان میں 50 سال کے دوران پوری history میں اگر آپ دیکھیں کہیں اتنے بڑے پیمانے پر تباہی نہیں ہوئی ہے۔لوگوں کی جتنی بھی فصلات تھیں کھجور کی فصل، پیاز کی فصل، کپاس کی فصل تمام جتنے بھی کاشتکار تھے زمیندار تھے اُن کی فصلیں تباہ ہوگئی ہیں مزید لوگوں کے جو solar system تھے ٹیوب ویلز تھے یہ بھی تباہ اور برباد ہوگئے ہیں۔ اِس وقت ہمارے لوگوں کی معاشی حالت اُس position پر ہے کہ وہ bank سے قرضہ بھی نہیں لے سکتے کہ پہلے سے قرضہ اُن کے اوپر ہے، کسی دُکاندار کے پاس جاکے وہ loan بھی نہیں لے سکتے تو ہم سمجھتے ہیں بلوچستان

گورنمنٹ کی اتنی گنجائش بھی نہیں ہے کہ اِتنے بڑے نقصانات کو بلوچستان گورنمنٹ ہی پورا کر سکے۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ مشترکہ قرارداد وفاقی گورنمنٹ کی اِس وقت ذمہ داری بنتی ہے اخلاقی، قانونی، آئینی کہ بلوچستان اِس وقت جس مشکل گھڑی میں ہے، بلوچستان کے کسان بلوچستان کے غریب لوگ جن کے گھر گر گئے ہیں جن کی چار دیواریاں گر گئی ہیں جن کے ٹیوب ویلز ختم ہوئے جنکے solar system تباہ ہوگئے، اِس وقت وفاقی گورنمنٹ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ایک ہنگامی، جامع package بلوچستان کو دے اور یہی رشتہ ہے ریاست کا اپنی اکائیوں کے ساتھ یہی بہتر رشتہ ہے اور اِس رشتہ کو نبھانے کی خاطر یا تصور دینے کی خاطر کہ پاکستان کی ساری اکائیاں ایک umbrella کے طور پر اگر وفاق ہے فیڈریشن ہے اس کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اِس مشکل گھڑی میں بلوچستان کے کسانوں کے ساتھ بلوچستان کے جو لوگ زمیندار تھے اُن کے ساتھ تعاون کرے ہم مطالبہ اِس قرارداد کے رُو سے کر رہے ہیں، اِس کے حوالے سے ہمارے جتنے بھی زرعی loan ہیں وہ معاف کرے بجلی کے جو بلز ہیں وہ معاف کرے اور اِس کے ساتھ بلوچستان میں 10 ہزار ٹریکٹر subsidy ریٹ پر ہمیں دے دے 2 سو بلڈوزر ہمیں فراہم کرے۔ تو اِس کے ساتھ ہی ہم نے ایک بڑے پیمانے پر چونکہ میں ایگریکلچر منسٹر ہوں اِس کے حوالے سے ہم نے بہت سے ڈسٹرکٹوں کا data بھی جمع کیا ہے تو ہم سمجھتے ہیں ہر ڈسٹرکٹ کے حوالے سے ہم نے جو تفصیلی جو جمع کئے ہیں مجموعی طور سے 50 سے 60 ارب کے نقصانات ہوئے ہیں۔ تو وفاق کی ذمہ داری ہے وفاق کو ہمیشہ نظر جو آتا ہے بلوچستان کی دولت بلوچستان مجموعی طور پر ساحل، بلوچستان کا ریکوڈک، بلوچستان کے جتنی mines ہیں وہ تو اُن کو نظر آ رہے ہیں۔ ٹھیک ہے بلوچستان کو جتنے بھی اللہ تعالیٰ نے وسائل دیئے ہیں اُنکو نظر آنا چاہیے۔ لیکن جہاں تک بلوچستان میں اِس وقت جو تباہی آئی ہے اِس رشتے کو نبھانے کیلئے مرکز کی ذمہ داری بنتی ہے کہ مرکز اِس وقت بلوچستان کو فوری طور پر ایک package دے دے۔ اگر اُنہوں نے بلوچستان کے عوام کو مایوس کیا اِس مشکل گھڑی میں بلوچستان کے اِس سخت معاشی تباہی کے حالات میں جو نان شبینہ کیلئے محتاج ہیں، میں تو سمجھتا ہوں کہ ایک خلا پیدا ہوگی ایک مایوسی ہوگی اور یہی مایوسی احساس محرومی میں تبدیل ہوگی احساس محرومی انارکی پیدا کریگا اور وہ انارکی اِس ریاست اِس ملک کے حق میں نہیں ہوگی تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک امتحان ہے اِس وقت مرکز کی جانب سے ایک امتحان ہے بڑی بڑی باتیں تو کر رہے ہیں شہباز شریف صاحب یہاں آئے اُنہوں نے باتیں کیں ساتھ ساتھ علامہ اقبال کا شعر بھی پڑھتا گیا اِس وقت شعر پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ عملی طور پر وہ ہم سے تعاون کریں عملی طور پر ہماری مدد کریں اِسی مہینے میں کریں تا کہ یہاں کے لوگ اِس وقت جو انتظار کر رہے ہیں کہ کچھ نہ کچھ اُنکو مل جائے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اِس

قرارداد کی اہمیت ہوگی اور اِس پر عملدرآمد ہوگا thank you جناب اسپیکر!

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی اکبر مینگل صاحب۔

جناب محمد اکبر مینگل: جناب اسپیکر صاحب! مشترکہ قرارداد نمبر 147 کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور یہ request بھی کرتا ہوں کہ اِس کو پورے ہاؤس کی مشترکہ قرارداد ہونی چاہیے۔ دوسری بات اِس وقت بلوچستان کے لوگ بے سروسامان، کھلے آسمان تلے، جن کے گھر گر گئے ہیں جنکی فصلیں تباہ ہوچکی ہیں جو اپنے تحصیل ہیڈکوارٹر سے یا جو main روڈ یا شاہراہ ہے اُس تک بھی اُنکے راستے بند ہوچکے ہیں آج تک وہ راستے کھلے بھی نہیں ہیں۔ اِس وقت بھی خضدار کراچی کا راستہ بند ہے اِس وقت، خضدار شہدادکوٹ کا راستہ بند ہے اِس وقت تو لوگ مفلوج ہوکے رہ گئے ہیں، بے سروسامان، تو مَیں سمجھتا ہوں کہ وفاق سے جو مطالبہ کیا گیا ہے کہ اتنے ارب۔ بلکہ میں کہونگا اگر اِس کی جو ضرورت ہے یا نقصانات ایک کھرب کی بھی اگر ہوگئی ہے تو وفاق کو ایک کھرب کم ازکم بلوچستان کو دینا چاہیے۔ جو اربوں ڈالر جو باہر سے آتے ہیں وفاق کیلئے اُس میں بلوچستان کا بھی حصہ ہے۔ ساحل سمندر بلوچستان کا استعمال ہوتا ہے۔ آپ کا صوبہ جو geostrategic کا اہمیت کا حامل ہے۔ جتنے بھی سارے جو آپ کے وسائل ہیں وہ بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو ایسے حالات میں بلوچستان کے لوگوں کو ہاتھ میں لینا چاہیے اُنکو اعتماد میں لینا چاہیے، اور اپنے وسائل کو بلوچستان کے عوام میں خرچ کرنا چاہیے۔ بلوچستان کی اکثریت آبادی وہ کچے مکانات میں رہتے ہیں جو مکمل طور پر ختم ہوچکے ہیں میں اپنے علاقے میں visit کرچکا ہوں، جو کہ 80 فیصد ختم ہیں جو 20 فیصد جو کچے مکانات ہیں وہ رہنے کے قابل نہیں ہیں۔ جو فصلات تھے جو بندات تھے وہ سارے بہہ گئے ہیں کوئی کاروبار نہیں ہے پورے سال کا جو اُنکا محنت تھا وہ ضائع ہوگیا ہے۔ تو bulldozer hours کی ضرورت ہے نئے bulldozers کی ضرورت ہے اور agriculture کی شعبے میں اُنکو مدد کی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں اِس وقت فوری طور پر قرضہ جتنے بھی ہیں اُنکو معاف ہونا چاہیے زرعی قرضات اور بجلی کے بل ہیں وہ معاف ہونا چاہیے اور جو causalties ہوئی ہیں اُنکی امداد ہونی چاہیے۔ compensation ہونی چاہیے۔ تو اِس مشترکہ قرارداد کو پورے ہاؤس کی طرف سے منظور کیا جائے اور بلوچستان کے عوام کو فوری طور پر وفاق سے اگر ہوسکتا ہے تو ایک مشترکہ کمیٹی بناکے اِسلام آباد بھیجا جائے۔ جس میں بلوچستان کے تمام پارٹیوں کی نمائندگی ہو۔ وہ وفاقی حکومت سے بات کرے تاکہ بلوچستان کے عوام کو فوری طور پر relief دیا جاسکے۔ جناب اسپیکر! لوگوں کے مال ومویشی زیادہ تر بلوچستان کے لوگوں کی زندگی کا جو دارومدار ہے وہ مال ومویشی پر ہے اور وہ مکمل طور پر ختم ہوچکا ہے تھوڑا بہت جو زمینداری پر تھا

وہ بھی ختم ہو چکا ہے۔ روڈیں جو بڑی شاہراہ ہیں وہ بہہ چکے ہیں جو پہاڑی راستوں میں ہماری آبادیاں ہیں وہ مکمل طور پر ہم سے کٹ چکی ہیں۔ تو ایسے حالات میں ہمیں وفاق کے پاس جانا چاہیے، مشترکہ کمیٹی ہونی چاہیے، تمام سیاسی جماعتوں کی نمائندگی ہونی چاہیے تاکہ وفاق کو آمادہ کرسکیں کہ بلوچستان کو اس بحران میں، اس دکھ کی گھڑی میں، اس درد کی گھڑی میں، اُس کو سینے سے لگانا چاہیے۔ وسائل صرف بلوچستان میں آپریشن پر خرچ کرنے کے لیے نہیں ہونے چاہیے۔ وسائل صرف بلوچستان میں ظلم و جبر کے لیے استعمال نہیں ہونے چاہیے۔ اگر کوئی وسائل ہیں تو یہاں کے فلاح و بہبود کے لیے ہونے چاہیے۔ rehabilitation کے لیے ہونے چاہیے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت بلوچستان کے لوگ وفاق کی طرف دیکھ رہے ہیں وفاق کو اس سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ دل کھول کر اپنا خزانہ کھول دینا چاہیے تاکہ بلوچستان میں زندگی اپنی ڈگر پر آسکے۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ نصراللہ خان زیرے کو مَیں نے آج کے اجلاس سے نکال دیا تھا اور اِس بنیاد پر دوبارہ واپس آنے دیا کہ وہ ہاؤس کی decorum کا خیال رکھیں گے۔ جی حاجی زابد علی ریکی صاحب!

حاجی زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! یہ سرکاری قرارداد جو ہمارے فاضل دوستوں نے لائی ہے بالکل واقعی بلوچستان میں 2 جولائی کو جو بارشوں کا تمام districts میں سیلابی ریلیاں، آکے ہزاروں گھر، بندے بھی شہید ہوگئے ہیں۔ agriculture کے مد میں تمام بلوچستان کے میں کہتا ہوں 75% سارے agriculture کے جتنے زمیندار ہیں چاہے اُن کی فصلات سیب ہو، کھجور ہو، پیاز ہو وغیرہ جو بھی ہیں وہ سارے تباہ ہوئے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب وفاق کو چاہیے کہ بلوچستان کے جن اضلاع میں جن districts میں نقصانات ہوئے ہیں اِن کا ازالہ کریں۔ وفاق، ٹھیک ہے اگر وفاق میں ہم وہاں پر اتحادی ہیں شہباز شریف وزیراعظم! براہِ مہربانی بلوچستان کو اس پیکج میں، مَیں کہتا ہوں کہ اس سیلاب کے طوفانی بارشوں سے ابھی بھی بارشوں کا سلسلہ مختلف districts میں جاری ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وفاق میں ہمارے جو Prime Minister ہیں، سو رہے ہیں پتہ نہیں آرہے ہیں خالی آرہے ہیں اور واپس جارہے ہیں کبھی کدھر آرہے ہیں کبھی کوئٹہ آرہے ہیں کبھی قلعہ سیف اللہ آرہے ہیں کبھی لسبیلہ آرہے ہیں خالی آنے پر جانے پر Prime Minister صاحب میاں شہباز شریف صاحب آپ مہربانی کریں ہمیں دھوکہ مت دیں، آپ پیکج اعلان کریں آپ کے آنے کی ضرورت نہیں ہے آپ بلوچستان کو پیکج دے دیں۔ بلوچستان کو مختلف حوالے سے چاہے روڈ کے حوالے سے ہو، چاہے زراعت کے حوالے سے ہو، چاہے ہمارے مال

ومویشیاں جو بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے بہہ چکے ہیں، اُن لوگوں کو اُن مال مویشیوں کو جتنے ہمارے لوگ وہاں پر جن کے نقصانات ہوئے ہیں ۔اُس لوگوں کو جلد از جلد وفاق چاہے پرائم منسٹر ہو اُن لوگوں کو ریلیف دی جائے۔ جناب اسپیکر صاحب ہم اس حوالے سے چُپ نہیں بیٹھیں گے کہ وفاق میں ہم اتحادی ہیں تو ہم چُپ بیٹھیں گے نہیں میں بذات خود ذابد انشاء اللہ جو فورم ہو جدھر بھی ہو میں اس کے خلاف بات بھی کروں گا اور یقین کرتے ہیں.

جناب اسپیکر صاحب میں تقریباً دس بارہ دنوں سے اپنے district کے کونے کونے، کلی کلی تک گیا ہوں۔ اتنے نقصانات ہوئے ہیں اللہ تعالی اِن کو غیب سے پورا کرے۔ سوائے ہمارے صوبہ بلوچستان کے ہمارے CM صاحب نے جو بندے شہید ہوئے تھے اُن کو دس دس لاکھ روپے، جو زخمی تھے اُن لوگوں کو کچھ ملے تھے۔ باقی وفاق سے ہمیں ایک روپیہ بھی نہیں ملا ابھی 2 جولائی کو دیکھیں آج 15 اگست ہے جناب اسپیکر صاحب ایک روپیہ وفاق سے نہیں آیا ہوا ہے۔ زمینداروں کے بندات وغیرہ زمینداروں کے نقصانات ہوئے ہیں۔ زمینداروں کو بلڈوزر گھنٹوں کی ضرورت ہے وہ بھی ابھی تک کچھ نہیں ہے۔ میں یقین کرتا ہوں ہمارے منسٹر اسداللہ صاحب بیٹھے ہیں۔ میں اور وہ ایک دن CM صاحب کے پاس بھی گئے اور اُس کے ساتھ اسی حوالے سے بات کی کہ جتنے نقصانات ہوئے ہیں فوری طور پر بلوچستان کے زمینداروں کو کم از کم جتنی ریلیف ہو سکے اُن لوگوں کو ریلیف دے دیں۔ زمینداوروں کے سولر وغیر جتنے سولر ہوئے ہیں میں کہتا ہوں کہ 100% میں سے میرے خیال میں 90% نقصانات ہوئے ہیں۔ 10% اگر رہ گئے ہیں باقی سارے جتنے زمینداروں کے سولر ہوئے ہیں وہ سارے ختم ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر صاحب اس کے لیے وفاق کو جلد از جلد ایک پیکج ایک اچھے پیکج کا اعلان کرنا چاہیے کہ وہ جا کے تمام اضلاع کو جن کے نقصانات ہوئے ہیں اُن کو ریلیف ملے۔ اور جناب اسپیکر صاحب میں۔۔۔

(خاموشی۔مغرب کی اذان)

حاجی میر ذابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! آخری میں نے ایک دو منٹ آپ سے اور لینے ہیں، جناب اسپیکر صاحب! تو ہمارا جو PDMA ہے، بلوچستان میں، یقین کریں یہاں پر ہمارے منسٹر صاحب ضیاء صاحب نہیں بیٹھے ہیں۔ مَیں واشک میں تھا میں اُس کو بار بار فون کر رہا ہوں خدارا کچھ سامان یا خیمے ہوں یا جو بھی ہو جائے۔ جناب اسپیکر صاحب! کہتا تھا ''کل بھیج دوں گا پرسوں بھیج دوں گا''۔ یہ PDMA بلوچستان کی یہ

حالت ہے آخر جناب اسپیکر صاحب ہم کہاں جائیں؟۔اور یہ حالت تو اس حوالے سے ہے جناب اسپیکر صاحب وفاق سے اور خاص طور پر ہم انتظار میں تھے کہ ہمارے CM صاحب قدوس صاحب آجائیں گے خدارا یہ بلوچستان کو اتنا تباہی کبھی نہیں ہوا ہے جو کہ اِن بارشوں نے دیا ہے۔اور آخر میں سی ایم صاحب سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ ہمارے وفاق سے Prime Minister سے کہ اس بلوچستان کے نقصانات کو دیکھیں، جتنے نقصانات ہوئے ہیں فوری جلد از جلد اس کے لیے پیکج کا اعلان کیا جائے۔thank you جناب اسپیکر۔

(اس مرحلہ میں جناب اصغر علی ترین صاحب، چیئرمین نے اجلاس کی صدارت کی)

چیئرمین: جی یونس عزیز زہری صاحب!

میر یونس عزیز زہری: thank you جناب چیئرمین! یہ قرارداد جو دوستوں نے لائی ہے۔یہ قرارداد بلوچستان کے حالات کے عین مطابق ہے، جو 2 جولائی سے سیلاب کی جو تباہ کاریاں بلوچستان میں ہوئی ہیں ۔جس میں آپ ژوب سے لیکر شیرانی سے لیکر گوادر تک جس طرح نقصانات ہوئے جس طرح زمینداروں کے خاص کر کھڑی فصلیں تباہ ہوئی ہیں۔جس میں کپاس تھا پیاز ٹماٹر اور دوسری سبزیوں کا کھجور، سیب، انگور جتنے بھی ہماری ان فصلوں کا time تھا وہ سب برباد ہوگئے ہیں۔تو اس قرارداد کو اگر دیکھا جائے تو یہ بلوچستان کے حالات کے عین مطابق ہے اور وفاق سے ہم یہی درخواست کرتے ہیں۔کہ کم ازکم لوگوں کے یہ فصلات جو تباہ ہو ئے ہیں لوگوں کے گھر گر گئے ہیں لوگوں کے ٹیوب ویلز گر گئے ہیں اور لوگوں کے جو مکانات جس طرح گر گئے اور لوگوں کا جو ہے نہ بہت سارے لوگ شہید بھی ہو چکے ہیں۔تو کم ازکم یہ کریں یہ دوستوں نے 50 سے 60 ارب روپے کا کہا ہے۔میرے خیال میں یہ بھی کم ہے خیر جتنا ہوسکتا ہے اتنا کم ازکم دیدیں تاکہ لوگوں کے زخموں پر مرہم پٹی تو کر سکیں ہم لوگ۔کیونکہ ہم جب علاقے میں جاتے ہیں تو علاقے والوں کا یہی ہے کہ جا کے کچھ نہ کچھ تو لیکر آجاؤ۔آپ لوگوں کے دورہ کرنے سے آپ لوگ یہاں آکر ہمارے علاقوں کو دیکھ کر چلے گئے ہیں۔لیکن یہ ہے کہ ہمارے لیے تو کچھ نہ کچھ کرلیں۔PDMA نے کچھ نہ کچھ تو کیا ہے لیکن وہ اُس حد تک کیا ہے کہ relief کی حد تک کیا ہے۔تو اُس سے ہم کسی کے زخمیوں پر مرہم نہیں رکھ سکتے۔جناب اسپیکر! اس میں ایک چیز اور میں کہہ دوں PDMA کا، PDMA نے کچھ علاقوں کو focus کیا ہے۔اور اُس میں پسند و ناپسند کو کچھ ہمارے سرکاری آفیسرن کی مداخلت اُن میں ہے کچھ حلقے اُنہوں نے یا کچھ لوگوں جو اُنہوں نے پسند و ناپسند کی بنیاد پر PDMA سامان روانہ کررہا ہے۔میرے حلقے میں میں اپنے حلقے کا آپ کو کہہ دوں کہ میرے حلقے میں سوئٹینٹ یا سوراشن کے پیکٹس زیادہ اُنہوں نے ایک روپیہ کا سامان نہیں دیا ہے میں آپ کو حلفاً کہتا ہوں۔یہاں سے کہتے

ہیں کہ خضدار روانہ کیا ہے کدھر گئے مجھے اس کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہے۔تو ان چیزوں کو بھی دیکھا جائے کہ پسند ناپسند کی بنیاد پر یا آفیسرن کے کہنے کے مطابق کچھ آفیسران اس میں مداخلت کررہے ہیں کہ جی فلاناں کو دیدو فلاناں کو نہیں دو فلانہ علاقے کو دو۔

بھئی بلوچستان پورا سب کا ہے ایک بندے کا نہیں ہے تو اس قرارداد کو جس طرح میں قرارداد کی طرف آتا ہوں۔تو اس قرارداد کو من وعن تسلیم کیا جائے اور اس قرارداد کے پیچھے جتنے بھی یہ دوستوں نے لکھا ہے اور وفاق کو کم ازکم چاہیے کہ یہ نہیں کہ ہیلی کاپٹر میں وزیراعظم صاحب دورے کررہے ہیں۔ان علاقوں کو دیکھ لیا بیلہ کو دیکھا لیا XYZ کو دیکھ لیا۔صرف دورے کرنے سے ہمارے مسائل حل ہوجاتے تو ہم خود دورے کرکے واپس آگئے ہیں۔تو مہربانی کرکے وفاق کو پابند کیا جائے کہ فوری طور پر جو ہے ناں وہ لوگوں کو relief کے لیے یہ کم ازکم اتنے پیسے دیدیں۔تاکہ لوگوں کی مرہم پٹی تو ہوسکے۔ہم اُن کا ازالہ تو نہیں کرسکتے۔لیکن کچھ نہ کچھ تو ان سے اُن کو پہنچ جائے گا۔شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: جی یونس عزیز زہری صاحب آپ نے بجافرمایا یہ PDMA کا جو سامان کی تقسیم کے حوالے سے آپ نے بات کی ہے اس پر تمام ممبران کو شکایات ہے۔تو وزیر داخلہ صاحب موجود نہیں ہیں، باقی حکمران اور منسٹر صاحباں بیٹھے ہوئے ہیں۔اُن کی توسط سے یہ پیغام اگر چلا جائے وزیر داخلہ صاحب کو کہ PDMA کی جو تقسیم کا معاملہ ہے چاہے وہ راشن کے حوالے سے ہو چاہے وہ ٹینٹ کے حوالے سے وہ منصفانہ ہو اور وہ ایک ڈپٹی کمشنر کے through ہو تو بہتر ہوگا۔جی سید عزیز اللہ آغا صاحب۔

جناب مُکھی شام لعل لاسی: سر مجھے کوئی نمبر نہیں ملا ادھر بھی سر آپ لوگوں کی زیادتی ہے میری سمجھ میں نہیں آتا ہے۔نہیں آغا کو دیدیں کوئی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آغا صاحب! اپنا time دیدیں کوئی بات نہیں ہے۔مُکھی شام لعل آپ بول لیں خیر ہے آغا صاحب آپ اس کے بعد بات کرلینگے وہ مسئلہ نہیں ہے۔جی

مُکھی شام لعل لاسی: جناب چیئرمین صاحب! میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔مگر جو اس دفعہ جو سیلاب آیا ہے اس مرتبہ جو بارشیں ہوئی ہیں ہمارے خاص کر ہمارے district لسبیلہ۔بلوچستان میں پورے ہر جگہ ہوئی ہے مگر پورے district لسبیلہ کو اُن لوگوں نے برباد کردیا ہے ایک قسم کا لوگوں کے مویشی مال لوگوں کی جانیں وہاں پر چلے گئے ہیں۔مگر گورنمنٹ کی کوئی خاص وہاں پر توجہ نہیں ہے، نہ ہی کچھ دیکھنے میں آتی ہے۔انتظامیہ کے پاس اتنے تھوڑے سے وسائل ہیں جو آتے ہیں کچھ بھی اُن کو نہیں ملتا وہاں پر۔تو مہربانی کرکے لوگوں

کو آباد کیا جائے اُن کے مکانات برباد ہو گئے ہیں زمینیں اُن کی برباد ہو گئی ہیں۔تو گورنمنٹ کو چاہیے، ہم کہتے ہیں کہ جہاں تک بلوچستان کے وسائل اتنے نہیں ہیں تو یہ مرکز سے ان کو لینا چاہیے۔کیونکہ prime minister صاحب کا ہم نے سنا visit کر رہے ہیں ہم تو روز سنتے ہیں ہیلی کاپٹر آتا ہے واپس چلا جاتا ہے۔آج تک لوگ تیار ہو کر کے بیٹھ جاتے ہیں اس کے بعد پتہ چلتا ہے PM صاحب کا پروگرام cancel ہو گیا۔تو مہربانی کر کے PM صاحب خصوصی طور پر فنڈ دے ہمیں۔کیونکہ وہاں پر بہت زیادہ نقصانات ہوئے ہیں۔آپ دیکھیں کہ اس وقت ایسا منظر لسبیلہ کر رہا ہے کہ کھنڈر بن گیا ہے پورا لسبیلہ۔زمینیں ہم لوگوں کی برباد ہوئی ہیں، مکانات ہم لوگوں کے تباہ ہو گئے ہیں۔تو کوئی نہ کوئی اس طرف توجہ ہی نہیں ہے۔صرف مخصوص DC ہے تھوڑا بہت کچھ کرتا ہے وہ بھی نہ ہونے کے برابر۔یہ تو شکر ہے مخیّر حضرات نے کچھ نہ کچھ لوگوں کو دیا ہے۔مگر یہ اس سے ہمارا ازالہ نہیں ہونا ہے تو اس لیے مہربانی کر کے گورنمنٹ بلوچستان اور مرکز مل کے ہمیں relief دیا جائے تا کہ ہمارے لوگ جو ہیں کم از کم اُن کی تھوڑی بہت دادرسی ہو سکے۔بالکل تباہ ہو گیا ہے۔ تو میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ اس بار یہ اور دوسرے یہ کہ زمینداروں کو ڈوزرز دیئے جائیں اس کے بعد جیسے بھی ہو اُن کو relief ملے تا کہ زمینیں وہ اپنی آباد کر سکیں۔شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: مُکھی شام لعل صاحب آپ نے صحیح فرمایا۔یقیناً لسبیلہ ہو قلعہ عبداللہ ہو پشین ہو نصیر آباد ڈویژن ہو یا قلعہ سیف اللہ ہو یا آپ ایسے کہہ سکتے ہیں۔کہ پورا بلوچستان ہو سیلاب نے واقعی تباہی مچادی ہے کھڑی فصلیں تباہ ہو گئیں ہیں۔جہاں سولر کا نظام تھا وہ تباہ ہو گیا بجلی کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ prime minister کے دورہ کرنے سے ہم لوگ اُن کو خوش آمدید کہتے ہیں۔لیکن اُن کے آنے کا مقصد ہونا چاہیے اور ہمارے جتنے بھی ساتھی ہیں اور جن جن علاقوں جہاں جہاں بارش نے اور سیلاب نے تباہی مچائی ہے اُن کے لیے فی الفور relief دیا جائے۔یہ یقیناً آپ کا جائز مطالبہ ہے بلکہ تمام ساتھیوں کا مطالبہ ہے۔جی سید عزیز اللہ آغا صاحب۔

سید عزیز اللہ آغا: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔thank you مسٹر چیئرمین! مجھے وقت دینے کا۔ جناب چیئرمین! جیسے کہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ پورے ملک میں جو طوفانی بارشیں ہو رہی ہیں اور سیلاب کی جو کیفیت ہے پورے ملک میں خصوصاً بلوچستان ہر جگہ تباہی ہی تباہی لوگوں کے گھر تباہ ہو چکے ہیں۔لوگوں کے باغات تباہ ہو چکے ہیں۔لوگ روزگار سے محروم ہو گئے ہیں۔خصوصاً ضلع پشین، یہاں پر طوفان نے جو تباہی مچائی ہے۔ آپ خود بھی اس سے بخوبی واقف ہیں۔جناب چیئرمین! گاؤں کے گاؤں تباہ ہو چکے ہیں۔ اور اس وقت تک

بلوچستان میں تقریباً دوسو سے زیادہ افراد شہید ہو چکے ہیں۔ان بارشوں میں ۔چونکہ یہاں system نہیں ہے یہاں نظام نہیں ہے ورنہ باقی دنیا میں باقی ملکوں میں پاکستان کے مقابلے میں بہت زیادہ بارشیں ہوتی ہیں اور ہر سال ہوتی ہے۔لیکن چونکہ وہاں infrastructure موجود ہے۔ایک نظام موجود ہے۔ ایک system اور ترتیب موجود ہے۔اس لیے وہاں کم ازکم نقصانات ہوتے ہیں۔اس لیے جناب چیئر مین ! میں آپ کے good Chair کی توسط سے حکومت وقت سے یہ گزارش کروں گا کہ پورے بلوچستان میں اور خصوصاً ضلع پشین میں لوگوں کی آبادکاری کے لیے ایسے اقدامات اٹھائے جائیں کہ جس کے بعد اگر بارشیں ہوتی بھی ہیں اگر خدانہ کرے سیلاب آبھی جائے۔لیکن اگر ہمارا نظام مستحکم ہوگا، ہمارا نظام جدید تقاضوں کے مطابق ہوگا، ہمارا جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہوگا تو پھر ہم ان قدرتی آفات کا ایک اچھے انداز میں سامنے کر سکتے ہیں۔بہرحال جناب چیئر مین !اور کروڑوں نہیں بلکہ اربوں کے حساب سے لوگوں کو نقصان پہنچ چکا ہے۔لوگوں کے باغات تباہ ہو چکے ہیں۔ انگور کے باغات، سیب کے باغات اور باقی جو ہماری زراعت کے علاوہ لوگوں کے کاروبار business یہ متاثر ہو چکے ہیں۔وفاقی حکومت سے فوری طور پر رابطہ کر کے میرے خیال میں قرارداد میں 50 ارب روپے کے حساب سے جو estimate رکھا گیا ہے شائد یہ کم پڑ جائے۔کیونکہ بلوچستان ایک وسیع وعریض صوبہ ہے۔تقریبانصف پر پاکستان ہے پاکستان کو اگر آپ رقبے کے لحاظ سے دیکھتے ہیں تو باقی پاکستان ایک طرف اور بلوچستان دوسری طرف اس لیے آبادی منتشر۔اور منتشر آبادی کو جب آپ سہولیات فراہم کریں گے جب آپ آبادی کاری کا پروگرام بنائیں گے تو ظاہر بات ہے تو اُس کے لیے فنڈز چاہیے ہوتے ہیں اور فنڈز کو اگر آپ calculate or estimate کرتے ہیں تو شاید یہ پچاس ارب روپے یہ کم پڑ جائیں۔

بہرحال وفاقی حکومت سے فوری طور پر رابطہ کر کے لوگوں کی دوبارہ آبادکاری کے لئے مؤثر اور فوری اقدامات اٹھائے جائیں۔ اور بطورخاص ضلع پشین میں بجلی کا نظام تباہ ہو چکا ہے۔اور ہمارے پل، ہمارے bridges، ہمارے dams، ہمارے جو باغات کی جوزمینیں ہیں جو ایگریکلچر ہے بطورخاص یہ بہت affected ہیں۔بہت متاثر ہیں۔ میں ضلع پشین کے لیے اور ضلع پشین میں خصوصاً اپنے علاقے کے لئے جناب چیئرمین تقریباً پورے حلقے میں گھما پھرا ہوں۔ میں گاؤں گاؤں گیا ہوں۔ میں نے بہت سے گاؤں کو بہت سے مکانات کو بہت سے باغات کو بہت سے bridges اور پُلوں کو، بہت سے dams کو damage ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوں اس لیے لوگوں کو compensation کے طور پر اُن کی دوبارہ آبادکاری کے لیے زمینداروں کو اور بزنس مین کو اُن کو relief دینے کے لیے اُنہیں دوبارہ اپنے

پاؤں پر کھڑا ہونے کے لیے فوری طور پر امداد دی جائے۔اور بطور خاص جو مشنری ہے، ایکسیکویٹرز وغیرہ اس کی بہت قلت ہے۔ ہمارے پاس dozer نہیں ہمارے پاس بلڈوزر نہیں ہمارے پاس وہ جو tractors جو blade کے ذریعے زمین کو دوبارہ ہموار کرتے ہیں جو دوبارہ سڑکوں کو بنانے کا کام کرتے ہیں مشنری کا بہت زیادہ ہم کمی محسوس کر رہے ہیں اس کمی کو دور کرنے کے لئے متعلقہ سے متعلقہ محکموں سے فوری طور پر رجوع کیا جائے۔اور انہیں لوگوں کی مشکلات کو دور کرنے کے لیے نقصانات کے ازالہ کے لیے احکامات فوری طور پر دیئے جائیں۔کیوں کہ وقت کم ہے باقی لوگوں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے تو جناب چیئرمین جتنی جلد ممکن ہو سکے لوگوں کو دوبارہ آبادکاری کی طرف لایا جائے۔اور لوگوں کے جتنے بھی نقصانات ہوئے ہیں اُن کے ازالہ کے لیے آپ کے good Chair کی توسط سے میں یہ request کروں گا کہ فوری اقدامات کیے جائے بڑی مہربانی مجھے وقت دینے کا بہت نوازش جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ آغا صاحب۔آپ نے یہ بات درست فرمائی کہ یقیناً یہ جو ڈوزر کا معاملہ ہے یا جو ٹریکٹر کا معاملہ ہے یہ ایکسیکویٹرز کا معاملہ ہے اس کی واقعی قلت ہے اور اس کی لوگوں کو ضرورت ہے اس پر بھی حکومت تھوڑا سا منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔جی احمد نواز صاحب۔

جناب احمد نواز بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین بالکل یہ موقع کی نسبت سے آج کی جو قرارداد ہے، اس کی ہم مکمل حمایت بھی کرتے ہیں۔اور اس کے لیے حالیہ دنوں میں جو بارشیں ہوئیں اس پر پارٹی کا مؤقف تو آ گیا اکبر مینگل صاحب نے بات کی کیونکہ پورے بلوچستان میں جو بارشیں ہوئیں اس میں سب سے زیادہ وہ طبقہ متاثر ہوا جو غریب طبقہ مڈل کلاس کے جو لوگ تھے،اُس میں زیادہ وہ طبقہ متاثر ہوا جن کے گھر یا جن کا ایک کمرے کا گھر تھا یا دو کمرے کا گھر تھا وہ سارے damage بھی ہوگئے اور پانی کے ریلے میں وہ بہہ گئے۔

تو جناب اسپیکر! اگر ان چیزوں کو مدنظر رکھ کر ہماری یہ موجودہ اسمبلی آپ کی رولنگ کی منتظر ہے کہ آپ مختلف ضلع میں یہاں سے کمیٹیاں بنائیں اسمبلی ممبران کی، وہ جا کر ڈی سی اور کمشنر سے مل کے وہاں کے جتنے نقصانات ہیں وہاں کے زیادہ تر زمیندار طبقہ جو ان کی چھوٹی زمینداری ہے اُن کے زیادہ نقصانات ہوئے۔کسی کا سولر تباہ ہوا ہے کسی کی مشنری میں پانی جو بور ہے اُس میں پانی چلا گیا ہے یہ ایسے بھی وہ زمیندار تھے بیچارے چھوٹے جو ان کے مال مویشی جو اُن کی روزمرہ زندگی میں وہ اُن سے اپنے بال بچوں کے لئے روٹی جو اس کے چھوٹے چھوٹے تو وہ بھی تباہ ہوگئے تو میں آپ کی توسط سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ آپ اس ہاؤس کی 1،2 کمیٹی مختلف ڈسٹرکٹ میں بنائیں یا divisional basis پر بنائیں تاکہ وہ جا کر وہاں ڈسٹرکٹ میں متعلقہ ڈی سی

اور کمشنر سے مل کر ایک رپورٹ تیار کریں، وہ رپورٹ یہاں اسمبلی میں ٹیبل کیا جائے زیادہ وہ مفید ہے کیونکہ جو ڈی سی کو ریکارڈ ملے گا وہ ریکارڈ پھر جو میرے پچھلے دوستوں نے کہا کہ وہ منظور نظر حلقوں کو مدنظر رکھتے ہیں، وہاں پی ڈی ایم اے پہنچتا ہے وہاں وزیراعظم بھی پہنچتا ہے وہاں آپ کے وزیراعلیٰ بھی پہنچتے ہیں مگر جن علاقوں کو زیادہ نقصان پہنچا ہے وہاں ابھی تک جناب چیئرمین کوئی ایسی حکومتی مشینری نہیں پہنچی ہے کیوں کہ میں بیلہ کی وزٹ کیلئے party کی طرف سے مجھے بھیجا گیا تھا۔تو جو میری آنکھوں نے وہاں دیکھا وہاں نہ کوئی نمائندہ پہنچا تھا نہ گورنمنٹ پہنچی تھی نہ وہاں پر کوئی ایسے ادارے پہنچے تھے یا این جی اوز اصل نہیں ہے کیوں کہ اُن کو NOC کی ضرورت ہے.

گورنمنٹ آف بلوچستان ان کو NOC نہیں دے رہی ہے۔تو جناب چیئرمین یہ بھی اہم بات ہے کہ حال یہ رات بھی سبی کے علاقے تلی اور گشکوری اور مل اور اپنے بختیار آباد میں یا کچھی کے علاقوں میں یا بولا میں یا ہمارے یہاں قلعہ عبداللہ ان علاقوں میں بھی بارش ہوئیں جہاں لوگوں کی جانیں ضائع ہوئی ہیں۔تو جناب چیئرمین !اگر ہم ان کی اور تو کچھ نہیں کر سکتے ہیں اُن کے لئے compensation جو اعلان ہوا ہے، وہ اُن کے گھر تک صحیح پہنچے، یہ بھی میرے خیال ایک آپ کی طرف سے میری ادوبارہ request ہے یہاں سے کچھ کمیٹیاں بنائیں مختلف اضلاع میں جہاں زیادہ نقصانات ہوئے ہیں یہاں جہاں کم ہوئے تو یہ ہمارے معزز ارکان اپنی رپورٹ بھی یہاں پیش کریں گے وہ اسمبلی کا ریکارڈ بھی ہوگا thank you جنابِ اسپیکر۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

میر اسداللہ بلوچ (وزیر زراعت وکوآپریٹوز): ساتھی سارے بیٹھے ہوئے ہیں، sense یہاں یہ بن رہا ہے کہ پورا ہاؤس بلوچستان کی نمائندگی کرتے ہوئے وفاق سے ہم ڈیمانڈ کر رہے ہیں اِس وقت ہمارے وسائل جتنے بھی ہیں ہمارے پاس ہیں ہم اپنے چھوٹے چھوٹے مسائل ڈپٹی کمشنروں سے، کمشنروں سے بات کریں گے لیکن اس وقت ۔۔۔

جناب چیئرمین: مبین خلجی صاحب! تشریف فرمائیں ہاؤس کے ڈیکورم کا خیال کریں، ممبر صاحب بات کر رہے ہیں۔

وزیر زراعت وکوآپریٹوز: اس وقت ہم ایک ہی page پر ہیں، اور یہ جو بھی میں نے data جمع کیا ہے یہ صرف agriculture 52billion کی ہے، باقی نہیں ہے اس میں شامل نہیں ہے یہ صرف agriculture کی ہے۔ اور 32 اضلاع کے ڈسٹرکٹس کے رپورٹ آئے ہوئے ہیں

کے حوالے سے کہ ہر ڈسٹرکٹ کو کتنا نقصان ہوا ہے۔ ہم نے ساری تخمینہ لگا کر یہ پیش کیا ہے اور اس قرارداد کا حصہ ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں سے اس کے بعد جو مشترکہ یہ قرارداد پاس ہوگا وزیراعلیٰ، اُس کے چیف سیکرٹری، ہمارے ساتھی، اپوزیشن کے ساتھ، وہاں ایم این ایز، سینیٹرز، ایک delegation کے ساتھ وفاقی گورنمنٹ اور وزیراعظم سے مل کے ایک ہی page پر ہو کے ہمیں اتنے ارب روپے، اتنے کروڑوں روپے، اتنے کھرب روپے کا نقصان ہے۔ تحریری طور پر دیکھیں one page پر one agenda پر ایک ہی بات کریں تب ہم کچھ کر سکتے ہیں۔ اگر ہم یہاں پر بھی یہ کہیں کہ میرا گھر ٹوٹ گیا ہے میرا solar ٹوٹ گیا میرا ٹیوب ویل۔ وہاں سے کچھ لے کے پھر ہم یہاں کچھ کر سکتے ہیں اس کے لیے۔ thank you جنابِ اسپیکر۔

جناب چیئرمین: اسد صاحب نے صحیح درست فرمایا اگر حکومت چاہے بالخصوص وزیراعلیٰ صاحب، تمام ممبران پر مشتمل ایک وقت وزیراعظم پاکستان سے جا کر کے اسلام آباد میں ملیں اور یہ جو سیلاب آیا ہے اور یہ ساری تباہی مچی ہے جس میں زراعت تباہ ہو گئے انسانی ضیاء کا جو نقصان ہوا ہے اور جو تباہ کاریاں ہوئی ہیں مکانات تباہ ہوئے ہیں میری خود یہ رائے اپنے ساتھیوں کی بھی شاید یہ رائے ہوگی احمد نواز صاحب بھی یہی کہنا چاہ رہے ہیں کہ پورا ہاؤس CM صاحب کی سربراہی میں پرائم منسٹر سے ملے اور یہ جو تجاویز اسد صاحب آپ نے دی ہیں، اس کو سامنے رکھی جائیں اور اس پر فی الفور غور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی سلیم کھوسہ صاحب۔ آپ تشریف رکھیں نصراللہ تشریف رکھیں، میں نے مائیک دیدیا ہے سلیم کھوسہ صاحب کو۔ ثناء بھائی میں نے مائیک دیدیا۔ اس کے بعد موقع دیں گے۔ جی سلیم کھوسہ صاحب۔

میر سلیم احمد کھوسہ: شکریہ جناب چیئرمین صاحب; یہ ایک اہم نوعیت کی قرارداد میر اسد بلوچ اور دوسرے ہمارے وزراء صاحبان نے جو یہاں پر رکھی ہے، 147 میں اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ اور یہ بھی گزارش کروں گا جناب چیئرمین صاحب مشترکہ طور پر پورے ایوان کی طرف سے یہ قرارداد ہونی چاہیے۔ حالیہ بارشوں میں ہم نے دیکھا یہ چند ڈویژن یا چند ڈسٹرکٹس نہیں اس سے پورا بلوچستان متاثر ہوا ہے۔ آپ یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ کچھ علاقے کم کچھ زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ ہم نے دیکھا پورا لسبیلہ اس کی زد میں آیا ہے، نصیرآباد ڈویژن میں جھل مگسی، آپ کا نصیرآباد ڈسٹرکٹ، جعفرآباد ڈسٹرکٹ، صحبت پور ڈسٹرکٹ، یہ کچھی کے علاقے، یہ سارے سیلاب کی زد میں آئے ہیں۔ لہڑی کا علاقہ، ڈیرہ بگٹی، بارکھان، اور خاص کر کے آپ کا یہ شہر جہاں میں اور آپ اس وقت موجود ہیں کوئٹہ یہ بھی بڑا سیلاب کے زد میں آیا ہے، اسی طرح آپ کا مکران ہے، ژوب ہے، موسیٰ خیل ہے، بارکھان ہے over all پورا بلوچستان اس کے زد میں ہے.

جناب چیئر مین صاحب۔ میری یہ گزارش ہوگی سیلاب میں صرف لوگوں کی فصلیں نہیں گئی ہیں، کیونکہ بلوچستان کی معیشت کا بڑا دارومدار لائیواسٹاک پر ہے اور زراعت پر ہے۔دونوں چیزیں زیادہ نقصان میں گئے ہیں لائیواسٹاک لوگوں کے بہہ گئے ہیں اسی طرح لوگوں کی جانیں چلی گئی ہیں، کیونکہ بڑا علاقہ پہاڑی علاقہ ہے جھگیوں میں رہتے ہیں، نالوں، ندیوں میں لوگ صدیوں سے بسے آرہے ہیں، یہ جو برسات اس قدر تیز ہوئی ہے کہ لوگ اس میں بہہ گئے ہیں۔ان کا لائیواسٹاک بہہ گیا، لوگ خوداسمیں چلے گئے، میں سمجھتا ہوں کہ دوسو سے کئی گنا زیادہ لوگ شہید ہوئے ہیں۔

جناب والا یہاں وفاق سے ڈیمانڈ کیا گیا ہے کہ پچاس ارب یا ساٹھ ارب جس طرح اسد بلوچ صاحب نے ابھی کہا بھی ہے کہ یہ میں نے صرف ایگریکلچرل کے ڈیٹا کے حوالے سے بات کی ہے۔اگر آپ دیکھیں جہاں پر زیادہ ڈیمج ہوا ہے تو پورا انفراسٹرکچر تباہ ہو چکا ہے، چاہے وہ روڈ ہو، چاہے وہ گورنمنٹ کے بلڈنگز، ہسپتال ہوں، ایجوکیشن کے بلڈنگز ہوں، تقریباً تباہ ہو چکے ہیں، نصیر آباد ڈویژن میں بھی اسی طرح ہوا ہے، ہمارا علاقہ اریگیشن سے منسلک ہے نہری سسٹم ہے اوران برساتوں نے خاص طور نصیر آباد ڈویژن کے جو کینال ہیں ان کو damage کیا ہے اریگیشن کے سسٹم کو damage کیا ہے۔اس کے لئے ایک بہت بڑے پیسے کی ضرورت ہے اور ظاہرسی بات ہے کہ گورنمنٹ آف بلوچستان کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ وہ ان مسائل کو فوری طور حل کرسکیں، اگر وفاق نے فوری طور پر اگر ہماری مدد نہیں کی تو لوگ بڑے مشکل میں آجائیں گے بلوچستان کے، اسی لئے ہمیں اس کے اوپر بہت زیادہ فوکس کرنا پڑیگا خاص کر چیف منسٹر کو جس طرح آپ نے فرمایا، اسد بلوچ صاحب نے کہا کہ پورا ڈیلیگیشن ایک فیڈرل میں جا کر بیٹھے ایک بہت بڑے پیکج کی ضرورت ہے۔ جب تک ایک پیکج نہیں آئیگا تب تک ہمارے مسئلے مسائل حل نہیں ہوں گے۔اس وقت این ایچ اے کو یہاں ہونا چاہیے، آپ کا لسبیلہ پورا جو یہ روٹ ہے کراچی اور کوئٹہ سے ژوب سے جوڑتا ہے آپ کو کراچی سے اس طرف جو ہمارے جو بولان کو جوڑتا ہے سندھ کیساتھ، پنجاب کیساتھ یہ تقریباً ندی نالوں کی وجہ سے، پلوں کو damage کیا ہے کافی چیزیں تباہ ہوئی ہیں جو این ایچ اے کی نگرانی میں آتے ہیں ان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ان کو deal کرے۔لیکن ہمیں اس طرح کام کرتے ہوئے وفاق کے ادارے بلوچستان کے اندر نظر نہیں آرہے ہیں تو ہمیں ان چیزوں پر زور دینا چاہیے، تو میری یہ گزارش ہوگی کہ اس قرارداد کی میں بھرپور حمایت کرتے ہوئے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ زیادہ سے زیادہ ہمیں جا کر صرف یہ بات نہیں کرنی چاہیے کہ جی کچھ چیزوں کیلئے ہمیں مدد کی جائے۔ ہمارے پورے بلوچستان کا تقریباً انفراسٹرکچر تباہ ہو چکا ہے روڈ آپ کے تباہ ہوگئے

ہیں ایری گیشن کا سسٹم خاص کر پٹ فیڈر کینال، آپ کا شاہی کینال، مابجوٹی کینال، نصیر کینال، اوچ کینال اسی طرح ٹیپل کینال ہے۔ اسی طرح جوڈیل کینال ہے اور بہت ساری ذیلی شاخیں ہیں جو پٹ فیڈر کینال سے نکلتے ہیں شاہی سے نکلتے ہیں۔ کھیرتھر سے نکلتے ہیں یہ سارے ڈیمیج ہو چکے ہیں۔ پورے بلوچستان میں بہت نقصانات ہوئے ہیں اس میں اربوں روپے لگیں گے، یہ تو بہت ہی کم ڈیمانڈ کیا ہے اسد بلوچ صاحب نے کہ جی پچاس، ساٹھ ارب روپے ہم اپنے سسٹم کو بلوچستان کو ٹھیک کر سکتے ہیں جو ناممکن ہے یہ تو صرف میں سمجھتا ہوں کہ نصیر آباد ڈویژن کو بھی آپ ٹھیک نہیں سکتے ہوا تنے پیسوں سے، اور جو زرعی قرضے ہیں ہمارے بزگروں کے اوپر جہاں باغات کو نقصان کو ہوا ہے وہاں شالی کو بھی نقصان ہوا، اور پہلے پانی نہ ہونے کی وجہ سے ہم شالی کو کر نہیں سکے اور جو تھوڑا بہت کیا وہ اس سیلاب کی زد میں چلا گیا ہے۔ جناب والا نصیر آباد ڈویژن کی زمینداروں کیلئے بھی اور پورے بلوچستان کے زمینداروں کیلئے جو زرعی بینک کے جو قرضے ہیں وہ معاف کیے جائیں، اسی طرح بل ہے وہ معاف کئے جائیں ہمارے مین جو ہیوی ٹرانسمیشن ہے وہ اس سے damage ہوئے ہیں صحبت پور کے نصیر آباد کے، جعفرآباد کے ان کو فوری طور پر ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔ تو کوشش کرنی چاہیے پی ڈی ایم اے کو زیادہ سے زیادہ این ڈی ایم اے کو چاہیے کہ وہ بھی بلوچستان کو فوکس کریں اور میری یہی گزارش ہوگی اور میری یہ گزارش ہو گی کہ فوری طور پر آپ کی طرف سے اس چیز پر ضرور رولنگ آنی چاہیے کہ چیف منسٹر صاحب اپنی کیبنٹ اور اور باقی ممبران کو بھی لیکر جائیں اسلام آباد اور پرائم منسٹر صاحب کے سامنے بیٹھ کر سارے یہ جو معاملات ہیں ان کے سامنے رکھیں تا کہ بلوچستان کیلئے ایک پراپر پیکج لایا جائے تا کہ یہاں کے لوگوں کو اس صوبے کو ریلیف مل سکے۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ جی ثناء صاحب۔

جناب ثناءاللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب سر میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا اس قرارداد کی میں مکمل طور حمایت کرتا ہوں، لہذا اس پر نہیں بولوں گا۔ سر ایک اہم موضوع پر جو میں بولنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں ابھی گورنمنٹ ٹیچرز ایسوسی ایشن آئینی کو جو سارے بزرگ ہمارے اساتذہ ہیں، انتہائی محترم، انتہائی نفیس، انتہائی غریب پرور، انتہائی تعلیم دوست، جب میں گیا ہوں وہاں پر خدا جانتا ہے میرا دل کا بالکل ایسے وہ انسان کے وہ احساسات جو ہیں ان کو برداشت نہیں ہوسکتا کہ یہ استاد جو ہیں جو ہمارے بچوں کو پڑھاتے ہیں اُدھر لائن میں ایسے پڑے ہوئے ہیں تقریباً دس دن سے گزشتہ کوئی 3 تاریخ سے ان کی ہڑتال تھی میرے خیال میں دس دن سے یہ وہاں پر تادم مرگ بھوک ہڑتال بیٹھے ہیں، انتہائی جائز مطالبہ ہے پچھلی دفعہ میں نے اس حوالے سے بات بھی already جو ان کے ٹیچرز ہیں وہ گریڈ 14 کے ہیں وہ 16 میں کام بھی کر رہے

ہیں، ٹائم اسکیل کا ایشوء ہے پتہ نہیں ایک فائل سیکرٹریٹ میں دفتروں میں اتنے دیر کرتا کیا ہے، وہاں پر اتنے معزز یہ ہمارے معاشرے کے اس کے ماتھے کے اوپر داغ ہے، یہاں پر حکومتی ہمارے وزراء صاحبان بیٹھے ہیں کسی ایک کو نصیب اللہ صاحب۔۔۔۔

جناب چیئرمین: ثناء بھائی آپ کی بات بالکل جائز ہے۔سمجھ گیا مختصر،

جناب ثناءاللہ بلوچ: چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین: جی۔

جناب ثناءاللہ بلوچ: ایک تو یہ ہے، دوسری بات اسی طرح کمیونٹی ٹیچر والے بھی ایک سال سے یہاں پر احتجاج کررہے ہیں، تیسری اہم بات ہے جس سے آپ کا ضلع بھی متاثر ہے، فیڈرل لیویز کے ملازمین کو جناب والا کوئی 25 جولائی سے تنخواہیں ان کو ایک بھیجا گیا ہے تو کوئی 6 مہینے سے ان کو تنخواہیں نہیں دی جارہی ہیں 25 جنوری2022 کو ایک فیصلہ ہوا تھا جس کے تحت جتنی بھی فیڈرل لیویز تھی جو بارڈرنگ ایریاء میں کام کرتے ہیں ،سافران کے انڈر آتے تھے، وہ سب صوبائی گورنمنٹ کو دے دیئے ہیں۔تو یہ تقریبا کوئی 7000 کے قریب یہ جو ہمارے فورسز ہیں ان کا کوئی مستقبل نہیں، ان کو نہ تنخواہیں دی گئی ہیں، نہ ان کو لوکل لیویز میں ضم کیا گیا ہے نہ ان کے حوالے سے کوئی پالیسی ہے ایک تو یہ ہے۔

جناب چیئرمین: یہ جو اساتذہ احتجاج پر ہیں حکومت محمد خان لہڑی صاحب اس پر بات کریں گے کوئی آپ لوگ جاکر مذاکرات کریں اساتذہ کرام ہمارے لئے قابل احترام۔ ایک منٹ ثناء صاحب۔ محمد خان لہڑی صاحب آپ گورنمنٹ کا حصہ ہیں یہ اساتذہ ہمارے قابل احترام ہیں یہ پچھلے کافی دنوں سے سراپا احتجاج ہیں آپ حکومتی کوئی جاکر کے ان کے ساتھ بیٹھ کے مذاکرات کرے اگر فائل move کی گئی ہے یا کیا کنڈیشن ہے ان کو اعتماد میں لیں، آج پچھلے سیشن میں بھی وہ اسمبلی کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے ہم ان کے پاس گئے میں آپ کے ساتھ ہی تھا۔آج پھر وہ احتجاج کررہے ہیں، حکومتی ارکان کو چاہیے کہ ان کے ساتھ بیٹھیں جو ان کی کمیٹی ہے یا ان کے سربراہاں ہیں ان کے ساتھ بیٹھیں مذاکرات کریں اس میں کیا ابہام ہے۔

میر محمد خان لہڑی: جناب چیئرمین صاحب ہم گئے تھے ان سے مذاکرات کرنے کیلئے، کیونکہ اساتذہ کا ایک مسئلہ ہے کہ وہ All ready آپ کو پتہ ہے کہ ان کا فائل گیا ہوا ہے آپ کے لاء سیکرٹری کے پاس۔سی ایم صاحب نے حالانکہ Approved بھی کیا ہوا ہے اس میں یہ انہوں نے لکھا ہے کہ لاء سیکرٹری اس کو Chair کریگا متعلقہ جو ایجوکیشن کا سیکرٹری ہے آپ کا سیکرٹری فنانس ہے سیکرٹری ایس اینڈ جی اے ڈی بیٹھ کے اس

پر طے کریں۔لیکن لاء سیکرٹری میرے خیال کافی عرصے سے یہاں پر نہیں ہیں دو تین ہفتوں سے، تو اسی لئے وہ آجائیں اور بیٹھ جائیں۔۔

جناب چیئرمین: نہیں، محمد خان لہڑی صاحب آپ ان کو جو ہے ناں۔۔۔

میر محمد خان لہڑی: میں گزارش کروں حالانکہ میرا ان سے دو تین مرتبہ اس کے علاوہ بھی کیا میں نے کہا آپ مہربانی کرکے ان چیزوں کو مؤخر کریں within two weeks آپ کا یہ جو مطالبہ ہے انشاء اللہ وتعالیٰ ہم اس پر بیٹھ کر کے۔۔۔۔

جناب چیئرمین: محمد خان لہڑی صاحب! بات یہ ہے اگر آپ کا لاء سیکرٹری چھٹی پر ہے کب وہ واپس آئیگا؟ کتنے دن لگیں گے، کوئی ٹائم فریم تو آپ ان کو دیں۔ایک منٹ آپ تشریف رکھیں، آپ کو موقع ملے گا تشریف رکھیں، آپ کم ازکم ان کو ٹائم فریم تو دیں۔

میر محمد خان لہڑی: جناب چیئرمین صاحب کیونکہ ہم نے already ان کو کہا کہ دو ہفتہ ہمیں دیدیں تاکہ سیکرٹری صاحب بھی آجائیں آپ کو بیٹھ کے آپ لوگوں کے مسائل ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ ان کو دو ہفتوں کا ٹائم دیں ان کو اعتماد میں لیں، وہ میرا خیال ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہ احتجاج ختم کردیں گے۔

میر محمد خان لہڑی: میں already اُن سے بھی ملا ہوں حال واحوال بھی کیا ہے لیکن وہ اس چیز پر بالکل راضی نہیں ہیں کہ جب تک ہمیں نوٹیفکیشن دیدیں ہم پھر اٹھیں گے، ان کا یہی ضد ہے۔

جناب چیئرمین: ابھی آپ اس طرح کریں۔ ابھی آپ لوگ حکومتی ارکان سے کوئی اپوزیشن بینچز سے جائیں ان سے کوئی مذاکرات کریں۔

جناب احمد نواز بلوچ: وہ بھوک ہڑتال پر ہیں وہ مر جائیں گے پھر کیا فائدہ۔۔۔

جناب چیئرمین: ہماری قرارداد پر جو ہے ناں بحث چل رہی تھی ثناء بھائی ابھی آپ اس طرح کریں ناں ابھی آپ لوگ بھی حکومتی اراکان سے کوئی اپوزیشن بینچز سے جائیں ان سے کوئی مذاکرات کریں۔

میر احمد نواز بلوچ: جناب چیئرمین صاحب! یہ دو مہینے سے بیٹھے ہیں جناب دو مہینے دے بیٹھے ہیں منسٹر صاحب تو نہیں ہیں محمد خان صاحب کم ازکم آپ جائیں وہاں پہ ان کے ساتھ بیٹھیں اگر ان لوگوں کا مسئلہ ہفتے میں یا دو ہفتے میں ہوتا ہے ہم آپ کے ساتھ آئینگے شورٹی لے لیں جناب منسٹر صاحب محمد خان صاحب آپ ان کو بتا دیں کہ دو ہفتے میں آپ لوگوں کا مسئلہ ہم حل کرینگے جناب اسپیکر صاحب۔

(اس مرحلہ میں جناب قائم مقام اسپیکر نے دوبارہ اجلاس کی صدارت کی)

زراعت وکوآپریٹوز: میرے خیال میں جناب اسپیکر صاحب یہ صبح ان کا ایک ڈیلیگیشن میرے گھر آیا تھا جو بھوک ہڑتال پر بیٹھے ہوئے ہیں۔تو انہوں نے میرے ساتھ کافی وہاں ڈسکشن کی ہے، مختلف پہلوں سے ہماری بات ہوئی ان کے ساتھ۔ پھر میں نے سی ایم صاحب سے رابطہ کیا پھر لال جان سے میری بات ہوئی ان کا معاملہ کسی حدتک بالکل طے ہو چکا ہے اور سوال یہاں یہ بنتا ہے کہ وہ کمیٹی کے پاس جو یہ گیا ہے یہ ضروری نہیں کہ وہ کمیٹی کے پاس اگر کمیٹی لاء سیکرٹری ادھر نہیں ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ نئے رول ہم ان کے بنائیں گے اس کے بہت جوان کے مطالبات ہیں ہم وہ کرلینگے۔ بیشک کوئی رول تو بعد میں بن سکتے ہیں پہلے پرانے والے جورولز ہیں اس کنڈیشن سے یہ عمل ہوسکتا ہے۔ یہ جو مطالبات نہیں ہیں جو راکٹ سائنس ہے کسی کے سمجھ میں نہیں آتے ہیں۔ یہی اصول پنجاب میں ہوا ہے یہی حق ان کو مل گیا سندھ میں ہوا ہے KP میں ہوا ہے ان کے جو مطالبات ہیں ان کے مالی حوالے سے اگر اسٹیمیٹ لگایا جائے یہ تو صرف تیرا سے چودہ کروڑ روپے سال کے بنتے ہیں۔سال کے تیرا سے چودہ کروڑ روپے بنتے ہیں۔

تو اس پر سی ایم صاحب کا مؤقف clear ہے کہ ہم ان کو اس کے مطالبات تسلیم کرتے ہیں۔

اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے میری نصیب اللہ سے صبح بھی بات ہوئی۔ سیکرٹری سے میری بات ہوئی۔ انہوں نے بھی recommend ان کے حق میں کئے۔ آج پروگرام یہ تھا کہ سی ایم صاحب جب یہاں آئیں گے تو ان کی delegation کے دو تین ساتھی جو سینئر ہیں ہم ان کو یہاں بلائیں گے۔آج ہی ان کو ختم کرینگے۔لیکن سی ایم صاحب یہاں آئے نہیں شاید ان کا کوئی دوسرا کام پڑتا ہوگا سرکاری کام۔ میرا پروگرام یہ ہے کہ اجلاس کے بعد میں جاتا ہوں دو ساتھیوں کے ساتھ مل کے سی ایم کے پاس جاتا ہوں یہ ادھر ہیں وہاں ایک ماحول بنا کے ان کو بنا کے کچھ announce ہوسکتا ہے کہ آج ہی ہم کرلیں رات تک آج ہی کرلیں کوشش یہی ہوگی۔ تو کیونکہ یہ ہمارے اپنے لوگ ہیں ان کو کب تک ان کا فیصلہ تو کہیں دوسری جگہ سے اٹھا کے نہیں کریں گے۔ تو ہمیں ساتھ بیٹھ کے ان مسلوں کو حل کرنا ہے۔حکومت فیصلوں کو face بھی کررہی ہے۔ تو ان کا میرے خیال میں کسی حدتک 80 پرسنٹ مسئلہ حل ہو چکا ہے 20 پرسنٹ رہ گیا ہے۔ سی ایم کے ساتھ ایک ملاقات میں یہ میرے خیال میں یہ مسئلہ حل ہوگا، مہربانی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: صحیح ہے اسد بلوچ صاحب سی ایم کی معلومات کرلیں سیکرٹری صاحب کہ وہ آرہے ہیں اجلاس میں کہ نہیں آرہے ہیں پتہ کرادیں۔، واحد صدیقی صاحب! آپ بات کرلیں مختصراً۔

جناب عبدالواحد صدیقی: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! جہاں تک قرارداد کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بلوچستان کا کوئی ضلع ایسا نہیں جو حالیہ بارشوں سے متاثر نہیں ہوا ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ جہاں تک ہمارا انتظامیہ ہے یا ڈیپارٹمنٹس ہیں، میں اپنے ضلع کی بات کرونگا اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے منسٹر صاحب بیٹھے ہیں، ہمارے بند ٹوٹ گئے ہیں، ہمارے ہیڈ کو پانی لے گیا ہے، کوئی ایک بندہ بھی نہیں آیا، آیا تو ہے لیکن بنانے کی یا اس میں پانی کو محفوظ کرنے کی اس میں استدعا اور صلاحیت نہیں ہے، اسی طرح ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کی ہے، لوگوں کے باغات بہہ گئے ہیں بھرے ہوئے کریٹ جو بنے تھے مارکیٹ بھجوانے تھے وہ بہہ گئے ہیں راستے ہمارے ابھی تک بند ہیں تو میرے خیال میں اس کا مطلب یہ ہے بلوچستان گورنمنٹ میرے خیال میں بس کی بات نہیں ہے۔ جو تجویز میر اسد بلوچ صاحب نے دی ہے کہ اس قرارداد کو پورے ہاؤس کی قرارداد سمجھ کر اور چیف منسٹر کی سربراہی میں ایک ڈیلیگیشن جائے مرکز اور چیف منسٹر اپنے منسٹر صاحب کو آپ نے اس صوبے کے تمام حالات سامنے رکھ کر فوری ایکشن لینے کی استدعا کی جائے۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں اس وقت اب بھی تقریباً دو مہینے ہو چکے ہیں کہ لوگوں کے راستے بند ہیں۔ مین روڈز بند ہیں۔ راستے بند ہیں۔ اُن تک پہنچنے کے کم از کم صوبائی گورنمنٹ تو کرے کہ جہاں جہاں راستے بند ہیں اُن راستوں کو تو کھول لیں اس کیلئے زیادہ سے زیادہ ایک گریڈر کی ضرورت ہے اب پورے پشین میں سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ کا ایک گریڈر ہے وہ بھی آئے روز خراب ہوتا رہتا ہے۔ تو براہِ مہربانی کم از کم بند روڈوں کو کھولنے کے لئے اب سیزن کی جس کی تھوڑی بہت زمینداری بچی ہے اس نے ابھی تک مارکیٹ تک پہنچانا ہے راستے بند ہیں وہ بھی یہاں خراب ہو جائیگا۔ تو فوری ایکیشن لینے کی ضرورت ہے صوبائی گورنمنٹ کا ہمارے وزراء صاحبان بیٹھے ہیں اور جو بڑے بڑے کام جس کی زمین بہا کے لے گئی ہے جن کے باغات بہا کے لے گئے ہیں جن کے ٹیوب ویل بھر گئے جن کے گھر اجاڑ دیئے ہیں، وہ ظاہر ہے کہ پورے بلوچستان جس طرح کے ہر ضلع میں شکایتیں ہیں۔ ان کو میرے خیال میں جو رپورٹ ہمارے اسداللہ بلوچ صاحب نے مرتب کی ہے اس کو پھر سی ایم صاحب کی سربراہی میں ایک ڈیلیگیشن مرکز جائے۔ اور ان کے ساتھ اپنے تمام مسائل رکھیں لیکن فوری جو ہمارے راستے بند ہیں یا لوگ اب تک پریشان ہیں ان کا بچا کھچا مال ہے وہ بھی خراب ہو رہا ہے ان کے لئے صوبائی گورنمنٹ کم از کم فوری طور پر خصوصاً آریگیشن ڈیپارٹمنٹ جو ہے وہ گریڈرز کی بندوبست کرے اور راستے کھول کے دے تاکہ ہمارے جو پھل ہیں وہ مارکیٹ تک پہنچ سکیں، مہربانی جی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ صدیقی صاحب، اصغر ترین صاحب۔

جناب محمد اصغر علی ترین: شکریہ جناب سپیکر صاحب، جناب اسپیکر صاحب یہ جو قرارداد پیش کی انتہائی اہمیت کی حامل ہے جناب اسپیکر صاحب بارشیں اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے مگر کبھی کبھار زحمت بھی بن جاتی ہے جناب اسپیکر صاحب اس دفعہ جو بارشیں ہوئی ہیں یہ متوقع نہیں تھی یہ توقع سے بہت زیادہ ہوئی ہیں اور تقریباً چالیس سال سے پچاس سال کے بعد کوئی اتنی مون سون کی بارشیں ہوئی ہیں جس نے تباہی مچادی ہے اس بارشوں کے سلسلے میں جانی اور مالی نقصانات ہوئے ہیں اب جانی نقصان نہ ہم پورا کرسکتے ہیں نہ آپ پورا کرسکتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو کو صبر عطا فرمائے۔ اور جو لوگ فوت ہوگئے ہیں شہید ہوگئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ جناب اسپیکر صاحب ان بارشوں کی وجہ سے آپکو معلوم ہے کہ تمام تر جو تقریباً ضلع پشین کی اگر آپ بات کریں بحیثیت نمائندہ ضلع پشین کا آپ یقین کریں ایسے ہی ان بارشوں نے تمام کے تمام پورے گاوں ہی بہہ کے لے گئے ہیں۔ اگر ابھی میں اپنے علاقے کی بات کرنا چاہوں اپنے حلقے کی بات کرنا چاہوں محمود آباد ایک گاوں ہے جو ڈب خانزئی اور منزکئی کے درمیان ہے۔

آپ یقین جانیں جناب اسپیکر صاحب وہاں بالکل نا کوئی کمرے ہیں ناں کوئی گھر ہے سب بہا کر کے لے گئے ہیں اور وہاں پر رہنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کوئی بندہ ادھر رہ نہیں سکتا۔ اگر آپ رہیں گے ٹینٹ بھی لگانے کی گنجائش نہیں ہے وہاں پر اتنا پانی کھڑا ہوا تھا کہ وہاں پر ٹینٹ لگانے کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ جناب اسپیکر صاحب اس طرح ڈب خانزئی میں یقین کریں ہمارے جو گھر ہیں وہ بہا کر کے لے گئے اسماعیل زئی میں لے گئے ہیں منزکئی ہے اس میں تورہ شاہ ہے اس میں شیخال زئی ہے جناب اسپیکر تمام کے تمام تر پشین کا ضلع ہے وہ بارش اور پانی کے لپیٹ میں تھا۔ اور جناب اسپیکر صاحب! جیسے کہ آپ کے علم میں بھی ہے تمام ساتھیوں کے اضلاع میں بارشیں ہوئی ہیں۔ اور طوفانی سیلاب اور ریلے آئے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب ہمارا جو ذریعہ معاش ہے بالخصوص ضلع پشین کا وہ ہمارے زراعت پر ہے ہمارا ایگریکلچر ہے اور اس بارشوں کی وجہ سے ہماری زراعت تباہ ہوگئی ہے ہماری فصلیں تباہ ہوگئی ہیں انگور تباہ ہوگئے سیب تباہ ہوگیا جناب اسپیکر صاحب اس میں خربوز، تربوز جتنے بھی ہماری فصلیں تھیں پھل تھے سب تباہ ہوگئے ہیں۔

جناب اسپیکر صاحب اتنا پانی تھا جو ہم یہاں پر بیان نہیں کرسکتے آٹھ آٹھ فٹ، نو نو فٹ کے میرے یہاں پر کم از کم اس نہر میں پانی آرہا تھا تو جناب اسپیکر صاحب اس میں یقین جانیے ایسے کسان حضرات ہیں ایسے بزگر حضرات ہیں جو قرض پے، اُدھار پے لوگوں سے سامان لیتے ہیں سارا سامان لے لیا سمرسیبل کا

سامان لے لیا بجلی کا سامان لے لیا اور وہ اسی سیزن میں کھڑے ہیں کہ یہ سیزن آئیگا ہم یہ پھل یہ فروٹ مارکیٹ میں فروخت کرینگے اُدھر سے پیسہ آئیگا تو ہم ادھار ادا کرینگے۔ یہ انتظام ہے۔

اسپیکر صاحب یہ وہ زمیندار حضرات نہیں ہیں جن کے کروڑوں میں باغات بکتے ہوں اتنا ہوتا ہے کہ وہ بارہ مہینے سال بارہ مہینے اپنے بچوں کا پیٹ پال سکیں اور جو ادھر انہوں نے لیا ہے ظاہر ہے کہ اب جب ایک زمینداری کرتے ہیں ایک کسان جب ایک زمینداری کرتا ہے تو اس کو سپرے کے بھی جو زراعت سے وابستہ ہے وہ سپرے کی بھی ضرورت پڑتی ہے وہاں سولر کی ضرورت پڑتی ہے جناب اسپیکر صاحب میں آپ کو بتاؤں اتنی بارشیں ہوئی ہیں کہ گیارہ ہزار کے کھمبے تھے وہ جڑ سے نکال کے ادھر پڑے ہوئے تھے اتنا طوفان یہ سولر تو آپ چھوڑیں سولر تو ایسے پڑے ہوئے تھے جیسے کوئی ٹماٹر وغیرہ یا کوئی ایسے کسی نے کاٹ کے پھینکے ہوئے جو سولر پلیٹس کی میں بات کرر ہا ہوں اور جو ٹیوب ویل تھے وہ بالکل بیٹھ گئے زمین کے اندر دھنس گئے ہیں۔ تو جناب اسپیکر صاحب اس میں مال مویشی پانی بہہ کر کے لے گئے اس میں گھر بہہ کر کے لے گئے تو یہ بہت بڑا نقصان ہوا ہے۔ یہ جو قرارداد یہاں پے اس ٹیبل پر پیش کی گئی ہے جس کا محرک میں بھی ہوں جناب اسپیکر صاحب یہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔

جناب اسپیکر صاحب! ہمیں وفاقی حکومت سے صوبائی حکومت سے بالخصوص وفاقی حکومت سے شہباز شریف صاحب آئے، ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ تمام تر جو پی ڈی ایم اے میں لسٹیں مہیا کی ہیں کہ یہ یہ اضلاع جو ہیں ناں آفت زدہ ہیں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ تمام وہ جو آفت زدہ اضلاع ہیں ان کا دورہ ہوتا۔ وقت کا کمی کی وجہ سے وہ نہیں آ سکے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ لیکن جناب اسپیکر صاحب! ابھی ان کو جو ہم ریلیف دینا چارہے ہیں کہ جو کسان حضرات ہیں یا جو وہاں پر ذمہ دار حضرات ہیں یا جن کے گھر تباہ ہوئے ہیں یا جن کا جو نقصان ہوا ہے، ان کا ہم ازالہ کیسے کریں۔

جناب اسپیکر صاحب کیا وہ دو سال بعد ہم ان کا ازالہ کریں گے کیا تین سال بعد ہم کریں گے؟ جناب اسپیکر صاحب اگر ہم نے فی الفور جیسے اسد صاحب نے کہا کہ فی الفور اگر ہم نے ان کی مدد نہیں کی مالی مدد نہیں کی اور ہم وفاق کے پاس نہیں گئے صوبہ وفاق کے پاس نہیں بیٹھا اور میاں شہباز شریف صاحب کے پاس جا کر نہیں بیٹھا کہ بھائی اتنے نقصانات ہوئے ہیں ہمیں ایمرجنسی کے طور پر کم از کم کچھ فنڈز تو مہیا کریں؟۔ تا کہ ہم بروقت کسانوں کی مدد کریں۔ تا کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔ جناب اسپیکر صاحب اگر ان کا ازالہ نہیں ہوا تو آپ یقین کریں یہ میں آپ کو ریکارڈ پر کہہ رہا ہوں کہ ایک بہت بڑا ایک وہ لہر

چلے گی کہ یہاں پر پھر جو ہے ناں لوگ بھوک سے مریں گے جناب اسپیکر! میں یہ بول رہا ہوں ۔ یہ میں آپ کو ریکارڈ پر کہہ رہا ہوں کہ اگر ان کا ازالہ نہیں کیا گیا یہ تمام کسان قرض دار ہیں یہ تمام کسان وہ کسان ہیں جنھوں نے قرض لے کر یہ بیج وغیرہ بوئے ہیں اور فصلیں اُگائی ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! اگر اس کا ازالہ نہیں ہوا اس کا بہت بڑا نقصان ہوگا۔ جناب اسپیکر صاحب یہ لوگ چوری پر مجبور ہو جائیں گے چکاری پر مجبور ہو جائیں گے جناب اسپیکر پھر جس نے جس طریقے سے جس نے جس کو استعمال کرنا تھا وہ کریگا۔

جناب اسپیکر صاحب ! وزیر اعظم یہاں پر آئیں ۔ان کو آئے ہوئے بھی کم از کم 15 سے 20 دن ہوگئے ہیں ابھی تک کسی کو بھی معاوضہ نہیں ملا میری خود یہ آپ سے request ہے آپ چیئر پر بیٹھے ہوئے ہیں تمام ممبران ساتھی ہمارے بیٹھے ہوئے ہیں جناب اسپیکر صاحب! میرا یہ مطالبہ ہے اور میں یہ request بھی کرتا ہوں تمام ساتھیوں سے کہ وزیر اعلیٰ بلوچستان کی سربراہی میں میر عبدالقدوس صاحب کی سربراہی میں تمام 65 کا جتنے بھی ہیں بمع اسپیکر، ڈپٹی اسپیکر جتنے بھی حضرات ہیں ہم اسلام آباد جائیں وہاں جا کر شہباز شریف صاحب سے ملیں اور ان کو یہ تجویز دیں کہ ہمارے یہ نقصانات ہوئے ہیں کم از کم از 100% نہ ہو 50% تو ہماری مالی مدد کی جائے تو پھر جا کر جناب اسپیکر صاحب! وفاق کو پھر ہوش آئے گا پھر وفاق ہماری مدد کریگا۔ اگر یہ ہم اسمبلی میں بیٹھے رہے تقاریر کرتے رہیں گے اور کوئی بھی ہم قدم نہیں اٹھائیں گے۔ جناب اسپیکر صاحب وفاق اتنا مہربان نہیں ہے بلوچستان پر۔ میں آپ کو بتا دوں آپ ریکارڈ نکالیں 70 سال 75 سال سے۔ وفاق اتنا بلوچستان پر مہربانی نہیں ہے۔ ہاں مہربانی تب ہے جب ریکوڈک کا معاملہ آئے گا مہربان تب ہے جب سینڈک کا معاملہ آئیگا۔ مہربانی تب ہے جب گوادر کا معاملہ آئے گا۔ مہربان تب ہے جب سی پیک کا معاملہ آئے گا۔ پھر آپ پر وفاق مہربان ہوگا لیکن جب تباہی کا حال ہوگا یہاں پر روڈوں کو پانی بہا کر کے لے جائے گی سڑکیں تباہ ہوں گے پل تباہ ہوں گے زمین دار تباہ ہوں گے جانی نقصان ہوگا مالی نقصان ہوگا۔ پھر وہاں وفاق کی آنکھیں بند ہوں گی۔ جناب اسپیکر صاحب ہم ہر فورم پر کسان کی آواز اٹھائیں گے جو تباہی بلوچستان میں ہوئی ہیں چاہے وہ لسبیلہ میں ہوئی ہے چاہے وہ اوتھل میں ہوئی ہے چاہے وہ قلعہ سیف اللہ میں ہوئی ہے چاہے وہ یہ پچھلے دنوں میں یہ قلعہ عبداللہ میں جناب اسپیکر صاحب ڈیم ٹوٹے ہیں اِدھر ہوئی ہے چاہے جدھر بھی ہوئی ہے بلوچستان کے جس جس اضلاع میں تباہی ہوئی ہے.

جناب اسپیکر صاحب! میں بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی ہر فورم پر آواز اٹھاؤں گا۔ گو کہ ہم وفاق میں نواز شریف حکومت شہباز شریف کے اتحادی ہیں۔ لیکن اس کا یہ قطعاً مقصد نہیں ہے کہ ہم اپنی آواز دبائیں اور

اپنے حق کے لیے نہ اٹھیں ہم حق کے لیے بات کریں گے ۔اور جناب اسپیکر صاحب! میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں جتنے بھی ان بارشوں میں جو ڈیمز ٹوٹے ہیں جناب اسپیکر صاحب! ان کی انکوائری کرائی جائے۔ کیوں ٹوٹے ہیں کیا وجوہات تھیں پانی کا flow زیادہ تھا کام غیر معیاری تھا کیا وجوہات تھیں.

جناب اسپیکر صاحب! اس کی بھی تحقیقات کی جائیں؟۔ کیوں کہ قلعہ عبداللہ میں جو تباہی مچی ہے قلعہ عبداللہ میں یقین جانیئے جناب اسپیکر صاحب ! میں ایک کلپ دیکھ رہا تھا ایک شخص رور ہا تھا اور رو رو کر بددعائیں دے رہا تھا تو جناب اسپیکر صاحب ان سب چیزوں کو دیکھنا پڑے گا یہ ہمارے ممبران کی ذمہ داری ہے ناں یہ صرف اسد جان کی ذمہ داری ہے۔ ناں یہ محمد خان لہڑی کی ذمہ داری ہے ناں یہ صرف نصر اللہ خان زیرے کی ذمہ دای ہے،ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم آواز اٹھائیں اور وفاق سے اپنا حق لیں۔ اگر وہ نہ بھی دیں تو اُن سے ہم چھین کر لے آئیں۔

جناب اسپیکر صاحب! جب تک ہم اپنے مظلوم اپنے کسان اپنے لاچار کی آواز نہیں بنیں گے کوئی اور بندہ یہاں پر آ کر بات نہیں کریگا۔تو جناب اسپیکر صاحب! request ہماری یہ ہے کہ فی الفور وفاق سے ملا جائے۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ حالت دیکھیں ابھی تک یعنی جو سڑکیں ہیں این ایچ اے کا راستہ ہے ابھی تک یہ connected یا پھر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔اور آپ کو پتہ ہے جو بھی کچھ پھل رہ گیا ہے جو کچھ ابھی انار رہ گیا ہے یا کچھ سیب رہ گئے ہیں یا پستہ رہ گیا ہے وہ راستے میں خراب ہو رہے ہیں آپ کی سڑکیں ابھی بحال نہیں ہوئی ہیں۔ وہ راستے میں دو، تین دن ، ہفتہ،ٹرک کھڑے ہوئے ہیں اور اسی ٹرک کے اندر وہ فصلیں ختم اور تباہ اور خراب ہو رہی ہیں۔تو جناب اسپیکر صاحب! اس پر بھی حکومت کو توجہ دینی چاہیے کہ سڑکیں بحال ہوں۔ پل بحال ہوں۔کوئی متبادل راستہ ڈھونڈیں اور جناب اسپیکر صاحب میں پھر یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ ہمیں دو چار دن کے اندر زیادہ نہیں دو چار دن کے اندر پرائم منسٹر سے ملنا چاہیے اور بلوچستان کی آواز بنی چاہیے اور وہاں پر جو بھی نقصانات ہوئے ہیں ان سے وہاں پر گھنٹہ ہو ڈیڑھ ہو دو ہو ان سے ٹائم لیا جائے۔اور ان سے یہ ہمارے مسائل بیان کیے جائیں اور ان کو یہ request کی جائے کہ ان کا ازالہ کیا جائے بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔جی ملک نعیم بازئی۔

ملک محمد نعیم خان بازئی (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ ٹرانسپورٹ): شکریہ اسپیکر صاحب! یقیناً حالیہ بارشوں میں جو نقصانات ہوئے ہیں سارے بلوچستان میں چاہے نصیر آباد ہو چاہے صحبت پور ہو۔ چاہے ژوب ہو قلعہ عبداللہ ہو۔کوئٹہ ہو یقیناً کوئٹہ کا جو ہے ہنہ اوڑک میں کل گیا تھا ہنہ اوڑک کے تو سارے باغات تباہ ہو گئے تھے۔ایسا ہمارا

پنجپائی کا علاقہ ہے یونین کونسل ہے وہاں پر جو ہے نقصانات ہوئے ہیں۔ اغبرگ ،نوحصار میں باغات ہیں۔ وہ بھی تباہ ہوگئے ہیں۔ تو ایسا کچلاک میں۔ تو یہ پورے علاقے میں تو ایسے نقصانات ہوئے ہیں۔ تو اس قرارداد کی میں بھرپور حمایت کرتا ہوں یقیناً نقصانات تو بہت ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے تو وہ رو رہے ہیں اصغر علی ترین کیونکہ وہ اپنے علاقے میں نہیں جاسکتے ہیں تو وہاں پر عوام جو ہے وہ اتنی غصے میں ہے تو انشاء اللہ وتعالیٰ اسی طرح ہر ممبر اگر اپنے علاقے میں جائے جو نہیں گیا تو ان کا جو ہے وہ حشر ہوئے گا تو پھر پتہ ہوگا ان کو۔ تو میں یقیناً ہمارا کچلاک اور خاص کر میں حاجی محمد خان لہڑی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ سارے ڈیموں کا اس نے خود visit کیا تھا ہمارے کچلاک کا ایریا نوحصار، اغبرگ خود وہاں پر گئے ہیں۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس قرارداد کی میں بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ اور یہ منظور ہونی چاہیے اور یہ جو ان لوگوں کے نقصانات ہوئے ہیں یا قرضے لیے ہوئے ہیں ان کو معاف کیا جائے۔ شکریہ اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔ جی محمد خان لہڑی صاحب۔

حاجی محمد خان لہڑی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ آج جو ہم یہاں پر قرارداد لے کر کے آئے ہیں یہ اہم نوعیت کا قرارداد ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پورے ملک بلکہ پورے بلوچستان میں بارشیں ہوئی ہیں بارشیں اللہ تعالیٰ کی نعمت بھی ہوتی ہیں اور زحمت بھی اس میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ آپ دیکھ رہے ہیں آپ کا ڈسٹرکٹ موسیٰ خیل ہو، چاہے بلوچستان کا کوئی بھی کونہ ہو کوئی جگہ بھی نہیں خالی ہوئی ہے کہ جہاں پر بارشیں نہیں ہوں کل جو آپ کے ڈسٹرکٹ شیرانی یا کوہلو سبی یہاں تک نصیر آباد میں جتنی بارشیں ہوئی ہیں 152 ملی میٹر بارشیں ہوئی ہیں کل۔ تو اس حوالے سے مَیں کہنا چاہتا ہوں کہ آج آپ کے جتنے بھی چاہے علاقے یہاں کے اوپر والے علاقے ہیں وہاں بارشیں ہوں اُنکا رُخ ہمیشہ نصیر آباد کی طرف ہوتا ہے آج مَیں جناب اسپیکر صاحب آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ بھروسہ کریں آج بھی آپ کا سیلابی ریلا تقریباً تین لاکھ کیوسک گزر رہا ہے آپ کے N65 سے۔ جو اُس کا رُخ نصیر آباد کی طرف ہے۔ واللہ العالم پھر جائے کتنا پھر نقصان ہو وہ پہلے ہی سے ہمارے کینال سسٹم کو بہت نقصان پہنچایا ہے اور ڈرینج سسٹم جو ہمارے ہیں اُن کو بہت اُنہوں نے نقصانات دیئے ہوئے ہیں اس میں جیسے کہ میرے دوست نے صرف ایک ایسٹیمنٹ بنا کر کے لایا ہے ایگریکلچر کا میرے خیاال میں اس میں ہمارے جتنے روڈز ہیں ایگریکلچر کا جو سسٹم ہے ڈیمز ہیں جو بھی ہیں چینلز ہیں اِن کو جتنے بھی یہ نقصانات ہوئے ہیں اُن کو بالکل اُس میں شامل کیا جائے ہم سب یہاں پر ایک کمیٹی بنی چاہیئے جو کہ جائے وفاق سے بات کرے اس حوالے سے کہ بلوچستان کے لئے ایک خصوصی پیکج ہو میرے دوست نے جو یہاں پر ڈیموں کے بارے میں

بات کی اس میں کوئی شک نہیں ہے پہلے ہی سے ہمارے سی ایم صاحب نے اس میں وہ اینٹی کرپشن کا جو آپ کا سی ایم آئی ٹی کا جو پہلے ہی سے ٹیم جو چیئرمین سی ایم آئی ٹی کے سربراہی میں بنایا ہے پہلے ہی سے وہ اس کی سروے کر رہے ہیں اس میں کوئی بھی ملوث ہو تو انشاءاللہ ہم کسی کو معاف نہیں کریں گے اور انکے خلاف ہم کارروائی کریں گے مَیں ایک بار پھر یہ دوستوں کا جو یہاں پر انہوں نے ملک نعیم نے جو اس میں کہا ہے، حالانکہ مَیں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں بات کہ اسپیکر صاحب میں الحمدُ اللہ بلوچستان کے بہت سارے ڈسٹرکٹس کا مَیں نے وِزٹ بھی کر چکا ہوں۔ اس میں مَیں نے جیسے کہا کہ بالکل کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ کا عذاب بھی آتا ہے لیکن بہت سے لوگوں کو فوائد بھی آئے ہوئے ہیں جہاں پر آپ کا ڈسٹرکٹ لورالائی میں اس وقت پانچ ہزار کا ایک آپ کا صرف ٹریکٹر کا جو ٹینکر ہے وہ بکتا تھا اس وقت مَیں نے وہیں پر پوچھا کہتے ہیں کہ ہمارے چار جو ٹیوب ویلز تھے پی ایچ اِی کے وہ ابھی چل رہے ہیں الحمدُ اللہ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پانی کا لیول اوپر آیا ہے۔ لیکن ٹوٹل اگر اس میں دیکھا جائے تو پورا بلوچستان میں ہمارے ایک ہزار بیس کے قریب ڈیمز ہیں۔ جس میں حالیہ دنوں جو قلعہ عبداللہ میں بارش ہوا اس میں بالکل بہت بڑا بارش ہوا جس کی وجہ سے پہاڑ کا پانی زیادہ آنے کی وجہ سے ڈیم کا اسپیل وِے کا اخراج جو ہے جتنا اُس کا رکھا جاتا ہے وہ، لیکن ڈیمز پہلے ہی سے بھرے ہوئے تھے اِتنا بارشوں کی وجہ سے اور زیادہ پانی آیا تو اُسکے over-flow ہوا جس کی وجہ سے ڈیموں کو نقصانات ہوئے۔ ایک ڈیم کو تو دوسرے کو اُس کو بہا کر کے لے گیا۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ لہڑی صاحب۔ جی خلیل جارج صاحب مختصر کریں۔

جناب خلیل جارج بھٹو: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ شروع کرتا ہوں خداوند کریم کے بابرکت نام سے۔ جناب اسپیکر صاحب اِن بارشوں سے احمد فراز کا ایک شعر یاد آیا ’’اِن بارشوں سے دوستی اچھی نہیں فراز۔ کچّا تیرا مکان ہے کچھ تو خیال کر‘‘۔ جناب اسپیکر صاحب یقیناً جو بارشوں سے نقصانات ہوئے ہیں وہ کسی کے بس میں یہ بات نہیں ہوتی ہے کیونکہ ہمارا بارانی اور پہاڑی علاقہ ہے۔ یقیناً لوگوں کے نقصانات کا ازالہ کرنا حکومتِ وقت کی اہم ذمہ داری ہے۔ اور مَیں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ حکومت اس فرائض سے غافل نہیں ہے۔ اور جناب میر عبدالقدوس بزنجو صاحب وزیرِاعلیٰ بلوچستان وہ اپنی اَنتھک محنت سے ہر علاقے کا وِزٹ بھی کر رہے ہیں اور پی ایم کے ساتھ انکے ازالے کے لئے بات چیت بھی کر رہے ہیں۔ مَیں اس قرارداد نمبر 147 کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ کہ جہاں بھی نقصانات ہوئے ہیں چاہے وہ بیلہ میں ہوں پشتون بیلٹ میں ہوں یا کہ بلوچ بیلٹ میں ہوں یا کوئٹہ میں ہوئے ہیں نقصانات۔ ہم سب بلوچستانی ہیں۔ ہمیں اس آفت کا اس کامل کے مقابلہ کرنا ہے اور مَیں

ہمیشہ اس اسمبلی کی اہمیت کو سمجھتا ہوں یہ ایک مقدس ایوان ہے جس کے آپ Custsodian ہیں اور ہم نے ہر دفعہ ہر معاملے پر وفاق سے مَیں ایک قسم کی بات کروں گا کہ ہم نے بھیک بھی مانگی اور ہمیں وفاق نے نہیں دیا۔ اور بھی جو consensus بن رہا ہے۔

اس ہاؤس کا کہ ہم مشترکہ طور پر پرائم منسٹر کے پاس جائیں اور consensus سے اُن سے کہیں کہ یہ ہمارے علاقے ہیں آپ ہمارے مائی باپ ہیں آپ فیڈرل ہیں اور آپ ہمارے سر پر ہاتھ رکھیں اس ٹائم بلوچستان جو پاکستان کا مستقبل ہے جو ہمارے بچوں کا مستقبل ہے اگر یہ مستقبل ہی پانی میں ڈوبا رہے گا تو پھر ہم اپنے بچوں کو کیا جواب دیں گے۔ جتنی بھی جناب اسپیکر صاحب اس ٹائم، جو شہادتیں ہو چکی ہیں مَیں اُنکے لئے دعا گو ہوں اُن کی فیملیز کے لئے اور میں چاہتا ہوں کہ وفاق پر صرف تقریروں سے نہیں آپ کی سربراہی میں جناب اسپیکر صاحب آپ کی سربراہی میں جناب وزیر اعلیٰ کی اجازت کے ساتھ ایک دس رکنی بارہ رکنی وفد بنا کر کے اسلام آباد جایا جائے اور مون سون کا آپ کو پتہ ہے کہ اگلا اسپیل بھی جا رہا ہے اور یہ بھی اسپیل ہے اور لہٰذا ہمیں اس چیز پر اتحاد کرنی چاہیئے اور ایسے واقعات جیسے آپ کے علاقوں کے بھی کافی راستے رُکے ہوئے ہیں آپ کے علاقے سے ہو کے جاتے ہیں وہ بھی راستہ رکا ہے اِدھر سے یہ بھی راستہ رُکا ہے اور ہم لوگ بلوچستان ایک کالنگ کارڈ بھی کراچی سے آتا ہے اگر راستے بند ہوں گے تو وہ بھی ہمارے لئے مشکلات ہیں لیکن راستوں کو بھی ہموار کیا جائے تو لہٰذا اگلی قرارداد بھی بہت اہم ہے میں اُس پر بھی بات کروں گا آپ سب کا شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی نصر اللہ خان زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: شکریہ مسٹر اسپیکر صاحب۔ جو قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے اور مَیں خود اس قرارداد کا محرک ہوں۔ 2 جولائی سے جو پہلا اسپیل تھا مون سون کی بارشوں کا آج 15 اگست ہے تقریباً ڈیڑھ ماہ میں اس مون سون کی اچانک اور یقیناً موسمیات نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ اِس سال مون سون کی بارشیں غیر معمولی ہوں گی۔ غیر متوقع ہوں گی۔ لیکن اس قسم کی بارشیں پہلی مرتبہ مون سون کی دیکھی جاسکتی ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ جیسا ایک دن ایک علاقے کو ایک ڈسٹرکٹ کو اپنی لپیٹ میں لے کر اُن میں تباہی مچا دیتا ہے پھر اگلے دن مزید تباہی ہوگئی۔

جناب اسپیکر جب پہلا اسپیل آیا اور اُس پہلے کوئٹہ کے بالخصوص کوئٹہ میں میرے حلقہ انتخاب ایسٹرن بائی پاس، تختانی بائی پاس کے علاقوں، چالو باوڑی سے لے کر کے پھر شہید عثمان خان کاکڑ چوک پھر آگے پیڑی، سریاب مِل، کلی شاہنواز، خلجی کالونی اور یہ پہاڑی علاقوں کو اِن کو اِتنا متاثر کیا کہ وہاں درجنوں

سینکڑوں گھر منہدم ہو گئے۔ وہاں اُس دن کوئی پانچ کے قریب casualties ہوئیں دو بہنیں پانی میں ہلاک ہوئیں۔ وہاں دو بچے پانی میں ڈُوب گئے اسی طرح تمام راستے بند ہو گئے تختانی بائی پاس کے۔ اور پھر جب دوسرا اسپیل آیا اُس نے جا کر کے پشین کو اپنے لپیٹ میں لے لیا۔ پشین ڈسٹرکٹ میں وہ تباہی مچادی میں خود پشین ڈسٹرکٹ گیا جس کا آپ اندازہ نہیں لگا سکتے ہیں۔ مجھے ہمارے پارٹی کا ایک دوست ہے اُن کی زمینداری ہے عمر خان ترین اُس نے کہا صرف میرا دو کروڑ روپے کا نقصان ہوا ہے۔ ابھی اُس نے نیا باغ لگایا تھا انگور کا۔ جناب اسپیکر پھر یہ اسپیل کوئٹہ کے ہنہ اوڑک، اغبرگ، پنجپائی، کچلاک، اِن علاقوں کو جس طرح متاثر کیا یہ میرے پاس فائل ہے اغبرگ کا مَیں حیران ہوں وہاں کے زمینداروں کا ایک ایک زمیندار کا پچیس، پچیس لاکھ۔ حالانکہ اغبرگ میں شاید اُتنا نقصانات نہیں ہوئے جتنا پشین یا قلعہ عبداللہ یا موسیٰ خیل میں ہوا ہے لیکن اغبرگ میں ایک زمیندار کی اتنی ہوئی ہے تمام یہ فائل میرے سامنے اغبرگ کی ہے۔ ایک ایک زمیندار کی پچیس پچیس لاکھ روپے اُن کے ٹیوب ویل ختم ہو گئے ہیں اُن کے مال مویشی پانی میں بہہ گئے۔ اُن کے پیاز، اُن کے انگور کے باغات ختم ہو گئے۔ اسی طرح جناب اسپیکر! قلعہ سیف اللہ کا خسنوب کا علاقہ جہاں وزیر اعظم صاحب گئے۔ اُس علاقے کو بالکل وہ گاؤں صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔ اسی طرح مسلم باغ کے اُرگس علاقہ وہ تباہی کا شکار رہا۔ پھر دوسرے اسپیل میں پنجگور کا علاقہ، واشک کا علاقہ، خضدار کے علاقہ اور اسی طرح قلعہ عبداللہ کا اور کل پرسوں آپ کا موسیٰ خیل کے علاقے میں وہ تباہی آ گئی کہ سب سے زیادہ casualty جو ہے ناں یکدم شاید 12 سے زائد بندے صرف ضلع موسیٰ خیل میں مختلف یعنی کوٹ خان محمد میں اور باقی علاقوں میں ہوئے، اور مَیں تو کہتا ہوں کہ اِن تمام علاقوں میں جہاں جہاں ہوا اور پرسوں جو موسیٰ خیل میں ہوا وہاں تو حکومت کو فوری طور پر ایمرجنسی declare کرنی چاہیے۔

جناب اسپیکر! ان بارشوں نے جو تباہی مچادی، یہ صرف نہیں کہ فصلات تباہ ہو گئے، باغات ختم ہو گئے۔ سڑکیں نیشنل ہاویز جو ہیں وہ سب تقریباً ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ اس کے علاوہ سولر سسٹم لوگوں کے ختم ہو گئے۔ اس کے علاوہ ٹیوب ویل لوگوں کے ختم ہو گئے۔ اس کے علاوہ لوگوں کے تمام گھر منہدم ہو گئے اور اس کے علاوہ جناب اسپیکر! جو ڈیم تھے وہ ڈیم مکمل طور پر جو ڈیم ناقص بنے تھے اُن میں دراڑے پڑ گئی۔ اسی طرح کل کوہلو میں جو ہیں ناں بہت تباہی مچ گئی۔ اور مسلم باغ میں زیارت میں اور ہرنائی میں مَیں کس کس ضلع کا نام لے لوں تقریباً صوبے کے تمام اکثر اضلاع نصیر آباد ڈویژن سے لیکر کے ژوب ڈویژن، کوئٹہ ڈویژن، مکران، رخشان باقی سبی ڈویژن، ژوب، نوشکی اور یہ تمام جتنے بھی رخشان ڈویژن یہ تمام علاقے مکمل طور پر یکساں طور پر تباہ

ہو گئے۔ جناب اسپیکر! اب ضرورت کیا ہے یہاں پر۔حکومت کو کیا کرنا چاہیے۔کیا PDMA نے یا سول انتظامیہ نے محدود انداز میں جو اُن کی بس میں تھے وہ اُنہوں نے کیا شاید اُن کے بس سے بہت بڑا ہے، بہت بڑے نقصانات ہوئے ہیں۔مَیں سمجھتا ہوں یہ اربوں میں نہیں کھربوں میں یہ نقصانات ہوئے ہیں۔اتنے نقصانات ہوئے ہیں کہ ہم اس کا سوچ بھی نہیں سکتے ہیں۔اور جو قرارداد میں مطالبہ کیا گیا ہے یہ رقم بہت معمولی رقم ہے یہ اُن کے منہ میں زیرے کے برابر ہے۔ ہمارے نقصانات کہیں زیادہ ہیں.

جناب اسپیکر! اور اس سے بھی جب وزیراعظم صاحب تشریف لائے تھے کوئٹہ ائیرپورٹ پر ہمیں بریفنگ دی گئی تو مَیں واحد ایم پی اے میں تھا،مَیں نے ان سے سوال کیا جناب شہباز شریف صاحب سے کہ ہمارا مطالبہ یہ رہا ماضی میں کہ تمام ہمارے جو جو علاقے ہیں وہاں پر ڈیم تعمیر کیا جائے۔وہاں پر کنکریٹ کے ڈیم تعمیر کئے جائیں۔وہاں پر جنگلات لگائے جائیں۔اور ہم نے یہ نہیں کیا،اور آج آپ کو پتہ ہے ویسے ہمارے صوبے میں سالانہ 13 ملین ایکڑ فٹ پانی ہم ضائع کررہے ہیں۔اور ان بارشوں میں تقریباً عام بارشوں میں 13 ملین ایکڑ فٹ اس بارشوں میں تو پتہ نہیں کتنا ملین ایکڑ جس کا ہم سوچ بھی نہیں سکتے ہیں وہ پانی ضائع ہو کر چلا گیا،کسی ڈیم میں نہیں آیا،کسی جگہ نہیں آیا۔وہ جا کر ضائع ہو گیا۔تو مَیں سمجھتا ہوں جناب اسپیکر! جو مطالبات رکھیں گئے ہیں اُس میں پہلا یہ ہے کہ تمام صوبے کو آفت زدہ قرار دیا جائے۔اور جب آفت زدہ قرار دیا جاتا ہے جن جن اضلاع کو یا جن جن صوبے کو اُن میں تمام ٹیکسز وفاق کے صوبے کے جتنے بھی ٹیکسز ہیں چاہے بی آر اے کو ہو چاہیے ایکسائز کے ہو چاہیے زرعی قرضے ہو وہ تمام یکسر ختم کئے جاتے ہیں اُنھیں معاف کا لفظ تو نہیں استعمال کر سکتا ہوں معافی کا۔لیکن تمام زرعی قرضوں کو زرعی بینک وہ ختم کریں اسلئے کہ ہمارے زمیندار اس وقت اپنا نان شبینہ کے لئے وہ مجبور ہے۔جو ہمارے زمیندار ہیں وہ تمام جن کا ہمارے دوستوں نے ذکر کیا اُن کا اُنہوں نے جو قرضے لئے تھے لوگوں سے اب بجائے اس کے وہ قرضوں کی ادائیگی بھی نہیں کر سکتے ہیں۔مال مویشی ہزاروں کی تعداد میں ہلاک ہو گئی ہے اور اسی طرح انسانی جانیں سینکڑوں کی تعداد میں انسانی جانیں ضائع ہو گئے ہیں۔لوگ جان بحق ہو گئے ہیں۔اب صرف یہ کہ ہم نے دس دس لاکھ روپے یا وزیراعظم نے اعلان کیا کچھ لوگوں کو ملے باقی تعمیر نو کا اب تک کوئی کام نہیں ہو سکا ہے۔یہ ٹینٹ وغیرہ راشن یہ معمولی چیزیں تو پہنچ گئے۔اب جب زمیندار کی سولر سسٹم ختم ہو گیا۔جس کا ٹیوب ویل ختم ہو گیا۔جس کے کروڑوں روپے کے باغات ختم ہو گئے۔جس کے فصلات ختم ہو گئے،جس کے گھر منہدم ہو گئے وہ کیا کریں۔PDMA کی بات تو نہیں رہی۔آپ کا NDMA نیشنل ڈیزاسٹر منجمنٹ اتھارٹی ایک بہت بڑا ادارہ ہے۔اُس کے سابق سربراہ چیئرمین صاحب تھے جنرل

صاحب۔ اُنہوں نے کرونا کے وقت وہ بیان دیا تھا سپریم کورٹ کے سامنے کہ ہم نے کرونا کے ایک مریض پر 25 لاکھ روپے خرچ کئے ہیں۔تو اب آپ خود اندازہ لگائیں

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب مختصر کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: مَیں خود مریض رہا۔ مجھے تو سرکار نے پیناڈول کے tablet بھی نہیں دی ہے اگر وہ خریدی مَیں نے اپنے جیب سے خریدی ہے، 25 لاکھ روپے کہاں خرچ ہوگئے ۔تو مَیں سمجھتا ہوں کہ NDMA کو اس حوالے سے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے اور اس کے علاوہ جناب اسپیکر! وفاقی حکومت کو کیا کرنا چاہیے جناب! جس طرح دوستوں نے کہا کہ وفاقی حکومت کو فوری طور پر وزیراعظم کو اس حوالے سے ایک بڑا میٹنگ جس میں تمام ممبران اسمبلی ہو۔اور تمام جتنے بھی نقصانات ہوئے ہیں ڈپٹی کمشنرز کو ADCR کو ریوینو کو ریوینو کو settlement کو ہدایت کی جائے کہ جس کے گھر منہدم ہوگئے ہیں صحیح معنوں میں حقیقی معنوں میں جن کے باغات ختم ہوگئے، جن کے فصلات ختم ہوگئے ہیں جن کے بجلی کے پولز گر گئے ہیں گیس ختم ہوگئی ہے ۔تمام آپ کا نظام درھم برھم ہوگیا تمام نقصانات جو ہے ناں وہ نقصانات ہو detail مہیا کیا جائے۔تا کہ ہم وفاقی حکومت کے سامنے رکھ سکیں کہ کتنا نقصان ہوا ہے اور اس کے لئے کتنا ہمیں یہاں رقم کی ضرورت ہے، مَیں جناب اسپیکر! یہی کہوں گا کہ اس حوالے سے سنجیدہ اقدامات، باقی جو فیڈرل لیویز کا مسئلہ ہے۔ یہ بڑا ایشو ہے۔ اس کا کوئی سروس اسٹرکچر نہیں بنا ہے۔ اٹارھویں ترمیم ہوئی اٹھارویں ترمیم میں اساتذہ بھرتی ہوئے وہ اس صوبے کے گلے پڑ گئے ہیں اب ہم تنخواہیں ادا کر رہے ہیں اچھا سات ہزار لیویز فیڈرل کا ہے وہ ہمارے گلے پڑ گئے جناب اسپیکر فیڈرل لیویز کے لئے سروس اسٹرکچر بننا چاہیئے وفاق میں ملازمین تو ہمارے گلے باندھ دیئے لیکن ہمارے اثاثہ جات جو ہماری ملکیت تھی جو صوبوں کی ملکیت تھی جن کی قیمت کھربوں روپوؤں میں ہیں وہ وفاق کے پاس ہیں وہ بھی تو ہمیں دے دیں۔ اثاثہ جات بھی ہمیں دے دیں۔ فیڈرل لیویز اور اساتذہ کرام کا معاملہ حل ہونا چاہیئے ۔مَیں صرف ایک نکتہ نواں کلی میں ہنہ اوڑک بائی پاس لیبر کالونی میں وہاں پر جو پارک کو پارک رہنا چاہیے ہائی کورٹ نے بھی حکم دیا ہے کہ کوئی کیمونٹی کے لئے بن جاتی ہے وہ ڈیپارٹمنٹ ورکرز ویلفیر بورڈ اُن لوگوں کو انہوں نے مکانات دیئے ہیں وہاں پارک کے لئے نو پارک ہیں۔اب ورکرز ویلفیئر بورڈ اُن پارکوں پر جو عوام کے سیر و تفریح کے لےء ہیں اُن پر قبضہ کرنے کے لئے وہ منصوبہ بندی بنا رہی ہے ورکرز ویلفیئر بورڈ تو ہم اس کی اجازت نہیں دیں گے پارک کو پارک رہنا چاہیئے ہائی کورٹ نے بھی حکم دیا ہے کہ کوئی کیمونٹی کے لئے جو اُن کے لئے بن جاتی ہے وہ پارک ہو یا کوئی اور چیز ہو اس بلڈنگ وغیرہ کے لئے استعمال نہیں ہونا

چاہیے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ زہری صاحب۔

جناب نصراللہ خان زہری: لہٰذا میں قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور وفد بنایا جائے وزیر اعلیٰ کی قیادت میں اور تمام نقصانات کا ازالہ کیا جائے Thank you مسٹر اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ زہری صاحب قرارداد جو ہے سیلاب سے متعلق تھی لیویز کا جو مسئلہ یہ یقیناً ایک پیچیدہ مسئلہ ہے اس پر کوئی تفصیلی بات بھی کریں گے اور حکومت کو بولیں گے کہ اچھا اقدام اس پر کرے۔ جی مولوی صاحب مختصرا بات کریں۔

مولوی نوراللہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر! اس بارشوں میں مون سون کے بارشوں نے قلعہ سیف اللہ میں جو تباہی مچائی ہے میرے خیال میں سب سے زیادہ تباہی قلعہ سیف اللہ میں مچائی ہے۔ تیرہ بندے جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے، کئی کئی گاؤں صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ ہمارے ضلع کے بتیس یونین کونسل ہیں، کوئی بھی یونین کونسل اس آفت سے محفوظ نہیں رہی۔ بہت افسوس کی بات ہے، وہاں پر چیف سیکریٹری صاحب تشریف لائے، اُس کے بعد پرائم منسٹر جس کے ساتھ سی ایم صاحب بھی ہمراہ تھے وہ بھی تشریف لائے۔ فی کس مرنے والوں کے لئے دس لاکھ روپے کا اعلان کیا، جس کا ٹوٹل ایک کروڑ بیس لاکھ روپے بنتے ہیں۔ بہت ساروں کو ابھی تک نہیں ملے ہیں۔ میرے خیال میں ہمارے بہت سے پارلیمانی حضرات اپنے سیاسی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے زیرِ لب شکایت کرتے ہیں۔ میں برملا کہتا ہوں کہ وفاق ہمارے ساتھ انصاف نہیں کر رہا۔ بلوچستان کا انتخاب وسائل کے حوالے سے کہ وہ یہاں سے وسائل لے جا کے وفاق میں اپنے مفاد کے لئے استعمال کریں۔

بلوچستان کا انتخاب یہاں کے پہاڑوں میں ایٹمی دھماکہ کر کے زیرِ زمین پانی کو زہر آلود کرنے کے سوا اُس کا اور کوئی دلچسپی بلوچستان سے نہیں ہے۔ جبکہ یہی پرائم منسٹر پنجاب کے کسی شہر میں جب جاتا ہے تو ایک شہر کے لئے اربوں روپے کا اعلان کرتا ہے۔ جناب اسپیکر 3 جولائی سے لیکر آج کے دن تک میں گاؤں گاؤں، کُوچے کُوچے پھر تا رہا ہوں، مناظر دیکھتا رہا ہوں، باغات اور فصلیں تباہ ہو چکی ہیں، گاؤں کو سیلابوں نے مسمار کر دیا ہے۔ لوگوں کے پاس کچھ بھی نہیں ہے، نہ رہائش کے لئے مکان ہے، نہ کھانے کے لئے کوئی انتظام ہے۔ پی ڈی ایم اے نے جو امداد کے نام پر جو تماشہ بنا رکھا ہے، اُس میں جو بدنظمی اور بدانتظامی ہے، اُس کی کوئی مثال نہیں۔ اُس میں جو خیانت اور بددیانتی ہے خدا کی قسم اُس کو دیکھ کے دل دَرد اور دُکھ سے بھر جاتا ہے۔ جن لوگوں کے گھر صحیح سلامت ہیں بچا ہوا ہے اپنے وسائل کے ذریعے محفوظ گھر بنا کے اور پیٹ بھرا ہوا ہے سرمایہ رکھتے

ہوئے انہیں امداد لے جاتے ہیں جن لوگوں کا گھر مسمار ہوا ہے جن لوگوں کی فصل تباہ ہوئی ہے جن لوگوں کے ٹیوب ویل پانی سے بھر چکے ہیں ان کے لئے کوئی چیز بھی نہیں ہے۔تو میں اس فلور پر آپ کی توسط سے میرے ضلع میں جتنے بھی پی ڈی ایم اے کی طرف سے امداد کے نام پر ایمرجنسی کے طور پر جو کچھ آیا ہے میں پی ڈی ایم اے سے اس کی تمام تفصیلات اس ایوان کی توسط سے برملا اُسکی رپورٹ بتانا چاہتا ہوں، لینا چاہتا ہوں۔ جناب اسپیکر ہمارا یہ عالم ہے کہ مریض پھنسے ہوئے ہیں، بادینی سے لیکر مرغہ فقیرزئی تک ہمارا جو ٹھیکیدار تھا اُس نے روڈ کو اُکھاڑ کے تعمیر کے نام پر اتنے کھڈے بنائے ہیں کہ اس سے کسی چیز کا نکلنا اور گزرنا مشکل ہے۔لوگ ہمیں تنگ کر رہے ہیں کہ ہم مریض کیسے ہسپتال تک پہنچائیں ہم زچہ اور بچہ کو کیسے ہسپتال تک پہنچادیں۔وسائل نہیں ہیں، راستے بند ہیں لوگ پریشان ہیں، مکان منہدم ہو چکے ہیں۔تو میری صوبائی حکومت سے گزارش ہے کہ ہمارے زراعت کے جتنے ڈوزرز ہیں وہ سارے ویسے پڑے ہیں اور کھڑے ہیں کیونکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس ڈیزل نہیں ہے تو عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ عوام کو مشکل سے نکالنے کے لئے ہماری صوبائی حکومت کو فوری طور پر ان کا انتظام کرنا چاہیئے عوام کو ریلیف دینا چاہیے یہی ہمارے ضلع کے مشکلات حل ہوجائیں گے ۔ وَماعلینا اِلَّا البلٰغ ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ مولوی صاحب۔جی میڈیم بات کریں۔

محترمہ زبیدہ خیر خواہ: شکریہ جناب اسپیکر میں صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ اس کو مشترکہ بنانا چاہیے کیونکہ اس سے پورا بلوچستان متاثر ہوا ہے اس قرارداد کو مشترکہ بنائیں، Than you جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی مبین خان خلجی صاحب۔

جناب محمد مبین خان خلجی: جناب اسپیکر صاحب آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے ایک موضوع پر مجھے موقع دیا اور ہماری پارٹی کا بھی پاکستان تحریک انصاف کا بھی یہ موقف تھا کہ جو بلوچستان میں حالیہ جو بھی تباہیاں ہوئیں ہیں اس سے بہت سے پورے بلوچستان میں تباہی آئی اور خاص طور پر نصیر آباد بیلٹ میں بہت زیادہ تباہی آئی ہے ہمارے کوئٹہ شہر کے اندر بہت تباہی ہوئی اور اس سے بہت سے جو ہمارے ہنہ اوڑک کا ایریا ہے، ہمارا سرہ خولہ ایریا ہے، سریاب روڈ ہے، یا ہمارے جو مختلف ایریاز ہیں ان میں بہت سی تباہی ہوئی اور میں اسد بلوچ صاحب کی بات کو سیکنڈ کروں گا کہ جو ہمارے چیف منسٹر صاحب ہیں ان کے ساتھ ملکر جو ہے کمیٹی بنائی جائے اور پورے بلوچستان میں ہر حوالے سے ڈیم کے حوالے سے ہو یا ٹیوب ویلز کے حوالے سے ہو۔مَیں یہ بات کہوں گا کہ اگر ہماری گورنمنٹ ہوتی فیڈرل میں تو مَیں یقین کریں کہ اِس فلور پر آپ کو یہ کہتا کہ ہم نے پہلے بھی PSDP میں

7سوارب روپے کا بلوچ بیلٹ میں اعلان کیا تو ہم ہماری فیڈرل گورنمنٹ فوراً ہی اِدھر آتی اور فوراً 500ارب روپے بلوچستان گورنمنٹ کو دیتے تا کہ جو اِدھر کی مایوسی ہے بلوچستان کی مایوسی ہے وہ مٹتی۔مگر آج مولوی صاحب اِدھر تقریر کر رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ جی پُل ٹوٹ گئے ہیں یہ چیزیں ٹوٹ گئیں بلوچستان میں کوئٹہ کراچی روٹ بند ہے۔آپ کو ڈسٹرکٹ ژوب موسیٰ خیل کا راستہ بند ہے۔ NHA کو فوراً طور پر پہنچنا چاہیے تھا وہ وزارت اِن کے پاس ہے یہ بلوچستان کے عوام کو گمراہ کیا جارہا ہے یہ عوام کو گمراہ کیا جارہا ہے وزارت اِن کے پاس ہے بلوچستان میں وزیراعظم آتا ہے۔

(خاموشی۔اذان عشا)

جناب محمد مبین خان خلجی: تو جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان کے عوام کو بیوقوف بنایا جارہا ہے، فیڈرل گورنمنٹ اِن کے پاس ہے، پرائم منسٹر اِن کے کہنے پر آیا، اِن کی ائرپورٹ میں ملاقات ہوئی، اِنہوں نے سب بلوچستان کے بارے میں بتایا گیا،صرف فوٹوسیشن کی حد تک بلوچستان کے عوام کو بے وقوف نہیں بنائیں گے۔بالکل بے وقوف بنایا جارہا ہے،فوراً اِن کو چاہیے کہ اعلان کروائیں یہ لوگ بیٹھ کر تقریر کر رہے ہیں آج بلوچستان کے اندر ہماری گورنمنٹ میں 12ارب روپے کی subsidy دی جارہی تھی تا کہ بلوچستان کے اندر بجلی ہو،آج State Minister ہمارے بلوچستان کا بندہ ہے ہمارے بلوچستان کا بچہ ہے ہمارے بلوچستان کا آدمی ہے ہمارے بلوچستان کے اندر اُس نے سیاست کی ہے مگر آج بلوچستان کے اندر کیا مسائل حل ہوئے ہیں بجلی کے حوالے سے،خدارا اِس عوام کو بے وقوف نہ بنائیں اِس بلوچستان کے عوام کو اِس کوئٹہ کے عوام کو آپ لوگ آپ لوگ بے وقوف بنارہے ہیں اور آپ لوگ وزارتوں کے صرف مزے لے رہے ہیں۔آپ کا مقصد مہنگائی نہیں تھا آج مہنگائی کا طوفان آگیا ہے پاکستان کے اندر،لوگ چوریوں پر اُتر گئے ہیں،لوگوں نے اپنے بچوں کو لے کر ٹرین کے نیچے دیا ہے، ہر چیز کی ہے مگر اِن کا مقصد صرف اور صرف وزارتیں تھا۔۔۔(مداخلت۔شور)۔ اِدھر بلوچستان کے اندر لوگ رہتے ہیں کیا اِدھر بھی نقصان ہوا ہے،صرف اور صرف بیرون ملک چکر مار رہے ہیں اور ہمیشہ اِدھر تعصب کی بات جاتی ہے زمرک صاحب نے بھی بات کی کہ جی ہمارے ہرنائی کے لوگ، ہمارے کوئٹہ کے اندر سارے رہتے ہیں، ہمارے کوئٹہ کے اندر mines owners بھی کام کرتے ہیں، تجارت کا بھی کام کرتے ہیں، اِدھر صرف اور صرف نفرتیں پھیلاتے ہیں،صرف اور صرف اِن کا مقصد جو ہے پیسہ کمانا ہے اِن کا مقصد جو ہے عوام کو گمراہ کرنا ہے، اِن کو عوام نے مسترد کر دیا ہے یہ جا کر معافیاں اُن سے مانگیں یہ عوام سے معافی مانگیں یہ عوام سے معافی مانگیں جا کر کہ ہم سے گناہ ہوگیا ہے، معاف کریں۔۔۔(مداخلت۔شور)۔ آپ

بات کرتے ہیں، آپ بات کرتے ہیں۔۔۔(مداخلت۔شور)۔آپ بات سُنیں، آپ PSDP جا کر check کریں آپ PSDP جا کر check کریں کہ ہم نے کیا دیا ہے۔صرف اور صرف آپ کا مقصد تھا NHA کی ministry لینا۔آپ کا مقصد تھا WAPDA کی ministry لینا ،لوگوں کو بیوقوف بنانا۔۔۔(مداخلت۔شور)۔ عوام کو بیوقوف بنانا،آج کوئٹہ شہر میں بجلی نہیں ہے۔۔۔(مداخلت۔شور)۔کیوں یار! کیوں لوگوں کو گمراہ کیا جارہا ہے،خدا کے لیے اگر اسپیکر صاحب ہم غلط بیانی کررہے ہیں تو آکر آپ بتائیں۔ آپ own کریں کہ بلوچستان کے لوگوں کو وزاتیں ملی ہیں۔آپ کیوں مسئلے حل نہیں کرتے ہیں؟۔۔۔(مداخلت۔شور)۔ مولوی صاحب! آپ بیٹھ کر ادھر بول رہے ہیں کہ بلوچستان کے،بلوچستان کے پاس تو وسائل کم ہیں،بلوچستان نے اپنے کونظر انداز کیا ہے جتنی اُن کی کوشش ہے اُنھوں نے کیا ہے،اور آپ اُدھر جا کر تصویریں لیتے ہیں،آپ لوگ اُدھر کوئی بات نہیں کرتے ہیں ابھی مَیں اور باتیں کروں گا تو آپ کو اور غصہ آئے گا،قائدین پر تو مَیں بات نہیں کرتا،مَیں اِس لیے کہ آپ لوگوں کا جو ہے مؤقف ہے آپ عوام سے جا کر معافی مانگیں کہ ہماری توبہ ہے۔ہم لوگوں نے غلط کیا ہے ہم نے صرف وزارتوں کے لیے سیاست کی ہے۔ہم نے حقیقی معنی میں سیاست نہیں کی ہے۔۔۔(مداخلت۔شور)۔آپ سمجھ گئے،بس آپ نہ بات کریں،آپ خود select ہو کر آئے ہیں،آپ select ہو کر آئے ہیں آپ بات نہ کریں،آپ بات نہ کریں،آپ بات کر رہے ہیں اِدھر بےوقوف بناتے ہیں بلوچستان کے عوام کو۔آج یہ ڈیسک خالی ہیں آپ دیکھیں کہ یہ بلوچستان کی اتنی ضروری قرارداد ہے اور آپ یہ کیمرہ لگائیں،دکھائیں کہ کدھر ہیں یہ لوگ؟۔۔۔(مداخلت۔شور)۔ آپ دکھائیں کیمرہ دکھائیں عوام کو بےوقوف بنایا جارہا ہے۔بہت شکریہ اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ مُبین خان خلجی صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 147 منظور کی جائے؟

جناب قائم مقام اسپیکر: قرارداد نمبر 147 منظور ہوئی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: محترمہ بشریٰ رند صاحبہ، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! آپ اپنی قرارداد نمبر 148 پیش کریں۔

محترمہ بشریٰ رند (پارلیمانی سیکرٹری): جناب اسپیکر! یہ اتنی اہم قرارداد ہے یہ میرا خیال ہے کہ تمام ایوان کو بھرا ہونا چاہیے۔ہرگاہ کہ بلوچستان جو ملک کا ایک پسماندہ ترین صوبہ ہے۔وفاقی حکومت کی جانب سے حالیہ بجلی کے بلوں پر بلاوجہ اضافی ٹیکس لگائے گئے ہیں،جس کی ادائیگی صوبہ کے غریب عوام کے دسترس سے باہر ہے۔

واضح رہے کہ معزز لاہور ہائی کورٹ نے حکومت کو بجلی کے بلوں پر لگائے گئے اضافی ٹیکسوں کی وصولی سے روک دیا ہے۔لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں بلوچستان میں بھی بجلی کے بلوں پر لگائے گئے اضافی ٹیکسز کو فی الفور ختم کرنے کو یقینی بنائیں۔ تاکہ صوبہ کے غریب عوام میں پائی جانے والی بے چینی اور احساس محرومی کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: قرارداد نمبر 148 پیش ہوئی

جناب قائم مقام اسپیکر: admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

محترمہ بشریٰ رند(پارلیمانی سیکرٹری): اسپیکر صاحب میرا خیال ہے کہ عوام جو ہیں نہ اُن کو فرق پڑتا ہے کہ stock exchange جو ہے وہ fluctuate کر رہا ہے اُوپر جا رہا ہے یا نیچے۔ ڈالر اُوپر جا رہا ہے یا نیچے، mega projects ملک میں بن رہے ہیں یا نہیں، عوام directly جن چند چیزوں سے متاثر ہوتی ہے، اُن میں سے ایک ہے بجلی کا بل۔ اور میرا خیال ہے کہ جس طرح سے ٹیکسز لگائے گئے ہیں یہ میرا خیال ہے چھری کا کام کر رہی ہے عوام کی گردن پر۔ اور جس میں غریب اور درمیانی طبقہ جو ہے وہ directly اِس سے بہت زیادہ نقصان کھا رہا ہے جس میں آپ کو تھوڑی سی detail بتاؤں گی جو electricity taxes bills اگر منگوائیں اور اُس میں دیکھیں کہ کس قسم کے اُن پر پانچ قسم کے taxes لگائے گئے ہیں، جس میں general sales tax 18%, nelam jehlum tax پھر income tax 5%, 10%, POL price sales tax 10 % اور sales tax 5%۔ اب جب ہمارا بل آتا ہے تین ہزار روپے تو اُس میں تین ہزار روپے کے ٹیکس ہم پر لگا دیئے جاتے ہیں۔ جیسے اِس وقت حالات چل رہے ہیں بلوچستان کے اور flood سے اِس وقت ہم لوگ affected ہیں۔ جب اِس علاقے کو آفت زدہ قرار دے دیا جاتا ہے تو اُس میں جتنے بھی یہ جو bills ہوتے ہیں اِن کو معاف کر دیا جاتا ہے، چھ مہینے تک۔ تو یہ تو automatically bills بھیجنے ہی نہیں چاہیے، اِس وقت صورتحال میں یہ ہے کہ عوام کو جن کے گھر تباہ ہو گئے ہیں، جن کو کھانے کو نہیں ہے، جو خودکشی پر اُتر آئے ہیں، وہ اِس ٹائم پر bills کہاں سے pay کریں گے۔

ہماری نصیر آباد سے ایک شخص کا مجھے call آیا اور مجھے کہا کہ ایوان میں جتنے لوگ بیٹھے ہیں آپ سب کا گلا بند ہو گا کیونکہ آپ لوگ ہمارے لیے بات نہیں کرتے جب یہ bills آتے ہیں آپ اُنھیں بتائیں کہ ہمارے پاس کھانے کو نہیں ہے ہم راشن نہیں لے سکتے بچوں کے پیروں میں چپل نہیں ہے اس وقت جو حالات چل رہے ہیں ہم کہاں سے بجلی کا bill pay کریں۔ آپ لوگ بجلی کے بل پر بات کیوں نہیں کرتے، تو

میرا خیال ہے کہ ایک important قرارداد ہے۔ اور ہمارے صوبے پر، یہ نہیں کہ میں صرف کوئٹہ city پر پورے صوبے پر tax معاف کر دینا چاہیے۔ اور اس کیلئے آپ ایوان کے توسط سے فیڈرل کو strong یہاں سے ایک message جانا چاہیے صوبائی اُس سے کہ کوئی، اگر ہمیں شہباز شریف صاحب سے بھی ملنا پڑے اگر ہمیں ایک group بنا کے جائیں اُس صورت میں بھی ہم جائیں تو تیار ہیں لیکن یہ چیز جو ہے جب لاہور والے کر سکتے ہیں تو وہ وہاں ہائی کورٹ سے ختم کرا سکتے ہیں تو why not بلوچستان؟ اور ہمارے پاس تو اس وقت بہت بڑی وجہ ہے وہ یہ flood ہے جس سے ہم اِس وقت دوچار ہیں۔ تو میں اُنہیں request ہے اسپیکر صاحب! سے اِس کو منظور بھی کیا جائے اور اِس پر ایک report فوری بھیج دیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ میڈم۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی خلیل جارج صاحب۔

جناب خلیل جارج بھٹو (پارلیمانی سیکرٹری): جناب اسپیکر صاحب! میں اِس پر صرف مختصر بات کرونگا کہ جیسے میری بہن نے یہ بڑی اہم قرارداد ہے اور آپ نے دیکھا حالیہ پنجاب میں کچھ units سے نیچے اگر آپ use کرتے ہیں تو free ہوتی ہے آیا تو ایک تو جتنے بھی آفت زدہ علاقے ہیں اُنکے bills کو معاف کیا جائے اور آگے اُنکو کم از کم اگر چھ مہینے نہیں تو تین مہینے تک relief دیا جائے اور اِس کی مکمل تحقیقات کروا کے Prime Minister کو report بھیجی جائے۔ اگر subsidy پنجاب میں دی جا سکتی ہے، دوسرے صوبوں میں دی جا سکتی ہے تو یہاں بھی subsidy دی جا سکتی ہے۔ بلوچستان کیونکہ پسماندہ علاقہ ہے اور پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور اِس کے دُور دراز علاقوں میں مَیں سمجھتا ہوں عوام پر یہ بوجھ جو ڈالا جا رہا ہے بجلی کی صورت میں، یہ ہم بلوچستان اسمبلی consensus سے اِس کو نامنظور کرتی ہے کیونکہ ہم آفت زدہ رہے ہیں earthquake کی zone میں ہم ہیں، سیلاب زندگان میں ہم ہیں، factories یہاں نہیں ہیں، روزگار یہاں نہیں ہیں، تو فیڈرل کو اِس time سوچنا چاہیے کہ NFC award کا جیسے پچھلی دفعہ انہوں نے اپنا پنجاب نے اپنا share بلوچستان کو دیا تھا ابھی بھی میں سمجھتا ہوں کہ فیڈرل کو اپنی اہم نوعیت کے projects نہیں ہیں اُس کو converted کر دیں بلوچستان کے سیلاب زدگان کی وہ کر دیں اور میں ادھر ایک اور بات کرنا چاہ رہا ہوں کہ اِس میں ہمیں donor agencies کی طرف بھی جانا چاہیے جو سیلاب زدگان کی مدد کیلئے آئیں۔ ہم بالکل donor agencies کو neglect کر رہے ہیں اور ہم سارا بوجھ اِس time حکومت پر ڈال رہے ہیں یہاں ہماری معاشی حالت اتنی کوئی خاص نہیں ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ

آگے تو ایک بچے کو صرف ہم کو اِس لئے پیدا کرنا پڑے گا کہ وہ صرف bills دیں، چاہے وہ gas کے بل ہیں چاہے وہ بجلی کے بل ہیں چاہے وہ پانی کے بل ہیں ایک بچے کو ہم نے اضافی پیدا کرنا پڑیگا جو bills کیلئے ہو۔

لہٰذا میں اِس قرارداد کی پُر زور حمایت کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف قرارداد تک نہ رہے اِس کو آگے بھی جانا چاہیے اور اِس پر عمل ہونا چاہیے۔ اور ہمارے بلوچستانی بہن بھائیوں کو جو سیلاب زدگان ہیں جو اِس time سیلاب کے زَد میں اُنکو جتنا بھی اِس time عوامی فائدہ جتنا بھی دیا جائے وہ کم ہے ہم بلوچستان عوامی پارٹی اِس کے حق میں ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ عوام کو زیادہ سے زیادہ relief دیں۔ اِس لئے باقی parties بھی coalition ہمارے partners ہیں اِن سب کو مل کے ہمیں donor agencies کی طرف جانا چاہیے اور ہم اِس کیلئے تیار ہیں۔ خواتین یا minorities یا دیگر لوگ ہم ایک group بنانا چاہ رہے ہیں کہ ہم ایک group بنا کے ہم donor agencies کی طرف جائیں۔ اور اُنکو بتائیں کہ بلوچستان کے حالات کا کیونکہ sir emergencies relief دینا کوئی بڑا اقدام نہیں ہے۔ اصل چیز ہے infrastructure، جو بلوچستان کا پہلے ہی تباہ حال تھا ابھی تو بالکل تباہ حال ہے۔ اور یہ علاقے neglect نہیں ہونے چاہیے، اِن کو ہمیں توجہ دینی چاہیے۔ اور اِس کو پوری توجہ کے ساتھ اِس کو ایک مثال بنانی چاہیے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ سیلاب زدگان کی جتنی بھی report ہے وہ اسمبلی میں بھی lay ہونی چاہیے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی مُکھی شام لال۔

جناب مُکھی شام لال لاسی: شکریہ جناب اسپیکر! میں اِس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں کیونکہ یہ واقعی بجلی کے اتنے بل ہیں جو غریب عوام کے بس کی بات نہیں ہے۔ غریب تو اپنی جگہ پر مگر کاروباری حضرات یا کوئی اور ہے وہ بھی برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ خاص کر کے اِس حالات میں جب بلوچستان اِن بڑی مشکلات میں سے گزر رہا ہے لوگ سیلاب زدگان ہیں لوگوں کی بہت بڑی بڑی پریشانیاں ہیں۔ تو اِس کی ہم پوری حمایت کرتے ہیں اِس قرارداد کی ہم چاہتے ہیں کہ جس طرح میڈم نے کہا کہ واقعی کہ ایک بلوچستان سے ایک پوری کمیٹی بنائی جائے، اِس پر PM صاحب سے ملیں تاکہ اُن سے ایک relief لیا جائے۔ اور فیڈرل گورنمنٹ کو چاہیے کہ بلوچستان کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ہماری بڑی مشکلات ہیں اِن کو مکمل ختم کرنا چاہیے۔ بہت بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ مُکھی شام لال۔ جی مبین خان۔

جناب محمد مبین خان خلجی: جناب اسپیکر صاحب! آپ کا بہت شکریہ جو میری بہن قرارداد لے کر آئی، خاص طور پر بجلی کے حوالے سے ادھر ہمارے نصیر شاہوانی صاحب بیٹھے نہیں ہیں، وہ میرے خیال میں زمیندار ایسوسی

ایشن کے چیئر مین بھی ہیں اُنکو پتہ ہے کہ بجلی کے حالات side area میں زمیندار کو بجلی نہ ملے تو کچھ بھی نہیں ہوسکتا ہے۔ آپ کو پتہ ہے یہاں پر borders بند ہو گئے ہیں لوگوں پر پریشانیاں بہت ہیں اور خاص طور پر اور اِس کے علاوہ جو town ہے، اُس میں بھی بجلی نہیں ہے۔ اب میرے کو نہیں پتہ کہ Prime Minister آتا ہے، یہ لوگ کیا باتیں کرتے ہیں مجھے تو یہ نہیں پتہ کہ آپ چار گھنٹے کی میٹنگیں اُنکے ساتھ بیٹھ رہے ہیں باتیں کرر ہے ہیں زیرے صاحب کی video آرہی ہے اُنکی video آرہی ہے پتہ نہیں کیا باتیں کرتے ہیں۔ حقیقی بات یہ ہے کہ یہ لوگ صرف photo session کرتے ہیں۔ خُدا کے لئے، خُدا کے لئے یہ جو عوامی لوگوں کے مسائل ہیں اِس کو آپ implement کرائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو موقع دیا ہے آپ کو فیڈرل میں سیٹیں دی ہیں آپ کو بلوچستان میں نمائندگی ہے۔ آپ لوگ صرف اور صرف اپنے لئے کہ"ہم کو یہ اسکیم دے دینا، ہمیں یہ اسکیم دے دینا"۔ اِس سے خُدا کیلئے نکلے عوام کی بلوچستان کی original معنوں میں حقیقی نمائندی کریں۔ اور یہ implement کرائیں، خُدارا لوگ بہت پریشان ہیں میں آپ کا زیادہ time نہیں لونگا یہ جو قرارداد لے کر آئے ہیں اِس کی میں بھرپور حمایت کرتا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ کو معاف کرنا چاہیے، بلوچستان میں لوگوں کے پاس کھانے کو نہیں ہے پینے کو نہیں ہے اور بالکل اللہ معاف کرے خودکشیوں پر آگئے ہیں۔ تو یہ قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ مبین خان۔ جی نصر اللہ خان زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: Thank you جناب اسپیکر! محترمہ بشریٰ رند صاحبہ نے جو قرارداد لائی ہے یقیناً یہ بروقت بھی ہے، قابل تعریف بھی ہے، اِس لئے کہ بجلی ہمارے گھروں میں استعمال ہوتی ہے، زرعی ٹیوب ویلوں میں استعمال ہوتی ہے اور عجیب سی بات ہے کہ محترمہ نے یقیناً اِس پر تحقیقات بھی کی ہے کہ اِس پر income tax لگتا ہے، 10%, وہ 5% General tax, 18% Neelam, Jehlum tax، sales tax 5% اب نیلم جہلم جو ہے وہ اُدھر ہے tax ہم پر لاگو ہوتا ہے۔ پنجاب کے لوگ مبرا ہیں، tax ہم پر لاگو ہوتا ہے۔ جناب اسپیکر! ایسا ہے کہ بجلی تو اب سرے سے یہاں وجود ہی نہیں رکھتی entire the province آپ جائیں گے 24 گھنٹے میں یہاں تو اِن کے حکومت کے دوران مبین صاحب کی حکومت کے دوران یہاں تو بجلی دو گھنٹے بھی نہیں ملتی تھی۔۔۔۔(مداخلت)۔ دو گھنٹے بھی بجلی نہیں ملتی تھی۔ اِس کو ادب بھی نہیں آتا ہے کہ پارلیمان میں یہ الفاظ استعمال نہیں ہوتے ہیں۔ یہ بیچارہ اِتنا ادب سے خالی ہے۔ تو جناب اسپیکر! اب گیس کی کیا position ہے؟۔ گیس کا یہ position ہے کہ پہلے تو یہاں جتنا بھی یہاں بل آتے ہیں، آج

مجھے ایک بچے نے بتایا، اُنکے گھر کا بل 13 لاکھ روپے آیا تھا۔ تین کمروں پر مشتمل گھر اور میں ایک بات اور آپ کو بتادوں، یہ جو اپنے ابھی ابھی دودھ کا دُھلا اِتنی تعریفیں کر رہا تھا اپنی حکومت کا کہ آپ کو پتہ ہے کہ مارچ میں آپ کی حکومت نے پچھلے سال مارچ میں آپ کی حکومت میں گیس پر مکمل پابندی لگائی تھی؟۔ صرف ہمارے بلوچستان کے لئے کہ یہاں کوئی نیا میٹر نہیں لگے گا۔ یہ حکومت تھی آپ کی حکومت نے کیا تھا۔ آپ کی حکومت نے اِس ملک کا بیڑا غرق کر دیا۔ آپ کی حکومت نے اِس ملک کو اُس تباہی کے دھانے پہنچا دیا۔ تحریک انصاف کی حکومت نے کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ آپ نے کہا تھا ''کہ ہم دو کروڑ لوگوں کو نوکریاں دینگے''۔ آپ نے تو لاکھوں کو بے روزگار کیا، آپ نے تحریک انصاف نے کہا تھا ''کہ ہم 50 لاکھ لوگوں کے لیے۔۔۔''۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب! قرارداد پر آجائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! ابھی آپ سن لیں آپ تو اُس وقت مزے لے رہے تھے ابھی آپ سن لیں۔ 50 لاکھ لوگوں کے لیے گھر بنانا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب قرارداد پر آجائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: کہاں پچاس لاکھ گھر۔ آپ تو قانوناً، شرعاً آپ کے خلاف foreign funding case آ گیا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب قرارداد پر آجائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: آپ نے کروڑوں، اربوں روپے آپ نے چھپائے ہیں۔ لائے کس مد میں تھے خرچ کس مد میں کیے۔ آپ کے اُوپر تو الیکشن کمیشن نے آپ کے خلاف فیصلہ دیا ہے۔ قانوناً، شرعاً آپ کے خلاف، آپ ابھی بات ہی نہیں کر سکتے ہو۔ آپ تو غیر آئینی ہو۔ آپ نے تو جو کام کرنا تھا آپ نے جو چوری کرنی تھی اربوں روپے اِس نے چوری کیے ہیں اِس کی حکومت نے تحریک انصاف نے۔ یہ foreign funding case جناب اسپیکر! اِس پر توشہ خانہ میں اس نے کتنے پیسے کھائے ہیں، کتنے کروڑوں روپے کھائے ہیں۔۔۔(مداخلت۔شور)۔ ابھی خاموش ہوجاؤ سن لو ابھی۔ ابھی آپ کی حکومت کی باری آئے گی ابھی آپ سن لو ناں۔۔۔(مداخلت۔شور)۔ جناب اسپیکر! اِن کو بٹھا دیں اِن کو بٹھا دیں ناں ابھی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب! آپ قرارداد پر آجائیں۔ مبین خان خلجی آپ تشریف رکھیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اِن کو بٹھا دیں، میں قرارداد پر آتا ہوں۔۔۔(مداخلت۔شور)۔ آپ بیٹھ جاؤ۔ نہیں، آپ نے سیلاب پر بات نہیں کیا۔ آپ نے حکومت پر تنقید کی۔ بیٹھ جاؤ، 62-63 پر آپ نااہل ہو۔

جناب اسپیکر! یہ قانوناً جو ہے نااہل ہے۔۔۔(مداخلت۔شور)۔ یہ 63-62 کی اس نے خلاف ورزی کی ہے۔آپ نااہل ہو بیٹھ جاؤ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اگر آپ لوگ خاموش نہیں ہو رہے ہیں،مَیں اجلاس ختم کردوں گا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: یہ اجلاس پھر ختم کردے گا۔۔۔(مداخلت۔شور)۔ بیٹھ جاؤ۔

جناب محمد مبین خان خلجی: آپ مجھے ایک بات بتائیں کہ قرارداد بجلی پر ہے تو اس پر foreign funding کا کیا کام ہے۔آپ مجھے ایک بات بتائیں یہ غلط بات کر رہے ہیں ناں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: قرارداد پر آجائیں زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: یہ جناب اسپیکر! اِس نے کروڑوں اربوں روپے کھائے ہیں۔۔۔(مداخلت۔شور)۔ جناب اسپیکر!مَیں اِس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں جو محترمہ نے لایا ہے۔ تمام taxes ختم ہونے چاہیے۔زرعی قرضے ختم ہونے چاہیے۔بجلی کے جتنے taxes ہیں،گیس کے اُوپر جتنے taxes ہیں اور ہمارے صوبے کے لیے گیس کی پائپ لائن کے لیے جو پابندی لگائی گئی تھی،وہ پابندی ختم ہوجائے۔ thank you Mr.Speaker۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب۔جی احمد نواز بلوچ صاحب مختصراًبات کریں۔

حاجی احمد نواز بلوچ: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔شکریہ جناب اسپیکر میرے بھائی تاریخ خود لکھا گیا ہے تاریخ خود بات کرے گا۔آپ کی اتنا چلاّنے سے۔جناب معزز ارکان معزز میرے دوست۔

جناب قائم مقام اسپیکر: معزز میرے دوست! قرارداد پر آجائیں۔

حاجی احمد نواز بلوچ: تھوڑا سا اُس کا تمہید باندھ رہا ہوں جناب اسپیکر۔کیوں کہ تاریخ کسی کو معاف نہیں کرے گا۔نیا پاکستان ہو یا جو پرانہ پاکستان ہے،وہ سب،سب کے سامنے ہیں جناب۔ جو قرارداد میڈم نے پیش کی ہے میں اپنے اور اپنے پارٹی کی طرف سے اُس کی مکمل حمایت کرتا ہوں جناب اسپیکر۔کیوں کہ یہاں کے جو مکین ہیں یہاں کے جو غریب ہے مڈل طبقہ ہے وہ یہ جو بل آتے ہیں وہ اُن کی بس کی بات نہیں ہے۔پچھلے ادوار میں بھی،پچھلے سیشن میں بھی پچھلے سال ہمارے ایک معزز ارکان کے گھر کا بل ڈیڈھ لاکھ آیا تھا جناب زمرک خان کی۔تو آپ نے دیکھا کہ وہ ایک فیکٹری تو نہیں چلا رہے تھے۔وہ اپنے گھر کے دو کمروں کی یا ایک گھر چلا رہے تھے اور وہ per month اُس کا بل ڈیڈھ لاکھ آرہا تھا۔تو آج اس دور میں جو ہمارے نیا پاکستان والے تھے جو اُنہوں نے بیج بویا تھا وہ ہم سب اُس کے زد میں آگئے ہیں۔اور اس بلوں کو جو ٹیرف بل ہے جو سرکار

ٹیرف بل بھیج رہے ہیں اُن کو ختم کیا جائے تاکہ لوگ اپنے نانِ شبینہ کا محتاج نہ رہیں اور آنے والے دنوں میں پاکستان ایک اچھی طرف گامزن ہوں۔ میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ احمد نواز بلوچ صاحب۔ جی بازئی صاحب!

ملک نعیم خان بازئی: شکریہ اسپیکر صاحب۔ میں محترمہ صاحبہ کی جو قرارداد ہے میں بھرپور اُن کی حمایت کرتا ہوں۔ اور اسپیکر صاحب یقیناً یہ کچلاک میں لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے ناں تو بجلی اگر پانچ گھنٹے ہے تو وہاں پر اُس کا voltage بھی کم ہے۔ ہاں یہ taxes یہ جو علیحدہ ہے بل زیادہ لے رہا ہے اور پورا لے رہا ہے اور voltage اُس کا کم ہے۔ پتہ نہیں ہم لوگوں کو عذاب میں مبتلا کیا ہے۔ میں اسپیکر صاحب وہاں پر جو ہے AC,TV یہ سارے جل گئے تو کم سے کم وہ بجلی پورا ہونا چاہیے۔ اگر پانچ گھنٹے دیتا ہے وہ تو پورا ہونا چاہیے۔ شکریہ اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 148 منظور کی جائے؟۔

جناب قائم مقام اسپیکر: قرارداد نمبر 148 منظور ہوئی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ مَیں اب گورنر کا حکمنامہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

Order

In exercise of powers conferred on me by the Article109(b) of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973, I Mir Jan Muhammad Jamali Acting, Governor Balochistan, hereby order that on conclusion of business, the Session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Monday, the15th August 2022.

جناب قائم مقام اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 09 بجکر 15 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆